

ماہنامہ

کراچی

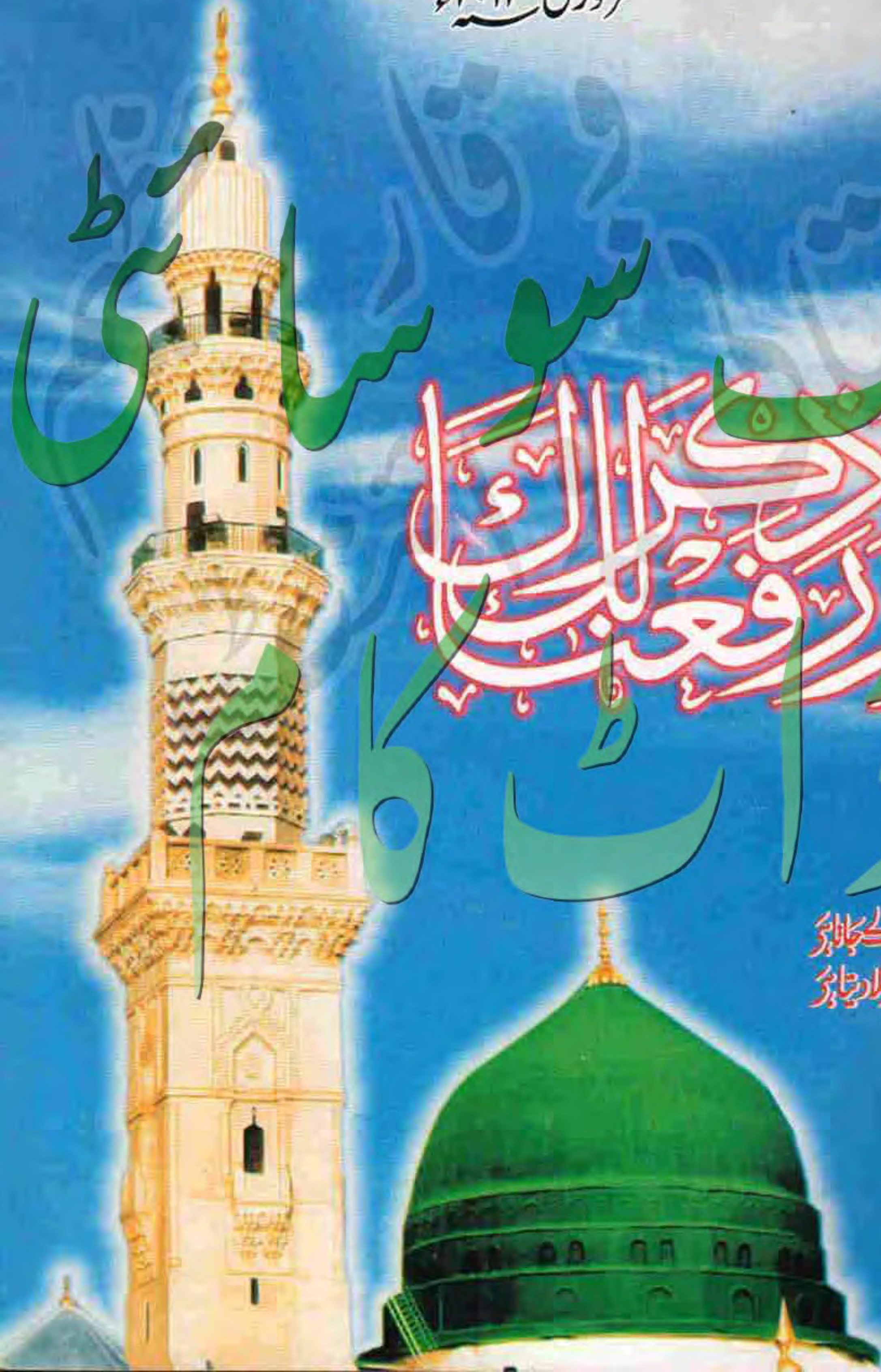
روحانی ڈائجسٹ

خیر البشر ﷺ نمبر

فروری ۲۰۱۲ء

سورۃ الاحقاف

پہلے چھ بندہ کو خدا کے جلائیے
اور پھر خدا کے جلائیے



اسلام، تصوف، پیرا سائیکولوجی

رحمۃ للعالمین ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں
نور الہی، نور نبوت... خواجہ شمس الدین عظیمی-10
رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ....
صدائے جرس... خواجہ شمس الدین عظیمی-12
اصل روح سے واقفیت حاصل کرنا دین کی تکمیل ہے....
خطبات عظیمی... خواجہ شمس الدین عظیمی-53
روح کا اصل مقام کیا ہے؟....
روحانی سوال وجواب... خواجہ شمس الدین عظیمی-187

سائبان....

قلبی سکون اور حقیقی کامیابی کی اصول دولت کو
عام کرنے کا بیڑا اٹھائے ایک سادہ دل اور
نہایت محترم شخصیت محترمہ اشرف
سلطانہ عظمیٰ کے تجربات اور
مشاہدات....
انٹرویو: مشکور الرحمن
83....

83

سائنس، نفسیات، معاشرت، ادب

جنگلات میں کمی.... ماحولیاتی عدم توازن کا باعث...
اگر ماحول میں کاربن کی شرح اسی طرح بڑھتی رہی تو دنیا کے بعض
ممالک خشک سالی اور بعض سیلاب کی تباہی کا شکار ہو جائیں گے...
عینی نیازی.... 89
ہم ناکام کیوں ہوتے ہیں....
عظیم تخلیق کار وہ ہوتے ہیں جو اپنی ناکامیوں سے
سبق سیکھ کر کامیابیوں کا راستہ ہموار کر لیتے ہیں....
سلمان احمد خان.... 123

123

اعترافی گورکن... مہمان کالم... ظہیر اختر بیدی.... 99
ایک ایک کر کے تمام بہن بھائی ساتھ چھوڑ گئے....
نسرین آپا کی کہانی... گلشن کو خدا حافظ... 175
75 سالہ محنت کش سکینہ بی بی کی زندگی کے شب و روز....
سوہرہ یہ بھی آدمی... 179
مالا باری بریانی.... فکاہیہ تحریر
جستہ جستہ... رضا علی عابدی... 207

عقل حیران ہے! سائنس خاموش ہے

اہرام مصر کی تعمیر کا عجیب



127

اگیا بیتال



113

چرخی قلم

راشد ندیر

شاہکار افسانہ....



107

ممتاز مفتی

خواتین، نوجوان، بچے

بچوں کے بگڑنے میں کچھ ہاتھ ہمارا
بھی ہے....
بچوں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح
ضروری ہے
اسماء آصف.... 93
سانولی رنگت کو نکھارنے کے چند راز....
آپ کے ذوق کی آئینہ دار....
فائقہ احمد.... 169
شیر خوار بچوں کے لیے
غذا کی اہمیت....
جس کی موجودہ مصروف زندگی میں خصوصاً خواتین کو
زیادہ ضرورت ہے....

93

169



171

خواتین اور پبلک
ٹرانسپورٹ کے مسائل
ملتان کے قدیم بازار
103

صحت مند زندگی

میوے کھانے کا موسم....
مکھی تو ہے.... میوہ جات دماغی قوت
اور اعصاب کو مضبوط بناتے ہیں...
حکیم محمد ابراہیم شیخ.... 155
گٹھیا.... جوڑوں کی ایک تکلیف دہ بیماری....
147....
دودھ.... ناصرف مکمل غذا ہے بلکہ ذہن و جسم کو
فوری طاقت و تسکین پہنچانے کا اصول قدرتی تحفہ بھی ہے...
نسرین شاہین.... 137
کالا پانی.... آنکھوں کی بینائی چھین سکتا ہے....
149....
غذائی ملاوٹ!....
غذائیں مضر صحت رنگوں کا استعمال کینسر اور پیٹ و جگر کی
بیماریوں کا باعث بھی ہو سکتا ہے.... رفیعہ حیدر.... 151
ہڑ.... دماغ اور آنکھوں کو طاقت دیتی ہے.... 159
پسیاز.... ذیابیطس کے علاج میں مفید.... 161

155

137

دل کا معاملہ
پتہ مارگت ہوئے
141

یہ ہے پاکستان
ملتان کے قدیم بازار
193

خواتین اور پبلک
ٹرانسپورٹ کے مسائل
103

مستقل عنوانات

213- بچوں کا روحانی ڈائجسٹ.... محمد نبیل عباسی
219- انعامی مقابلوں کے نتائج....
221- محفل مراقبہ....
227- افق.... قلندر بابا اولیاءؒ کے یوم وصال کی تقریبات
233- روحانی ڈاک.... ڈاکٹر وقار یوسف عظمیٰ

197- عالم امروز.... احسن عظیم محمد
202- میری پسندیدہ کتاب....
204- قند سخن.... مرتبہ: عامر غنی
205- روحانی نیگ رائٹرز گلب.... ادارہ
211- معلومات عالم....

مستقل عنوانات

136- ربکی پر یکش....
163- دسترخوان.... فک ناز
167- جلد اور بالوں کے مسائل.... حکیم عادل اسماعیل
183- قرآنی انسائیکلو پیڈیا.... ادارہ
189- رابع صدی پہلے.... ادارہ

16- حق الیقین.... ڈاکٹر وقار یوسف عظمیٰ
73- شرح لوح و قلم.... خواجہ شمس الدین عظمیٰ
77- کیفیات مراقبہ....
133- سائنس کارنر Q&A.... ڈاکٹر جمیل احمد صدیقی
135- یوگا سب کے لیے....

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: بیشک مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ (سورۃ آل عمران: 164)

ترجمہ: وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ (سورۃ اعراف: 157)

ترجمہ: تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ (اور) مومنوں پر نہایت شفقت کرنیوالے (اور) مہربان ہیں۔ (سورۃ توبہ: 128)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۃ النثر: 4)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ انبیاء: 107)

ترجمہ: اور وہ آپ اخلاق کے عظیم پیغام پر ہیں۔ (سورۃ قلم: 4)

ترجمہ: اللہ میں ایک بہترین نمونہ (موجود) ہے۔

(سورۃ الزلزال: 21)



حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں....

مجھے جوامع الکلم (یعنی ایسا کلام جس میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں) دے کر بھیجا گیا ہے اور ایک دن جبکہ میں سو رہا تھا زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ (صحیح بخاری؛ صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا....

میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا جسے بہترین صورت میں تعمیر کیا اور سجا دیا لیکن ایک پہلو میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی اور لوگ اس مکان کے ارد گرد پھرتے ہیں اور اسے دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔

تو میں دراصل وہ اینٹ ہوں اور اسی لحاظ سے خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری؛ صحیح مسلم)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے.... میری اور (میری امت کے) لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آگ روشن کرتا ہے اور جب اس کے چاروں طرف روشنی پھیل جاتی ہے اور پتنگے، پروانے جو آگ میں گرا کرتے ہیں، آ کر اس آگ میں گرنے لگتے ہیں تو وہ شخص ان کو کھینچتا اور روکتا ہے، لیکن وہ نہیں رکتے اور آگ میں گر جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح میں تم کو تمہاری کمر پکڑ کر جہنم کی آگ میں گرنے سے روکتا ہوں، لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ جہنم میں گرے جاتے ہیں.... (صحیح بخاری؛ صحیح مسلم)

فروری ۲۰۱۲ء





سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نواسے سیدنا امام حسن بن علیؑ نے حضرت ہند بن ابی ہالہؑ سے اپنے نانا ﷺ کے اوصاف دریافت کیے۔

حدیث کی مستند کتابوں مثلاً شمائل ترمذی، طبقات ابن سعد اور طبرانی میں درج ہے کہ حضرت ہند بن ابی ہالہؑ نے بتایا:

حضور نبی کریم ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے، آپ ﷺ کا چہرہ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، قد متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے نسبتاً کم تھا، یعنی متوازن.... سر اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال گھٹکھریالے تھے، سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب حضور ﷺ کے بال زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوتے تھے.... آپ ﷺ کا رنگ چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے، ابرو جدا جدا تھے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ ناک مائل بہ بلندی تھی اور اس پر ایک چمک اور نور تھا، جو شخص غور سے نہ دیکھتا، وہ آپ ﷺ کو بلند ناک والا خیال کرتا۔

آپ ﷺ کے رخسار ہموار (اور ہلکے) تھے، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ آپ ﷺ کی گردن اتنی خوبصورت اور باریک، رنگ و صفائی میں چاندی کی صراحی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ ﷺ کے اعضاء پر گوشت اور معتدل تھے اور ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ ہموار تھے (لیکن) سینہ اقدس فراخ تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی، سینہ اور بطن بالوں سے خالی تھے، البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے، کلائیوں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ،

نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔

آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے، قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے۔ آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔

جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی، گوشہ چشم سے دیکھنا آپ ﷺ کی عادت تھی (یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے)، چلتے وقت آپ ﷺ اپنے صحابہؓ کے پیچھے چلتے (اور اس میں عار محسوس نہیں کرتے) اور جس سے ملتے سلام کہنے میں خود ابتدا فرماتے۔

پھر حضرت امام حسن بن علیؑ نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کا انداز گفتگو کیا تھا....؟

حضرت ہند بن ابی ہالہؑ نے بتایا:

رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ہمیں اکثر یہ احساس ہوتا کہ جیسے آپ ﷺ مسلسل کسی گہری سوچ میں ہیں اور کسی خیال کی وجہ سے کچھ بے چینی ہے۔ آپ ﷺ اکثر خاموش رہتے، بلا ضرورت بات نہ کرتے۔ جب بات کرتے تو پوری وضاحت سے کرتے۔ آپ ﷺ کی گفتگو مختصر لیکن فصیح و بلیغ، پر حکمت اور جامع ہوتی۔ اس میں کوئی کمی یا ابہام نہیں ہوتا تھا۔ نہ کسی کی مذمت و تحقیر کرتے نہ توہین و تنقیض، چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بھی بڑا ظاہر فرماتے۔ کسی چیز کی نہ تو زیادہ مذمت کرتے اور نہ ہی اتنی تعریف کہ جیسے وہ آپ ﷺ کو بے حد پسند ہو۔ ہمیشہ میانہ روی شعار تھا۔ کسی ذنبوی معاملے کی وجہ سے نہ غصہ ہوتے نہ برامنائے۔ لیکن اگر کسی کے حق کی بات ہوتی تو پھر کسی کو خاطر میں نہ لاتے اور جب تک اس کی تلافی نہ ہو جاتی، آپ ﷺ کو چین نہیں آتا تھا۔ ذاتی معاملہ میں نہ ناراض ہوتے نہ انتقام لیتے۔

جب اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے کرتے، جب تعجب کا اظہار کرتے تو ہتھیلی گھمادیے۔ جب کسی بات پر خاص طور پر زور دینا ہوتا تو ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے اس طرح ملائے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو مارتے۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھتے تو منہ پھیر لیتے اور جب ہنستے تو نگاہیں نیچی کر لیتے۔ آپ ﷺ کی زیادہ سے زیادہ ہنسی کھلے تبسم کی حد تک ہوتی۔ آپ ﷺ کے دانت شفاف اولوں کی طرح چمکنے لگتے۔

حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں جب میں نے اس کا ذکر اپنے چھوٹے بھائی امام حسینؑ سے کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ پر سبقت لے جا چکے ہیں اور پہلے ہی ہمارے والد (حضرت علیؑ) سے نانا ﷺ کے شمائل و اوصاف کے بارے میں دریافت کر چکے ہیں۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اپنے بابا حضرت علیؑ سے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کی گھریلو زندگی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

حضور نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر میں تشریف لے جاتے تو اپنی ذات کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتے۔

کچھ حصہ اللہ کے لیے ہوتا، کچھ اہل و عیال کے لیے اور کچھ اپنی ذات کے لیے، لیکن جو اپنے لیے مختص ہوتا اسے دوسروں کے معاملات سلجھانے میں صرف کرتے، خاص اوقات میں عوام کو بھی جو فائدہ پہنچاتا ہوتا، وہ خواص کے ذریعے پہنچاتے اور ان سے کچھ چھپا کر نہ رکھتے۔ حضور پاک ﷺ کی سیرت میں یہ بات بھی داخل تھی کہ ان اوقات میں اہل فضل کو ترجیح دیتے، اور اہل فضل کا درجہ ان کے دین سے متعین ہوتا۔ کسی کی ایک کسی کی دو اور کسی کی زیادہ ضرورتیں ہوتیں، پھر حضور ﷺ ان سب کی حاجت روائی میں منہمک ہو جاتے۔ وہ باتیں بتاتے جو مناسب حال ہوتیں، لیکن یہ بھی ارشاد فرماتے کہ جو موجود ہے، وہ غیر موجود تک یہ بات پہنچا دے اور جو اپنی حاجت مجھ تک نہیں پہنچا سکتا، اس کی حاجت کو مجھ تک پہنچاؤ، کیونکہ جو شخص حکام تک اپنا حرف مطلب نہ پہنچا سکتا ہو اس کی حاجت حکام تک پہنچا دینے کا صلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بروزِ حشر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور ﷺ کے پاس لوگ خالی آتے اور کچھ لے کر واپس جاتے بلکہ اکثر راہنما بن کر نکلتے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوتا، اسے بغیر کچھ کھائے بے رخصت نہ فرماتے۔

پھر حضرت امام حسینؑ نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا برتاؤ باہر کے لوگوں کے ساتھ کیسا تھا....؟
حضرت علیؑ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ عموماً خاموش رہتے اور جہاں ضرورت ہوتی، جہاں لوگوں کا فائدہ ہوتا، تب ہی گفتگو فرماتے۔ لوگوں کی تالیفِ قلب فرماتے اور ان میں تفریق یا نفرت نہ پیدا کرتے۔ ہر قوم کے معزز شخص کی عزت کرتے اور حتی الامکان اسی کو امیر بناتے، غیر حاضر صحابیوں کی جستجو فرماتے اور لوگوں کے حال چال دریافت فرماتے تھے۔ اچھی بات کی تحسین و تصویب فرماتے اور بری بات پر نفرت و حقارت کا اظہار کرتے۔ ہر معاملے میں میانہ روی سے کام لیتے اور ادھر ادھر نہ ہوتے، لوگوں کے غفلت و ملال میں پڑ جانے کے خوف سے خود کبھی غافل نہ ہوتے۔ ہر حالت کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہتے۔ حق میں کبھی کوتاہی کرتے نہ تجاوز۔ حضور ﷺ کی نگاہ میں افضل وہ ہوتا جو سب سے زیادہ عوام کا خیر خواہ ہوتا اور منزلت میں سب سے بڑا وہ ہوتا جو ہمدردی و اعانت میں سب سے بہتر ہوتا۔

پھر امام حسینؑ نے حضور ﷺ کی مجلس کا حال پوچھا تو حضرت علیؑ نے فرمایا:

حضور ﷺ جب بیٹھتے یا اٹھتے تو ذکر الہی کرتے۔ اپنے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ مخصوص نہ فرماتے بلکہ اس سے منع فرماتے، اگر کسی محفل میں کنارے جگہ ملتی تو وہیں بیٹھ جاتے اور اسی طریقہ عمل کا حکم بھی فرماتے۔ اپنے تمام ہم نشینوں کو پورا پورا حق دیتے یہاں تک کہ آپ کا کوئی ہم نشین یہ گمان نہ کر سکتا کہ حضور ﷺ کی نظر میں کوئی دوسرا اس سے زیادہ مستحقِ کرم ٹھہرا ہے۔ جو کسی کام میں حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھتا یا کھڑا ہوتا، تو حضور ﷺ ثابت قدمی میں غالب ہی رہتے، یہاں تک کہ اس کو ہی پیچھے ہٹنا پڑتا۔ کوئی سائل سوال کرتا تو اسے خالی واپس نہ فرماتے، یا تو اس کی حاجت پوری کرتے یا نرم کلامی سے اسے رخصت کرتے۔ حضور ﷺ کے اخلاق و کرم تمام انسانوں پر عام تھے اور حضور ﷺ سب کے لیے ایک مشفق باپ جیسے تھے اور سب لوگ

حضور ﷺ کی نظر میں یکساں حق رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کی محفلِ حلم و حیا اور صبر و امانت کی محفل ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں۔ وہاں بیہودہ گفتگو نہ ہوتی تھی، نہ مجلسی لغزشوں کی اشاعت کی جاتی۔ سب اہل مجلس برابر ہوتے۔ وجہ کفایت صرف تقویٰ ہوتا۔ سب متواضع رہتے۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرتے۔ ضرورت مند کو اپنے اوپر ترجیح دیتے۔ پردیسی کی حفاظت کرتے۔

امام حسینؑ نے دریافت فرمایا کہ اپنے ہم نشینوں میں حضور ﷺ کا کیا انداز ہوتا....؟
حضرت علیؑ نے فرمایا:

حضور نبی کریم ﷺ خوش و خرم رہتے۔ مزاج کے نرم تھے اور زندگی میں سادے، تند خو اور سخت مزاج ہر گز نہ تھے۔ آواز نہ کرخت نہ ضرورت سے زیادہ نرم، نہ نکتہ چینی فرماتے نہ حد درجہ تعریف۔ جس بات کو ناپسند فرماتے اس سے تغافل برتتے، یعنی نہ اس سے دلچسپی لیتے اور نہ اس کا جواب دیتے۔ تین طرح کی باتوں سے قطعی پرہیز فرماتے، اول جھگڑے سے، دوم بے ضرورت اور طویل کلام سے اور سوئم لا یعنی گفتگو سے۔ لوگوں سے متعلق تین باتوں سے کامل اجتناب فرماتے، اول کسی کی مذمت سے، دوم کسی کو شرمندہ کرنے سے اور سوئم کسی کی پوشیدہ بات معلوم کرنے سے۔ جب گفتگو فرماتے تو تمام ہم نشین ادب کے ساتھ اس طرح خاموش ہو جاتے، گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں اور ان کے سر ہلانے سے ان کے اڑ جانے کا ڈر ہے۔ جب حضور ﷺ خاموش ہو جاتے تو لوگ بولتے، لیکن باہم کسی بات پر ٹکرا نہ کرتے۔ حضور ﷺ سے کوئی گفتگو کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا، سب لوگ خاموشی سے سنتے۔ جو گفتگو پہلے شروع ہوتی وہی سب کا موضوع سخن ہوتا۔ جس بات پر لوگوں کو ہنسی آتی، حضور ﷺ بھی اس پر مسکرا دیتے۔ جس بات پر لوگ متعجب ہوتے، اس پر حضور ﷺ بھی اظہارِ تعجب فرماتے۔ کوئی پردیسی گفتگو یا سوال میں تہذیب سے گزر جاتا تو حضور ﷺ بڑے صبر و تحمل سے کام لیتے۔

پھر حضرت امام حسینؑ نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کی خلوت کا کیا انداز تھا....؟
حضرت علیؑ نے فرمایا:

حضور ﷺ چار مواقعوں پر خاموشی اختیار فرماتے۔ حلم کے موقع پر، احتیاط کے وقت، کسی بات کا اندازہ کرتے وقت اور کسی معاملے میں غور و فکر کے وقت۔ اندازہ اس موقع پر فرماتے جب لوگوں کو یکساں نظر سے دیکھتے اور سب کی باتیں سنتے اور غور و فکر ان چیزوں میں ہوتا جو باقی رہتی ہیں یا فنا ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ کا حلم صبر کے موقع پر ظاہر ہوتا تھا، یعنی کوئی چیز حضور ﷺ میں غیظ و غضب نہیں پیدا کرتی تھی اور احتیاط چار موقعوں پر ملحوظِ خاطر ہوتی، اول اچھی بات کو اس لیے اختیار کرنا تاکہ لوگ بھی اس کی پیروی کریں، دوم بری بات کو اس لیے ترک کرنا کہ لوگ بھی اس سے بچیں، سوئم اجتہاد ان چیزوں میں جو امت کی اصلاح سے تعلق رکھتی ہوں اور چہارم ایسی باتوں کا قیام جس سے امت کی دنیا اور عقبی دونوں سنور جائیں۔





اپنی زندگی میں ایک مرتبہ پھر ہمیں یہ موقع مل رہا ہے کہ ہم ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں نوع انسانی پر اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین احسان یعنی اللہ کے آخری نبی، انسان کامل، رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ کی ولادت کی خوشیاں منائیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ کے نبی ﷺ کا ذکر کریں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام پیش کریں۔

اللہ کے محبوب نبی ﷺ کے ذکر کے لئے کسی مہینہ، کسی دن، کسی لمحہ کی کوئی تخصیص تو نہیں ہے۔ ہر مہینہ ذکر نبوی ﷺ کا مہینہ ہے۔ ہر دن ذکر نبی ﷺ کا دن ہے اور ہر لمحہ ذکر نبی ﷺ کا لمحہ ہے تاہم کچھ اوقات بعض واقعات کی نسبت سے خاص ہو جاتے ہیں۔ نسبت کی وجہ سے ان اوقات کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے، جیسے رمضان کے مبارک مہینہ میں تلاوت قرآن، نزول قرآن کی نسبت سے رمضان کے آخری عشرہ میں شب بیداری و دیگر عبادات۔ اسی طرح ربیع الاول کے مبارک مہینہ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش کی نسبت سے خصوصی اہمیت ہے۔ اس تعلق کی بناء پر امت مسلمہ کے لئے یہ مہینہ بھی مبارک و محترم ہے۔ اسے عید میلاد النبیؐ بجا طور پر کہا جاتا ہے کیونکہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ حضور ﷺ کی آمد کے باعث ہی ہمارے لئے تہوار بنے۔ حضور ﷺ سے تعلق کی بناء پر ربیع الاول کے دوران دنیا بھر میں مسلمان ذکر نبی ﷺ کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں مسلمانان عالم اللہ کے احسان پر خصوصی اہتمام کے ساتھ انفرادی و اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر، تمام عالمین پر خاص فضل و کرم نہیں تو اور کیا ہے کہ اللہ نے اس کائنات کے اور اپنے درمیان اپنی محبوب ترین ہستی محمد ﷺ کو وسیلہ بنایا۔

اس پوری کائنات کی بنیاد اللہ کا نور ہے۔

○ ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (سورہ نور)

جس چیز نے اس کائنات کو برقرار رکھا ہوا ہے وہ اللہ کا نور ہے۔ اللہ کے حبیب حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ، خالق کائنات اور کائنات کے درمیان اس نور کی ترسیل میں واسطہ یا میڈیم

ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے القابات میں سے نورِ اول، باعثِ تخلیق

کائنات، نبی آخر کے القابات پر خاص طور پر غور کیجئے۔

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ نے کائنات میں سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا....؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اول ما خلق الله نوری

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا۔

حضرت امام زین العابدینؑ کو ان کے والد گرامی سید الشہداء حضرت امام حسینؑ نے بتایا تھا کہ انہوں نے اپنے والد باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، حضرت علیؑ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ میں آدم کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ زمین کے وقت کے پیمانوں اور عالم بالا کے وقت کے پیمانوں میں بہت فرق ہے۔ لہذا اس مدت کو زمین کے چودہ ہزار برس کی مدت کا شمار نہیں کرنا چاہئے۔ وہاں کا ایک منٹ تو یہاں کے سینکڑوں برسوں کے برابر ہوتا ہے۔

آدم کی تخلیق کے بعد انبیاء کرامؑ کا سلسلہ قائم فرمایا گیا تو عالم ارواح میں ہی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر عہد و اقرار لیا۔ اس عہد و اقرار کا علم ہمیں قرآن پاک سے ہوتا ہے:

واذ اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم من كتاب وحكمة

ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه ○

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آجائے جو تمہارے پاس کی چیزوں (پیغامات الہی اور کتابوں کی) کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم سب اقرار کرتے ہو۔ اور اس پر میرا ذمہ لیتے ہو؟ سب (انبیاء) نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے۔ اللہ نے فرمایا اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (سورہ آل عمران: آیت 81)

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے پختہ عہد لیا کہ اگر اس کی موجودگی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ہو تو اس نبی پر لازم ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لا کر آپ ﷺ کے امتی ہونے کا شرف حاصل کرے اور ہر طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تائید و نصرت کرے۔ اس عہد کی تکمیل کا ایک مظاہرہ اس وقت بھی ہو جب معراج کے موقع پر حضرت محمد ﷺ مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کرامؑ کو جمع فرمایا اور یہاں تمام انبیاء کرامؑ نے حضرت محمد ﷺ کی اقتداء میں صلوٰۃ قائم کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت میں ان انبیاء کرامؑ کا نماز ادا کرنا گویا اسی بلند مرتبہ عہد کی عملی توثیق کی ایک شکل تھی۔

اس زمین پر اپنے اپنے ادوار میں بھی ہر نبی نے اپنے امتیوں کو حضرت محمد ﷺ کی آمد کی نوید سنائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیائے سابقین پر نازل کردہ کتب میں بھی حضرت محمد ﷺ کی آمد کی بشارات موجود تھیں۔ آج بھی دنیا کے مختلف خطوں اور مختلف زبانوں کے قدیم مذہبی لٹریچر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کا ذکر موجود ہے۔

اللہ کے آخری رسول، اس کے محبوب، باعثِ تخلیق کائنات، انسانِ کامل حضرت محمد ﷺ رحمت اللعالمین بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہی آدم علیہ السلام کی بخشش ہوئی۔ آپ ﷺ کی شفاعت ہی سے روزِ قیامت گناہ گاروں کی بخشش ہوگی۔ گویا آپ ﷺ روزِ ازل یعنی ازل میں بھی بخشش کا ذریعہ تھے اور روزِ آخر یعنی ابد میں آپ ﷺ ہی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو زمانوں یعنی زمانہ اول اور زمانہ آخر کے درمیان یعنی وسط میں آپ ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے والوں سے اللہ خوش ہوا اور ان لوگوں کو امتِ وسطی کا خطاب عطا فرمایا۔

وَكذلك جعلنكم أمةً وسطاً لتكونوا شهداءً

على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے تمہیں امتِ وسطی بنایا تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہوں۔ (سورہ بقرہ: آیت 143)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رفعتِ شان یہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آنے والے تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ پر نبوت تمام ہو گئی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں۔ اب قیامت تک آپ ﷺ کی امت عقیدہ توحید کی حفاظت کرے گی اور اسے فروغ دے گی۔ اس امت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں دنیا میں اچھائیوں کو فروغ دے اور بُرائیوں کا انسداد کرے۔ اسی صفت یا اس ذمہ کی وجہ سے امتِ وسطی تمام امتوں سے بہتر امت ہے۔

كنتم خير أمةٍ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف

وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله

ترجمہ: (محمد ﷺ کے امتیو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم اچھی باتوں کے لئے کہتے ہو اور بُری باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورہ آل عمران - آیت 110)

ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہوا ہے۔ ہم پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ انبیاء سے اقرار لے رہا ہے کہ اگر تم میرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان کی رسالت پر ایمان لا کر ان کے امتی ہونے کا شرف حاصل کر لینا۔ یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے ذرا غور کیجئے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی

ہونا کتنی بڑی سعادت ہے.... کتنا بڑا اعزاز ہے۔ دنیا کی ہر نعمت سے بڑی نعمت اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہونا ہے۔

ہر نعمت کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا تو بہت زیادہ شکر لازم ہے۔ اس شکر کی ادائیگی کے طریقے کیا ہوں....؟ مگر ان طریقوں کی تلاش سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو ٹٹولنا چاہئے۔ اپنے آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہئے کہ خود کو میسر اس عظیم ترین نعمت کا ہمیں کچھ احساس بھی ہے....؟

آج سوا ارب سے زائد آبادی پر مشتمل امتِ مسلمہ میں مجموعی طور پر فکر و نظر کی کوتاہی، علمی پسماندگی، دانش و بصیرت کی کمی، مادی و روحانی عدم توازن، مذہبی تفرقہ بازی، سیاسی عدم استحکام، معاشی کمزوری، معاشرتی عدم تنظیم دیکھ کر تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ہمیں خود پر اللہ کے عظیم ترین انعام کا احساس ہی نہیں ہے۔ جب ہمیں احساس ہو گا تب ہی تو ہم اس انعام کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے، اس نعمت کے شکر کے بارے میں سوچیں گے۔

عید میلاد النبی ﷺ کے متبرک و مقدس موقع پر نعتیں پڑھتے و سنتے ہوئے، بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہٴ مسلولۃ و سلام پیش کرتے ہوئے ہمیں ہر دم اللہ کے عظیم احسان کا ادراک کرتے ہوئے اس کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے۔

یہ شکر کیسے ادا ہو....؟

کیا زبان سے ”اللہ تیرا شکر ہے“.... کہہ دینے سے اس نعمت پر ادائیگی شکر کے تقاضے پورے ہو جائیں گے؟ جواب کسی اور سے نہیں اپنے دل سے پوچھ لیجئے۔

میرا دل تو کہتا ہے.... نہیں!

اگر آپ بھی اس خیال سے متفق ہیں تو کیوں نہ اس برس ماہِ ربیع الاول میں عید میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانے کے ساتھ ساتھ ہم یہ عہد بھی کریں کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے امتی ہونے کا شکر ادا کرنے، اس نعمت کا حق ادا کرنے کے لئے خود کو تیار کرنا شروع کریں گے۔ ہم یہ جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ امتِ وسطی اور خیر امت کے رکن ہونے کے باعث ہم پر کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان ذمہ داریوں کی درست ادائیگی کس طرح ممکن ہے....؟

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلناً وان الله لمع الحسنيين

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوششیں کیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیں گے اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔ (سورہ عنکبوت: آیت 69)

اَكْبَرُ وَقَارِ يُوسُفَ عَظِيمِ

آج دنیا کے مختلف فکری بحرانوں کا

حل یہی ہے کہ موجودہ دور کے مفکرین

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی

تعلیمات کی روشنی میں اپنے

نظام ہائے فکر نئے سرے

سے مرتب کریں، اسی میں

نوع انسانی کی بقا کا راز مضمر ہے، اس

کے علاوہ تمام فکری راستے آخر کار نا انصافی، تباہی و بربادی کی طرف لے جاتے ہیں۔

عصر حاضر کے انسان کا سب سے بڑا دوک

ہستیوں کی فکری رہنمائی ہی تھی جس کے باعث انسانوں کی بڑی تعداد کو توہمات پرستی اور مفروضہ روایات کی قید سے ذہنی و فکری آزادی کا راستہ ملا....

مغربی مفکرین کے نظریات انسان کی آزادی فکر پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں لیکن پس پردہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سرمایہ داروں کی ایما پر آزادی فکر کی آڑ میں آزاد مندی کی معیشت کے لیے راہ ہموار کرتے رہے ہیں، وقت اور حالات ان میں سے بہت سی خود ساختہ حقیقتوں کو استحصالی مفروضے ثابت کر چکے ہیں اور کچھ کی قلعی بس کھلنے ہی والی ہے۔ جس طرح ماضی میں شرک کے علمبرداروں نے انسانوں کو توہمات میں مبتلا کر کے اپنے لیے مال و منال کے راستے ہموار کیے تھے، شاید اسی طرح جدیدیت (Modernism) کا پرچار کرنے والے مفکروں نے انسان کو اس توہم میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے کہ دیگر حیوانات کی مانند وہ بھی ایک حیوان ہی ہے اور اس کی زندگی کا مقصد محض خواہشات نفس کی تکمیل ہے، چنانچہ جبر و استبداد اپنی ایسی صورت میں سامنے آیا کہ شاید پہلے کبھی اس کا

مغرب میں متعارف کرائے جانے والے جدید علوم کے مختلف شعبوں میں سے ایک شعبہ مذہبی عمرانیات Sociology of Religion بھی ہے۔ پیٹر ایل برگر نے اس شعبے میں بہت کام کیا ہے۔ کارل ماکس، میکس ویبر اور دیگر مغربی مفکرین کے نظریات سے اس شعبے کی آبیاری کی گئی ہے۔ لیکن یہ عجیب تضاد ہے کہ مذہبی عمرانیات میں دیگر علوم کے شعبوں کے برعکس پہلے سے ہی یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ مذہب معاشرتی عمل اور رد عمل کا ایک مظہر Phenomena ہے۔ اس مفروضے کی شہادت اور تصدیق کا انتظار کیے بغیر ہی وحی و الہام کے شعبوں کو سرے سے نظر انداز کر دیا گیا۔

جمیل احمد خان

تاریخ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس امر کے شواہد با آسانی میسر آجائیں گے کہ نیم وحشی طرز زندگی سے تہذیب و تمدن کی جانب ارتقائی سفر کا آغاز اس بناء پر ممکن ہو سکا تھا کہ انسانی فکر کو ہمیز دینے کے لیے اللہ کے فرستادہ اور نوع انسانی کے جوہر پیغمبران کرام علیہم السلام اپنا کردار ادا کرتے رہے تھے۔ ان قدسی نفس

سنت نبوی ﷺ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ کی سنت یا طریقہ زندگی کیا ہے؟....

آپ ﷺ نے فرمایا:

معرفت و عرفان میرا اس المال یا سرمایہ حیات ہے

عقل میرے دین کی اصل ہے

محبت میری زندگی کی اساس یا بنیاد ہے

شوق میری سواری ہے

ذکر الہی میرا مونس

و ثوق میرا خزانہ

غم (فکر مندی) میرا رفیق ہے

علم میرا ہتھیار ہے

صبر میری چادر ہے

رضامیر مال غنیمت ہے

تواضع و انکساری میرا فخر ہے

زہد میرا پیشہ ہے

یقین میری طاقت و توانائی ہے

صدق میرا حامی و شفیع ہے

اطاعت (الہی) میری کفایت کرنے والی ہے

جد و جہد میری عادت ہے

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

الْمَعْرِفَةُ رَأْسُ مَالِي
وَالْعَقْلُ أَصْلُ دِينِي
وَالْحُبُّ أَسَاسِي
وَالشَّوْقُ مَوَاجِي
وَذِكْرُ اللَّهِ أُنْسِي
وَالثِّقَّةُ كَنْزِي
وَالْحُزْنُ رَفِيقِي
وَالْعِلْمُ سِلَاحِي
وَالصَّبْرُ دَافِي
وَالرِّضَا مَالُ غَنِيمَتِي
وَالْعَجْزُ شَحْرِي
وَالزُّهْدُ حِرْلَتِي
وَالْيَقِينُ قُوَّتِي
وَالصِّدْقُ شَفِيعِي
وَالطَّاعَةُ حَسْبِي
وَالْجِهَادُ خُلُقِي
وَقَرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ

(تخریج احادیث الاحیاء الفوائد المجموعہ للشوکانی، کشف الخفاء، بحوالہ: کتاب الشفاء۔ قاضی عیاض: صفحہ 216)

تصور بھی نہ کیا جاسکتا ہو۔

آزادی افکار کے جس نظریے نے آزاد منڈی کی معیشت کو تشکیل دیا تھا آج وہ دنیا بھر کے لیے وبال جان بن چکا ہے۔ آج الیکٹرانک میڈیا پر مکمل کنٹرول کی بدولت ملٹی نیشنل کمپنیز مملکتوں اور ریاستوں کی حدود و قیود کو پھلانگ کر کھلے بندوں من مانیں کر رہی ہیں۔ دنیا کی چالیس بڑی معیشتوں میں سے ستائیس ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ہیں، باقی تیرہ ریاستیں ہیں اور ہر گزرتے دن ریاستوں کا کردار محدود سے محدود تر ہوتا جا رہا ہے۔ ریاست کی ضرورت ان عالمی اداروں کو اسی وقت پڑتی ہے جب کہ انہیں عراق و افغانستان کی سی صورتحال درپیش ہو یا پھر کہیں کوئی تحریک ان کے جبر و استحصال کے خلاف شروع کی جائے خصوصاً صحت کشوں کے حقوق پر مبنی تحریکوں کو روکنے کے لیے ریاست کے تمام جبریہ آلات کی ان کو ضرورت پڑ جاتی ہے تاکہ ان تحریکوں کو شکست دے کر ہوس پرستی پر مبنی نظام زر کو بچایا جاسکے۔ ایسی ہر صورت میں یہ کمپنیز ریاست کو بطور ہتھیار استعمال کرتی ہیں۔۔۔۔۔ یہ کمپنیز دنیا کے مختلف حصوں میں سرمایہ داری اور سامراجیت کی ستائی ہوئی محکوم اور استحصال کی شکار قوموں کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتی آئی ہیں۔۔۔۔۔ انہی عالمی قوتوں نے دنیا میں شدت پسندی اور مذہبی منافرت کو تہذیبی تصادم کے عنوان سے فروغ دیا ہے۔

یہ آزاد روی پر مبنی افکار کا شاخسانہ ہی تو ہے کہ تقریباً چار ارب انسان شدید قسم کی غذائی قلت سے دوچار ہیں، جسے بلا تردد قحط قرار دیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔

وحی والہام کی رہنمائی کا انکار کرنے والے مفکرین کا خیال ہے کہ دنیا میں کسی آفاقی سچائی کا وجود نہیں ہے، بلکہ

آفاقی سچائی کا تصور ان کے نزدیک محض خیالی تصور ہے۔۔۔۔۔ ان کے نظریات کے مطابق جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، اس کی حیثیت (Absolute Reality) کی نہیں، بلکہ ہم وہی کچھ دیکھتے ہیں جو کہ دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ قدروں کی اضافیت کے نظریے نے سماجی اداروں اور انضباطی عوامل (Regulating Factors) کو بڑی طرح متاثر کیا ہے۔ خاندانی نظام اور شادی بیاہ کے بندھنوں کا انکار ہے نہ اقرار۔ عفت، ازدواجی وفاداری اور شادی کے بندھن موجودہ دور کے مفکرین کے نزدیک محض مفروضات ہیں۔ اسی طرح صنف کی بنیاد پر علیحدہ علیحدہ کردار کو بھی وہ آفاقی نہیں مانتے۔ نا صرف مرد عورت کے درمیان تقسیم کار کے روایتی فارمولوں کے وہ منکر ہیں، بلکہ مرد اور عورت کے جوڑے کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ شادی مرد اور عورت کے درمیان بھی ہو سکتی ہے اور مرد مرد اور عورت عورت کے درمیان بھی، کوئی چاہے تو اپنے آپ سے بھی کر سکتا ہے۔ مرد اور عورت شادی کے بغیر ایک ساتھ رہنا پسند کریں تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ایک ساتھ بھی نہیں رہنا ہے تو صرف تکمیل خواہش کا معاہدہ ہو سکتا ہے۔ یہ سب ذاتی پسند اور ذوق کی بات ہے۔ فیشن، لباس، طرز زندگی ہر معاملے میں کوئی بھی ضابطہ اور بندش گوارا نہیں ہے۔ مرد بال بڑھا سکتا ہے، چوٹی رکھ سکتا ہے، اسکرٹ پہن سکتا ہے، زنانہ نام رکھ سکتا ہے، کسی بھی رنگ اور ڈیزائن کا لباس پہن سکتا ہے۔ سوسائٹی کو فرد کے کسی بھی رویے کو ناپسند کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مادر زاد برہنہ رہنا چاہے تو سوسائٹی اس پر بھی معترض نہیں ہو سکتی۔

آج نوع انسانی کی بقا کو لاحق اصل خطرہ ایٹمی ہتھیار

نہیں ہیں، اس لیے کہ ان کو تلف کرنے کی کوئی نہ کوئی صورت نکل سکتی ہے۔ اصل خطرہ موجودہ دور کے انسان کی سوچ ہے اور وہ منہج یا وہ طرز ہے، جس کے تحت آج کے انسان کی سوچ و فکر آگے بڑھ رہی ہے اور یہ راستہ بالآخر نوع انسانی کی تباہی کی منزل پر ختم ہوتا ہے۔

ترقی یافتہ دنیا کے وہ لوگ جو بوڑھے ہو چکے ہیں یا بوڑھے ہو رہے ہیں بہت بڑی طرح نفسیاتی دباؤ میں مبتلا ہیں اور جو جوان ہیں ان کی بہت بڑی تعداد وقت سے پہلے ہی بوڑھی ہو رہی ہے، جسمانی لحاظ سے نہ سہی لیکن افادیت کے لحاظ سے، مثال کے طور پر ٹیکنالوجی میں اس قدر تیز رفتاری کے ساتھ تبدیلی آتی جا رہی ہے کہ ترقی یافتہ دنیا میں ایک عام انجینئر زیادہ سے زیادہ دس برس تک کار آمد رہ سکتا ہے، یہی صورتحال دوسرے شعبوں میں بھی ہے۔

کہنے کو دنیا گلوبل ویلج میں تبدیل ہو چکی ہے اور لوگ ٹیکنالوجی کے جال میں بندھے ایک دوسرے سے رابطے میں ہیں۔۔۔۔۔ معلومات کا ایک انبار موجود ہے، عام ذہنی سطح کے فرد کے لیے بھی۔۔۔۔۔ ہر شعبے کی جزئیات تک کے حوالے سے اس قدر معلومات ہیں کہ ان سب کو جاننا کسی ایک فرد کے لیے تو کیا کئی اداروں کے بس کی بات بھی نہیں۔۔۔۔۔ لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ جو معلومات ہمیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں وہ اس قدر مختلف النوع ہیں کہ ان پر دسترس حاصل کرنا تو درکنار انہیں جمع کرنے میں ہی انسانی شخصیت بکھر کر رہ جاتی ہے۔

امریکی محکمہ تجارت کی ایک ذیلی شاخ مینس بیورو کی جائزہ رپورٹ کے مطابق امریکہ میں غربت کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جبکہ ہر پانچواں امریکی شہری غربت کی زندگی گزار رہا ہے۔ معاشی بحران کے باعث

امریکہ میں لاکھوں افراد بے روزگار ہو چکے ہیں اور ہر آنے والے دن میں ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ امریکی لیبر ڈپارٹمنٹ نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ بے روزگاری الاؤنس وصول کرنے والوں کی تعداد اپنی ریکارڈ سطح پر پہنچ چکی ہے۔ ذہنی صحت سے متعلق تنظیموں کا کہنا ہے کہ بے روزگاری سے نفسیاتی مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حالات سے مجبور ہو کر بہت سے لوگ خودکشی کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ہر پانچ میں سے ایک امریکی کسی نہ کسی ذہنی مرض میں مبتلا پایا گیا ہے۔ ایک کروڑ چودہ لاکھ امریکی شدید نوعیت کے دماغی عارضے میں مبتلا ہیں، جبکہ ستاسی لاکھ امریکی خودکشی کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب ارتقاء اور انقلاب کی اصطلاحیں تو شاید موجود نہ ہوں لیکن شعوری ترقی اور ذہن و قلب کی ماہیت کا تصور موجود تھا۔۔۔۔۔ تب علم ”حکمت“ کا نام تھا۔۔۔۔۔ مگر اب محض معلومات کا نام ہے۔۔۔۔۔ حکمت سے مراد ہے ارد گرد بکھری ہوئی قدرت کی نشانیوں پر غور و فکر اور ان میں باہمی ربط کی تلاش، ایسے اصول اور روٹیوں کو اپنانا، جو قلبی سکون کا باعث بنیں۔ دراصل موجودہ دور کے انسان کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ وہ وحی کی رہنمائی کے بغیر بے سوچے سمجھے آگے بڑھتا جا رہا ہے، چنانچہ اس کا یہی رویہ اس کے تمام مسائل کی بنیاد بن گیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا کہ بہت سے مغربی مفکرین کا دعویٰ ہے کہ انسان اپنے بعض اوصاف و خصائل میں حیوانات بلکہ جمادات کے ساتھ اشتراک رکھتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان حیوانات اور جمادات کے ساتھ بعض باتوں میں اشتراک کے باوجود کچھ ایسے

ایک لمحہ کا غور و فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ابوالشیخ، مسند فردوس)

علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو، علم حاصل کرنا ہر مسلم پر فرض ہے۔ (صحیح مسلم)

تاجدار کائنات ﷺ کی بعثت سے تاریخ انسانیت میں علم و فن، فکر و فلسفہ، سائنس و ٹیکنالوجی اور ثقافت کے نئے اسالیب کا آغاز ہوا اور دنیا علمی اور ثقافتی

عرب اور خاص کر مکہ مکرمہ کی معاشرتی حالت کا جو قبل اسلام پائی جاتی تھی، اگر قریب سے مطالعہ کیا جائے تو

ناگزیر اس نتیجے پر پہنچنا پڑتا ہے کہ اس زمانے کے عربوں میں غیر معمولی صلاحیتیں پائی جاتی تھیں۔ جب اسلامی تعلیمات نے ان صلاحیتوں کو صیقل کیا تو عربوں نے اپنی اُچھ اور کارکردگی کی قابلیت سے دنیا کو حیران کر دیا اور جب ”وحدت اور

حرکت کے مذہب“ یعنی اسلام نے ان کی توانائیوں کو ایک مرکز پر جمع کیا اور اس طرح ان میں

فکر کو وحدت اور ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اس احسان کا بدلہ انسانیت رہتی دنیا تک نہیں چکا سکتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج تک دنیا میں جس قدر علمی و فکری اور ثقافتی و سائنسی ترقی ہوئی ہے یا ہوگی وہ سب دین اسلام کے انقلاب آفریں پیغام کا نتیجہ ہے، جس کے ذریعے علم و فکر اور تحقیق و جستجو کے نت نئے دروا



عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم

رسول پاک ﷺ پر نازل ہونے والے صحیفہ انقلاب نے انسانیت تذبذب اور تفکر کی دعوت دی۔ یوں مذہب اور فلسفہ و سائنس کی غیریت بلکہ تضاد و تصادم کو ختم کر کے انسانی علم و فکر کو وحدت اور ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا گیا۔

ڈاکٹر حمید اللہ

واسفل جذبات کو بھڑکائے۔ وہ اپنی داغ بیل ہی اس بات پر ڈالتا ہے کہ انسان کے اندر صرف حیوانی اور سفلی اوصاف کو برائی سمجھتے کرے اور ان کو خوب پالے پوسے اور ان کو زیادہ سے زیادہ طاقتور بنائے۔

سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ کا سب سے روشن و درخشاں اور اہم ترین پہلو امن و سلامتی کا پیغام اور محبت آفرینی ہے۔ آپ ﷺ نے عرب جیسے سرکش و شقی القلب انسانوں میں انسان دوستی اور محبت کی شمع روشن کی، جس کے سوز سے ان کے دلوں میں ایک طرف تقویٰ اور دوسری جانب انسانیت کے لیے درد پیدا ہوا اور وہ اپنے مقام عبدیت پر متمکن ہو کر دوسروں کے لیے رحمت بن گئے۔ آج دنیا کے مختلف فکری بحرانوں کا حل یہی ہے کہ موجودہ دور کے مفکرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے نظام ہائے فکر نئے سرے سے مرتب کریں، اسی میں نوع انسانی کی بقا کا راز مضمر ہے، اس کے علاوہ تمام فکری راستے آخر کار نا انصافی، تباہی و بربادی کی طرف لے جاتے ہیں۔



ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی کی نئی کتاب
نظر بد اور شر سے حفاظت
اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا
براہ راست منگوانے کے لیے رابطہ کیجیے۔

021-36606329

خصائص بھی رکھتا ہے جو اسے دونوں سے ممتاز کر دیتے ہیں اور اسے ایک منفرد مخلوق کی حیثیت عطا کرتے ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ نے تباہی الفلاسفہ میں مختلف مثالوں سے ثابت کیا ہے کہ انسانی حیات کے ذریعے حاصل شدہ معلومات اکثر اوقات دھوکے کا باعث ہوتی ہیں۔ صرف آنکھ سے دیکھا جائے تو ستارے چھوٹے ذرات معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً ان میں سے کئی ستارے زمین اور سورج سے بھی بڑے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر آنے والے حقائق بھی ضروری نہیں کہ حقائق ہوں۔ وہ محض حقیقت کا سایہ یا واہمہ ہو سکتے ہیں۔ حیات کا دھوکہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور عقل کا دھوکا کسی ایسے ذریعے سے معلوم ہو گا جو عقل سے بالاتر ہو۔ یعنی وحی الہی.....

انسانی فکر کی پہلی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علم کی غلطی اور محدودیت کا اثر لازماً پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس خدائی فکر میں غیر محدود علم اور صحیح علم کی شان بالکل نمایاں ہے۔ جو چیز اللہ کی طرف سے ہوگی اس میں آپ ایسی کوئی چیز نہیں پاسکتے جو کبھی کسی زمانے میں کسی ثابت شدہ علمی حقیقت کے خلاف ہو یا جس کے متعلق یہ ثابت کیا جاسکے کہ اس کے مصنف کی نظر سے حقیقت کا فلاں پہلو او جھل رہ گیا تھا۔

عصر حاضر کے انسان کا سب سے بڑا روگ بد امنی، خوف اور احساس تباہی ہے اور اس کا حقیقی سبب محبت کا فقدان یا کمی ہے۔ جدید نظریات کی تہہ میں جو جذبہ کار فرما ہے وہ دوسرے تمام طبقوں کے خلاف حسد اور بغض کا جذبہ ہے۔ اس قسم کا کم ظرف اور کینہ پرور معاشرہ اس کے سوا اور کوئی پھل نہیں دے سکتا کہ وہ انسان کے ادنیٰ

مشورہ کرنے والا شخص تباہ نہیں ہو سکتا۔ (مسند شہاب، ابن عساکر)

مزید قوت پیدا کر دی تو یہی عرب اس قابل ہو گئے کہ پوری دنیا کو دعوت مبارزت دیں اور قوت واحد میں اس وقت کی دونوں عالمگیر شہنشاہوں یعنی ایران اور روم (بیزنطس) سے جنگ کریں۔

اسلام کا آغاز اس وقت سے ہوا جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی اتری۔ اس بات کا کوئی پتہ نہیں چلا کہ نو عمری میں آپ ﷺ نے لکھنے اور پڑھنے کے فن میں حصہ لیا ہو۔ آپ ﷺ عمر بھر اُتی ہی رہے۔ اس کے باوجود یہ کس قدر اثر انگیز واقعہ ہے کہ خدا کے پاس سے آپ کو جو سب سے پہلی وحی آئی، اس میں آپ کو اور آپ کے پیچھے لوگوں کو حکم تھا کہ ”اقراء“ یعنی پڑھ، اور قلم کی ان الفاظ میں تشریف کی گئی تھی کہ جملہ انسانی علم اسی سے ہے:

”پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے جس نے انسان کو ایک جے ہوئے قطرہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھ یہ تیرا بزرگ رب ہی ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی اور انسان کو وہ چیز بتائی، جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“ (قرآن مجید، سورہ 92- آیت 1 تا 5)

کسی قوم میں کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا تعلیم کے سوا کسی اور غرض کے لیے نہیں ہوتا۔

چنانچہ ہمیں حیرت نہ ہو کہ ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ایک معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (ابن ماجہ)

اس کی تائید قرآنی آیتوں سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

ترجمہ: (ابراہیم اور اسمعیل نے دعا کی) اے ہمارے آقا! ان کے پاس انہی میں کا ایک رسول بھیج، جو انہیں

تیری آیتیں سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے، اور ان کا تزکیہ کرے، تو ہی طاقتور اور عقلمند ہے۔ (سورہ بقرہ: 129)

بیعت عقبہ ثانیہ جیسے ابتدائی زمانے میں، جو ہجرت سے بھی دو سال پہلے منعقد ہوئی تھی۔ کوئی ایک درجن مدینے والوں نے اسلام قبول کیا تھا تو ان کی خواہش پر رسول کریم ﷺ نے ان کے ساتھ مکے سے ایک تربیت یافتہ معلم روانہ کر دیا تھا، جو انہیں قرآن مجید کی تعلیم دے سکے اور دینیات اسلام سے واقف کرا سکے۔ بلاشبہ اس ابتدائی زمانے میں تعلیم سے مراد صرف مبادی دین اور عبادت کے طریقوں کی تعلیم ہی ہو سکتی تھی۔

زمانہ قبل ہجرت کی سب سے اہم چیز جو اس سلسلے میں بیان کی جاسکتی ہے، یہ تھی کہ رسول کریم ﷺ نے کاتبوں کو مقرر کر رکھا تھا، جن کا کام یہ تھا کہ جیسے جیسے وحی نازل ہوتی جائے، اس کو لکھ لیں اور اس کی نقلیں کریں۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لانے لگے، تو انہیں قرآن مجید کی چند سورتیں اپنی بہن کے گھر میں لکھی ہوئی ملی تھیں اور بظاہر ان کی بہن بھی پڑھنا جانتی تھیں (سیرۃ ابن ہشام)۔

جب ہجرت کے بعد رسول کریم ﷺ خود مدینہ منورہ پہنچے تو تو بے شمار اور بے حد اہم جنگی اور سیاسی مصروفیات کے باوجود آپ اس کے لیے وقت نکال لیا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ سے ناخواندگی کو دور کرنے کے کام کی شخصی طور سے نگرانی کر سکیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے سعید بن العاصؓ کا تقرر کیا تھا کہ لوگوں کو لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دیں۔ یہ بہت خوشنویس بھی تھے۔ (استیعاب ابن عبد البر۔ ص 393)

وہ شخص مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔ (مشکوٰۃ)

محقق سیرت نگار، تاریخ دان اور ممتاز مذہبی اسکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتابیں، مقالات اور تحریروں نے فرانس میں اسلام کی اشاعت و فروغ میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی اس مساعی کی بناء پر پچاس ہزار سے زائد فرانسیسیوں نے اسلام قبول کیا، جن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد، ڈاکٹرز، ماہرین تعلیم، اسکالرز اور نثر شامل تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے 250 کتابیں اور ایک ہزار سے زائد تحقیقی مضامین فرانسیسی، جرمن، ترکی، انگریزی، عربی اور اردو میں تحریر کیے۔ ڈاکٹر صاحب کی چند کتابوں کے علاوہ باقی تمام یورپی زبانوں میں ہیں اور ہر کتاب ریفرنس بک کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی ایک کتاب Prophet of Islam کے مطالعے کے بعد ہزاروں افراد مسلمان ہوئے۔

میں گھر تھے اور وہ صرف درس کے لیے وہاں حاضر ہوا کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً عارضی طور سے درسگاہ میں شریک ہونے والوں کی بھی کمی نہ تھی۔ مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی اور ایک بران سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت ان کی تعداد ستر بھی تھی (مسند ابن حنبل)

صفہ کو ظللہ یعنی اسراہان بھی کہتے تھے (ابن سعد)۔ مقامی طلبہ کے علاوہ دور دراز کے قبائل سے بھی طلبہ آتے اور اپنا ضروری انصاب تکمیل کر کے اپنے وطنوں کو واپس ہو جاتے۔ (بخاری)

رسول کریم ﷺ اکثر اپنے کسی تربیت یافتہ صحابی کو قبائلی وفود کے ساتھ ان کے مسکنوں کو روانہ کر دیتے، تاکہ وہ اس علاقے میں دینیات کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ جس کے

ایک دوسرے راوی کے الفاظ میں ان کو ”معلم حکمت“ بنایا گیا تھا (کتاب الحجر مؤلفہ ابن حبیب، ص 460)۔ جس سے لکھنے پڑھنے کو جو عظیم اہمیت دی جاتی ہے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کو خواہندگی سے اتنی دلچسپی تھی کہ ہجرت کے ڈیڑھ ہی سال بعد ساٹھ ستر کے والے جنگ بدر میں گرفتار ہو کر مدینہ لائے گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی جو مالدار نہ تھے، رہائی کے لیے یہ فدیہ مقرر کیا تھا کہ مدینے کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں (ابن سعد)۔

حضرت عبادہ ابن القامتؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے صفہ میں اس غرض سے معمر کیا تھا کہ لوگوں کو لکھنے کی اور قرآن مجید کی تعلیم دوں۔ (ابوداؤد)

صفہ سے مراد مکان کا ملحق حصہ ہوتا ہے۔ یہ مسجد نبوی ﷺ میں ایک احاطہ تھا، جو اس غرض کے لیے مختص کر دیا گیا تھا کہ باہر سے تعلیم کے لیے آنے والوں بلکہ خود مقامی بے گھر طالب علموں کے لیے دارالاقامے کا بھی کام دے اور مدرسے کا بھی۔ اس اقامتی درسگاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ قرآن مجید کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔ فن تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیمات کا بندوبست تھا، جس کی نگرانی خود رسول کریم ﷺ شخصی طور سے فرمایا کرتے تھے اور وہاں رہنے والوں کی غذا وغیرہ کا بھی بندوبست کیا کرتے تھے۔

یہ طلبا اپنی فرصت کے گھنٹوں میں طلب روزگار میں بھی مصروف ہو کر رہتے تھے۔ (بخاری)

درسگاہ صفہ میں نہ صرف مقیم طلبہ کی تعلیم کا انتظام تھا، بلکہ ایسے بھی بہت سے لوگ آتے تھے جن کے مدینے

بے شک اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ (ترمذی)

بعد مدینہ واپس آجاتے۔ (نظام الحکومت النبویہ)

مدینہ منورہ میں صفحہ واحد درگاہ نہ تھی، بلکہ یہاں کم از کم نو مسجدیں خود عہد نبوی میں تھیں۔ (ابو داؤد)، اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہر مسجد اپنے آس پاس کے محلے والوں کے لیے درگاہ کا بھی کام دیتی تھی، خاص کر بچے وہاں پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔

قباء! مدینہ منورہ کے جنوب میں مسجد نبوی سے کوئی دو ڈھائی میل پر واقع ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وقتاً فوقتاً رسول کریم ﷺ وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں کی مسجد کے مدرسے کی شخصی طور سے نگرانی فرماتے۔ (ابن عبد البر)

بعض احادیث میں رسول کریم ﷺ کے عام حکم ان لوگوں کے متعلق محفوظ ہیں، جو اپنے محلے کی مسجد کے مدرسے میں تعلیم پاتے تھے۔ (ابن عبد البر)

رسول کریم ﷺ نے یہ بھی احکام صادر کیے تھے کہ لوگ اپنے ہمسایوں سے تعلیم حاصل کیا کریں۔ (صحیح بخاری)

ایک دلچسپ واقعہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جب رسول کریم ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوئے، تو دیکھا کہ وہاں دو قسم کے لوگ موجود ہیں، کچھ لوگ نوافل اور اللہ کی عبادت میں مشغول تھے اور کچھ لوگ فقہ کی تعلیم و تعلم میں منہمک۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں ہی لوگ اچھا کام کر رہے ہیں، البتہ ایک کام زیادہ اچھا ہے، جو لوگ خدا سے کچھ مانگ رہے ہیں، ان کے متعلق خدا کی مرضی ہے کہ چاہے تو دے چاہے تو نہ دے، البتہ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو علم حاصل کر رہے ہیں اور جہالت کو دور کر رہے ہیں، سچ تو یہ

ہے کہ میں بھی معلم بن کر بھیجا گیا ہوں۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اس حلقے میں اپنے لیے جگہ بنائی جہاں درس ہو رہا تھا۔ (ابن عبد البر)

خواندگی میں اس تیزی سے ترقی ہوئی کہ ہجرت کو چند ہی دن گزرے تھے کہ قرآن مجید نے حکم دیا کہ ہر وہ تجارتی معاملہ جس میں رقم ادھار ہو، صرف تحریری طور سے انجام پائے اور ایسی دستاویز پر کم از کم دو اشخاص کی گواہی لی جایا کرے۔ اس کا منشاء قرآن کے الفاظ میں یہ تھا کہ اس طرح کی تحریری گواہی خدا کے نزدیک زیادہ منصفانہ ہے، شہادت کے اغراض کے لیے زیادہ مستحکم وسیلہ ہے اور شہادت پیدا ہونے کی صورت میں رفع شک کا بہترین ذریعہ ہے۔ (سورہ بقرہ: 282)

ہجرت کے بعد سے ہی سیاسی معاہدات، سرکاری خط و کتابت، ہر فوجی مہم میں جانے والے رضا کاروں کے ناموں کی فہرستیں (بحوالہ صحیح مسلم)، مختلف مقامات مثلاً مکہ، نجد، خیبر، اوطاس وغیرہ میں خفیہ نامہ نگار جو عموماً تحریری طور سے رسول کریم ﷺ کو اپنے مقام کے حالات سے اطلاع دیا کرتے تھے (بحوالہ کتانی)، نیز مردم شماری (بحوالہ صحیح بخاری) اور اسی طرح کی بہت سی چیزیں اس بات میں مدد و معاون ہوئیں کہ خواندگی روز بروز بڑھتی ہی جائے تاریخ نے رسول کریم ﷺ کے کوئی ڈھائی تین سو خطوط محفوظ رکھے ہیں (اس پر جدید ترین تالیف الوثائق السیاسیہ کے نام سے میں نے شائع کی ہے) صحیح تعداد اس سے بہت زیادہ ہونی چاہیے، کیونکہ رسول کریم ﷺ کی حکومت دس لاکھ سے زائد مربع کے علاقے پر چلتی تھی اور دس سال تک حکمرانی کے فرائض آپ کو انجام دینے پڑے تھے۔

عرب میں خطوط پر مہر کرنے کا رواج سب سے پہلے جناب رسالت ﷺ ہی سے شروع ہوا (بحوالہ کتانی، نوح البلدان مؤلفہ بلاذری، باب الخاتم)

رسول کریم ﷺ کو خط کی صفائی اور وضاحت کا جس قدر لحاظ رہتا تھا، اس کا اندازہ چند احادیث سے ایک حد تک ہو سکتا ہے، جن میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کاغذ کو موڑنے سے پہلے اس کی سیاہی کو ریگ ڈال کر خشک کر لو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)، یا یہ کہ حرف س کے تینوں شوشے برابر دیا کرو اور اس کو بغیر شوشوں کے نہ لکھا کرو (کتانی)، یعنی س.... غالباً یہ حکم اس لیے تھا کہ شوشے نہ دینا احتیاط پسندی کے فقدان اور سستی پر دلالت کرتا ہے۔ یا یہ کہ لکھتے ہوئے اگر کچھ زکنا پڑے تو کاتب کو چاہیے کہ قلم اپنے کان پر رکھ لے، کیونکہ اس سے لکھوانے والے کی زیادہ آسانی سے یاد دہانی ہو جاتی ہے (کتانی)، بولنے میں ذہن منتشر ہو جاتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ ہی میں ایک فنی ذوق یا تخصص بھی ترقی کر گیا تھا اور خود جناب رسالت ﷺ اس کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس کو قرآن سیکھنا ہو، وہ فلاں صحابی کے پاس جائے، جس کو تجوید یا تقسیم ترکہ کا حساب سیکھنا ہو، وہ فلاں کے پاس جائے وغیرہ۔ (ابن سعد)

ایک مملکت کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے جناب رسالت ﷺ کو مترجمین کی بھی ضرورت ہوا کرتی تھی، جو غیر زبانیں جانتے ہوں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ جو دربار رسالت کے میرنشی کہے جاسکتے ہیں، فارسی، حبشی، عبرانی اور رومی (یونانی) جانتے تھے۔ (کتانی)

رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ان کو حکم دیا تھا کہ وہ عبرانی خط لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیں اور چند ہفتوں میں وہ اس میں طاق ہو گئے تھے۔ (بخاری)

چنانچہ یہودیوں کو اگر کوئی خط بھیجا جاتا یا ان کے پاس سے کوئی خط آتا تو حضرت زید بن ثابتؓ اس کو لکھ یا پڑھ لیا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے متعلق بھی مشہور ہے کہ کثیر زبانیں جانتے تھے۔ معلوم نہیں مباہلہ ہے یا واقعہ کہ ان کے پاس ایک سو غلام ایسے تھے جن میں سے ہر ایک کی بولی الگ الگ تھی اور حضرت عبد اللہ ان میں سے ہر ایک سے اسی کی زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ (کتانی)

نصاب کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر پوری صحت کے ساتھ بیان کرنا دشواری سے خالی نہیں۔ ہمارے پاس جو مختصر اور محدود مواد ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر جگہ ایک ہی نصاب جاری نہ تھا۔ معینہ کتب کو پڑھانے کی جگہ معینہ معلم کے پاس لوگ جاتے اور وہ جو پڑھا سکتا، اس سے پڑھتے۔ بہر حال اتنا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و سنت کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم ترکہ کی ریاضی، مبادی طب، علم ہیئت، علم انساب اور علم تجوید قرآن کی تعلیم دی جایا کرے۔ (ابن مندہ، طبرانی، مالک، ابن سنی، دیلمی)

ایک حدیث میں یہ بھی حکم ہے کہ استاد کی عزت کی جائے۔ (طبرانی فی الاوسط) یا علم بغیر عمل کے بے سود ہے، وغیرہ۔ اس زمانے میں نو عمروں اور معمریوں کی تعلیمی ضرورتوں کے فرق کو محسوس کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ احادیث میں واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کو کن چیزوں کی تعلیم دینی چاہیے۔ نشانہ اندازی اور پیراکی کی خاص طور

آپس میں تحفوں کا تبادلہ کیا کرو۔ تحفہ کینہ کو دور کرتا ہے۔ (ترمذی)

مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی ہمسایہ عورت کی تحقیر نہ کرے۔ (بخاری)

سے بچپن ہی سے سکھائی جاتی تھی۔ اسی طرح نماز پڑھنے کا طریقہ بھی بچپن ہی سے بچوں کو سکھایا جاتا تھا، اور سات برس کی عمر کے بعد بچے نماز پڑھیں تو انہیں سزا دینے کا حکم تھا۔ (مسند احمد از ابن حنبل)

عورتوں کے ساتھ علیحدہ سلوک کیا جاتا تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ہفتے میں ایک دن مقرر کر لیا تھا۔ جب آپ ﷺ عورتوں کے خصوصی مجمع میں تشریف لے جاتے، ان کو تعلیم دیتے اور ان کے سوالات کا جواب دیتے۔ (صحیح بخاری)

رسول کریم ﷺ نے عورتوں کے لیے چرخہ کاٹنا سب سے اچھا مشغلہ قرار دیا تھا۔ (ابن مندہ)

ایک حدیث میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی اجازت سے شفاء بنت عبد اللہ العدویہ نے آپ ﷺ کی زوجہ حضرت حفصہؓ کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم دی۔ (ابوداؤد)

رسول کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ بی بی عائشہؓ کو فقہ اور دیگر اسلامی علوم، نیز ادب، شاعری اور طب میں بڑا دخل تھا۔ (سیرۃ النبی ﷺ۔ مؤلفہ شبلی طبع دوم)

یہاں تک کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدھا علم عائشہؓ سے حاصل کرو۔ (احادیث فضل عائشہؓ کسی کتاب حدیث میں دیکھی جاسکتی ہے)

قرآن نے بھی رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر ایک خصوصی فریضہ عائد کیا ہے کہ وہ دوسروں کو تعلیم دیا کریں۔ (سورہ احزاب: 34)

ایک حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جس کسی کے پاس کوئی کتیز ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اور اس کی تربیت کرے اور اچھی تربیت کرے، پھر اس کو

آزاد کر کے باضابطہ نکاح کر لے تو اسے دگنا ثواب ملے گا۔ (صحیح بخاری)

رفتہ رفتہ مملکت اسلامیہ جو ابتداء ایک شہر مدینہ کے کچھ حصوں پر مشتمل تھی، پھیلی گئی اور ناصرف خانہ بدوش بدوی، بلکہ شہروں میں مستقل طور سے سکونت کرنے والے عربوں نے بھی بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنا شروع کیا۔ ایک نئے دین کے قبول کرنے کا ناگزیر نتیجہ تھا کہ ایک وسیع تعلیمیاتی نظام قائم ہو، جو دس لاکھ سے زائد مربع میل کے رقبے کی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

عہد نبوی کے اختتام پر حکومت اسلامی باوجود اس قدر وسیع رقبے پر مشتمل ہونے کے دینیات کی تعلیم کی ضرورتوں سے اچھی طرح عہدہ برآ ہونے لگی تھی۔ کچھ تو مرکز مدینہ سے بڑے بڑے مقامات پر تربیت یافتہ معلم بھیج دیے جاتے تھے، کچھ صوبے دار گورنروں نے فرائض منصبی میں یہ امر صراحت کے ساتھ شامل کر دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے ماتحت علاقے کی تعلیمی ضرورتوں کا مناسب انتظام کریں (کسانی)۔

یمن کے گورنر عمرو بن حزم کے نام جو طویل تقرر نامہ یادایت نامہ جناب رسالت مآب ﷺ نے لکھا تھا، اسے تاریخ نے محفوظ رکھا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس میں بھی گورنر کو ہدایت ہے کہ لوگوں کے لیے قرآن، حدیث، فقہ اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ اسی دستاویز میں ایک دلچسپ جملہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی اور دنیاوی تعلیم میں کس طرح فرق کرنا چاہیے اور وہ جملہ یہ ہے کہ.... لوگوں کو اس بات کی نرمی سے ترغیب دو کہ وہ دینیات کی تعلیم حاصل کریں۔ (ابن سعد، ابن حنبل)

کسی اور مذہبی کتاب میں فطرت کے مطالعہ پر اتنا زور نہیں دیا ہو گا، جتنا قرآن مجید میں ہے کہ سورج، چاند، سمندر کی موجیں، دن اور رات، چمکتے ستارے، دھمکتی فجر، پودے اور حیوانات.... تمام ہی قوانین فطرت کے طالع بنائے گئے ہیں، جن سے ان کے خالق کی قدرت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے مطابق علم لاقتناہی ہے، بڑے سے بڑے عالم کا علم بھی تھوڑا ہی ہوتا ہے، یہ کہ سارا عالم انسان کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور انسان جو زمین میں خدا کا نائب ہے، اپنے برتاؤ اور کردار کے مطابق جانچا جائے گا۔

اسی طرح قرآن مجید میں اس کا بھی بار بار ذکر ہے کہ حق و صداقت کی پیروی کی جانی چاہیے اور موروٹی عقائد و روایات سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔

احادیث میں بھی علماء کی بڑی تعریف کی گئی ہے، اور

ان کو سب سے بہتر انسان قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری، ترمذی)

آخر میں ایک حدیث کا ذکر کیا جاسکتا ہے، جس کا اکثر حوالہ آتا ہے، یعنی ”علم حاصل کرو، اگرچہ چین ہی میں کیوں نہ ہو۔ کیونکہ علم کا حاصل کرنا پر مسلمان مرد و عورت کا فریضہ ہے۔“ (مسند احمد بن حنبل، کتاب العلم بہیقی)۔

ایک حدیث میں یہ دعا ثور (منقول) ہے اور اسی پر یہ تبصرہ ختم کیا جاتا ہے کہ:

”اے خدا میں تجھ سے علم نافع اور رزق طیب اور عمل مقبول کی استدعا کرتا ہوں۔“ (کتاب العلم۔ مؤلف ابن البر)



انسان کا دار و مدار عقل پر ہے۔ جس کی عقل نہیں اس کا دین نہیں۔ (بیہقی)

سلسلہ معظمیہ کے زیر اہتمام پاکستان کے مختلف شہروں میں

محافل میلاد النبی ﷺ

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ کے ذکر اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعمت و صلوة و سلام پیش کرنے کے لیے سلسلہ معظمیہ کے زیر اہتمام حسب روایت پاکستان کے مختلف شہروں میں محافل میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

ذیل میں مختلف محفل میلاد کے پروگرامز کی تاریخ درج ہیں:

منظف آباد، آزاد کشمیر: 04 منروری	ٹنڈو جام، چنیوٹ: 17 منروری
گلشن شہباز، حیدر آباد: 05 منروری	ایبٹ آباد، اسلام آباد، پشاور، سیالکوٹ: 19 منروری
لاڑکانہ، ٹنڈوالہیار: 12 منروری	انک، میرپور آزاد کشمیر: 26 منروری

قارئین کو ان محافل میں شرکت کی دعوت ہے۔

فروری ۲۰۱۲ء

کسی شخص کے لیے دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے بیٹھنا صحیح نہیں ہے۔ (الادب المفرد)

رُوحانی ڈائجسٹ

مثل تونہ شد پیدا جانا

اس کثیر اللسان نعت کے خوبے یہ ہے کہ اس کے ہر شعر میں عربی، فارسی، اردو اور پوربے ہندی کے پیوند کاری نہایت خوبصورتی سے کی گئی ہے۔

احمد رضا خان بریلوی

مثل تونہ شد پیدا جانا
ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
من بہ کس وطوفان ہوش ربا
موری نیا پار لگا جانا
چوبہ طیبہ رسی عرضہ بکنی
سری شب نے نہ دن ہونا جانا
اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
دو بوند ادھر بھی گرا جانا
رحمے بر حسرت تشنہ لبک
طیبے سے ابھی نہ سنا جانا
دل زار چناب جاں زیر چنور
سرا کون ہے تیرے سوا جانا
یک شعلہ دگر برزن عشقا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا
نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
تھنا چار اس راہ پڑا جانا

لَمْ يَأْتِ نَظِيرُكَ فِي نَظَرٍ
جگ راج کوتاج تورے سر سو
الْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ ظَفَى
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا
يَا شَمْسُ نَظَرْتِ إِلَى لَيْلٍ
قوی جوت کی جہل جہل جگ میں رچی
أَنَا فِي عَطَشٍ وَسَخَاكَ أَتَمُّ
برسن ہارے رم جہم رم جہم
يَا قَا فَلَقِي زَيْدِي أَجَلَكِ
مورا جیرا لرجے درک درک
الْقَلْبُ شَجَّ وَالْهَمُّ شُجُونُ
پت اپنی بیت میں کاسے کہوں
الزُّوْعُ فِدَاكَ فَزِدْ حَزَقًا
موراتن من دھن سب پھونک دیا
بس حنّام حنّام نوائے رضا
ارشاد احب ناطق تھتا

خیر البشر علیہ السلام نمبر

جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کا اہتمام فرما کر باہمی اجتماع اور میل محبت کے ایک مرکز کو وجود بخشا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے تاریخ انسانی کا ایک اور نہایت تابناک کارنامہ انجام دیا، جسے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات اور بھائی چارے کے عمل کا نام دیا جاتا ہے۔

صفی الرحمن مبارکپوری

نبی کریم ﷺ مدینے کے اندر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے جو تاریخ کا سب سے زیادہ باکمال اور شرف سے بھرپور معاشرہ تھا اور اس معاشرے کے مسائل کا ایسا خوشگوار حل نکالا کہ انسانیت نے ایک طویل عرصے تک زمانے کی چکیوں میں پس کر اور اتھاہ تاریکیوں میں ہاتھ پاؤں مار کر تھک جانے کے بعد پہلی بار سکھ کا سانس لیا۔

اس بھائی چارے کا مقصود... جیسا کہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ... ”یہ جاہلی عصبتیں تحلیل ہو جائیں۔ حیثیت و غیرت جو کچھ ہو اسلام کے لیے ہو۔ نسل، رنگ، اور وطن کے امتیازات مسخیں بلندی لہجہ کھلیا رنقیت اور تقویٰ کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بھائی چارے کو محض الفاظ کا جامع نہیں پہنایا تھا بلکہ اسے ایک ایسا نافذ العمل عہد و پیمان قرار دیا تھا جو خون اور مال سے مربوط تھا۔ یہ خالی خولی سلامی اور مبارکباد نہ تھی کہ زبان پر روانی کے ساتھ جاری رہے مگر نتیجہ کچھ نہ ہو، بلکہ اس بھائی چارے کے ساتھ ایثار و نمکساری اور موانست کے جذبات بھی مخلوط

تھے اور اسی لیے اس نے اس نئے معاشرے کو بڑے نادر اور تابناک کارناموں سے پُر کر دیا تھا۔“ (فقہ السیرۃ ص 140-141)



فروری ۲۰۱۲ء

مذکورہ بھائی چارہ کی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک اور عہد و پیمان کرایا جس کے ذریعے ساری جاہلی کشاکش اور قبائلی کشمکش کی بنیاد ڈھادی اور دور جاہلیت کے رسم و رواج کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔

اس حکمت بالغہ اور اس دور اندیشی سے رسول اللہ ﷺ نے ایک نئے معاشرے کی بنیادیں استوار کیں لیکن معاشرے کی ظاہری روح درحقیقت ان معنوی کمالات کا پر تو تھا جس سے نبی کریم ﷺ کی صحبت و ہم نشینی کی بدولت یہ بزرگ ہستیاں بہرہ ور ہو چکی تھیں۔

نبی کریم ﷺ انکی تعلیم و تربیت، تزکیہ نفس اور مکالم اخلاق کی ترغیب میں مسلسل کوشاں رہتے تھے اور انہیں محبت اور بھائی چارگی، مجد و شرف اور عبادت اور اطاعت کے آداب برابر سکھاتے اور بتاتے رہتے تھے۔

ایک صحابی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ (یعنی اسلام میں کونسا عمل بہتر ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھانا کھلاؤ اور شناسا اور غیر شناسا کو بھی سلام کرو۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو اچھی طرح سمجھ گیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ ﷺ نے پہلی بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ تھی:

اے لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی، ابن

ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

آپ ﷺ فرماتے تھے:

وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اسکی شرارتوں اور تباہ کاریوں سے مامون و محفوظ نہ رہے۔

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

اور فرماتے:

مسلمان وہ ہے جسکی ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔ (صحیح بخاری)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اور فرماتے تھے:

سارے مؤمنین ایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف محسوس ہوتی ہے اور اگر سر میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

اور فرماتے:

مومن، مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا بعض، بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

اور فرماتے:

آپس میں بغض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے اوپر چھوڑے رکھے۔ (صحیح بخاری)

اور فرماتے:

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے دشمن کے حوالے کرے، اور جو شخص اپنے بھائی

کی حاجت براری میں کوشاں ہوگا، اللہ اس کی حاجت براری میں ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی غم اور دکھ دور کرے گا اللہ اس شخص سے روز قیامت کے دکھوں میں سے کوئی دکھ دور کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

اور فرماتے:

تم لوگ زمین والوں پر مہربانی کرو تم پر آسمان والا مہربانی کرے گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع الترمذی)

اور فرماتے:

وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کے کھالے اور اسکے بازو میں رہنے والا پڑسی بھوکا رہے۔ (شعب الایمان، بہیقی، مشکوٰۃ)

اور فرماتے:

مسلمان سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے، اور اس سے مار کاٹ کرنا کفر ہے۔ (صحیح بخاری)

اس طرح آپ ﷺ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو صدقہ قرار دیتے تھے۔ اور اسے ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ شمار کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

نیز آپ ﷺ صدقہ اور خیرات کی ترغیب دیتے تھے اور اس کے ایسے ایسے فضائل بیان فرماتے تھے کہ اس کی طرف دل خود بخود کھینچنے چلے جائیں، چنانچہ آپ ﷺ فرماتے:

صدقہ گناہوں کو ایسے بھگادیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

اور آپ ﷺ فرماتے:

جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنادے اللہ اسے

محدث، مؤرخ اور سیرت نگار

صفی الرحمن مبارکپوری 1942-2006ء

محدث، مؤرخ اور سیرت نگار شیخ صفی الرحمن مبارکپوری، برصغیر کی ان معروف دینی شخصیتوں میں سے ایک تھے جنہوں نے قرآن و سنت کی اشاعت و تبلیغ میں اپنی زندگی کا بیشتر وقت گزار دیا۔ آپ مدینہ منورہ کی جامعہ اسلامیہ کے شعبہ سیرت میں برہمابرس تک ایک محقق کے طور پر کام کرتے رہے۔ صفی الرحمن مبارکپوری کی عربی اور اردو میں کئی تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ جن میں سے شہرہ آفاق تصنیف الرحیق المختوم، سیرت سرور کونین ﷺ پر مستند ترین دستاویز مانی جاتی ہے۔ رابطہ عالم اسلامی، مکہ المکرمہ نے 1396ھ (1976ء) میں سیرت نبوی ﷺ پر عالمی سطح کے ایک مقابلے کا انعقاد کیا تھا، 171 مقالات میں سے پہلا انعام، شیخ صفی الرحمن مبارکپوری کی تصنیف ”الرحیق المختوم“ کو عنایت کیا گیا۔

جنت کا سبز لباس پہنائے گا، اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاوے اللہ اسے جنت کے پھل کھلائے گا، اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاوے اللہ اسے جنت کی مہر لگی ہوئی شراب طہور پلائے گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، مشکوٰۃ)

آپ ﷺ فرماتے:

آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے اور اگر وہ بھی نہ پاؤ تو پاکیزہ بول ہی ادا کر کے۔ (صحیح بخاری)

اور اسی کے پہلو بہ پہلو دوسری طرف آپ ﷺ مانگنے سے پرہیز کی بھی بہت زیادہ تاکید فرماتے، صبر و

اتنا ہی عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو، جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔ (ابن ماجہ)

اللہ تمہاری شکل و صورت اور دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیت اور عمل کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

خیر البشر ﷺ نمبر

درہای نبوت:

حضور پاک ﷺ کی مجلس میں لوگ بیٹھتے تو یہ معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، یعنی کوئی شخص ذرا بھی جنبش نہیں کرتا تھا۔ گفتگو کی اجازت میں ترتیب کا لحاظ رہتا تھا، لیکن یہ امتیاز مراتب

نسب و نام یا دولت و مال کی بنا پر نہیں بلکہ فضل و استحقاق کی بنا پر ہوتا تھا۔

سب سے پہلے آپ ﷺ اہل حاجت کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کی معروضات سن کر ان کی حاجت براری فرماتے۔

تمام حاضرین ادب سے سر جھکائے رہتے۔ خود بھی آپ ﷺ محبوب ہو کر بیٹھتے۔ جب کچھ فرماتے تو تمام مجالس پر سناٹا چھا جاتا۔ کوئی شخص بولتا تو جب تک وہ چپ نہ ہو جائے دوسرا شخص بول نہیں سکتا تھا۔ اہل حاجت عرض دعا میں ادب کی حد سے بڑھ جاتے تو آپ ﷺ کمال حلم کے ساتھ برداشت فرماتے۔

آپ ﷺ کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ جو بات ناپسند ہوتی اس سے تغافل فرماتے اور ٹال جاتے۔ مجلس میں جس قسم کا ذکر چھڑ

فروری ۲۰۱۲ء

پھر ہمارے پیغمبر، رہبر اعظم ﷺ نے خود بھی ایسی معنوی اور ظاہری خوبیوں، کمالات، خداداد صلاحیتوں، مجدد فضائل، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال سے مشصف تھے کہ دل خود بخود آپ کی جانب کھنچے چلے جاتے تھے اور جانیں قربان ہوا چاہتی تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو نہی کوئی کلمہ صادر ہوتا صحابہ کرام اس کی بجا آوری کے لیے دوڑ پڑتے اور ہدایت و رہنمائی کی جو بات آپ ﷺ ارشاد فرما دیتے اسے حرض جان بنانے کے لیے گویا ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی بازی لگ جاتی۔

اس طرح کی کوششوں کی بدولت نبی کریم ﷺ مدینے کے اندر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے جو تاریخ کا سب سے زیادہ باکمال اور شرف سے بھرپور معاشرہ تھا اور اس معاشرے کے مسائل کا ایسا خوشگوار حل نکالا کہ انسانیت نے ایک طویل عرصے تک زمانے کی چکیوں میں پس کر اور اتھاہ تاریکیوں میں ہاتھ پاؤں مار کر تھک جانے کے بعد پہلی بار سکھ کا سانس لیا۔ اس نئے معاشرے کے عناصر ایسی بلند و بالا تعلیمات کے ذریعے مکمل ہوئے جس نے پوری پامردی کے ساتھ زمانے کے ہر جھٹکے کا مقابلہ کر کے اس کا رخ پھیر دیا اور تاریخ کا دھارا بدل دیا۔



درخت لگائیے.....
صحبت بنائیے.....
سکون پائیے.....

اللہ تعالیٰ عفو اور درگزر کرنے والے آدمی کی عزت بڑھاتا ہے۔ (مسلم)

رودمانی کا مجنت

قناعت کی فضیلتیں سناتے اور سوال کرنے کو مسائل کے چہرے کے لیے نوح، خراش اور زخم قرار دیتے۔ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

البتہ اس سے اس شخص کو مستثنیٰ قرار دیا جو حد درجہ مجبور ہو کر سوال کرے۔ اسی طرح آپ ﷺ یہ بھی بیان فرماتے کہ کن عبادات کے کیا فضائل ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کا کیا اجر و ثواب ہے....؟

پھر آسمان سے آپ ﷺ پر جو وحی آتی، آپ ﷺ اس سے مسلمانوں کو بڑی چٹختی کے ساتھ مربوط رکھتے۔ آپ ﷺ وہ وحی مسلمانوں کو پڑھ کے سناتے اور مسلمان آپ ﷺ کو سناتے تاکہ اس عمل سے ان کے اندر فہم و تدبیر، دعوت کے حقوق اور پیغمبرانہ ذمہ داریوں کا شعور بھی بیدار ہو۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی اخلاقیات بلند کیں اور انکی خداداد صلاحیتوں کو عروج بخشا اور انہیں بلند ترین اخلاق و کردار کا مالک بنایا، یہاں تک کہ وہ انسانی تاریخ میں انبیاء کے فضل و کمال کے بعد سب سے بلند چوٹی کا نمونہ بن گئے۔

وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھی تھے۔ اس امت میں سب سے افضل، سب سے نیک دل، سب سے گہرے علم کے مالک اور سب سے زیادہ بے تکلف۔ اللہ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی رفاقت اور اپنے دین کی استقامت کے لیے منتخب کیا۔ لہذا ان کا فضل پہچانو اور انکے نقش قدم کی پیروی کرو، اور جس قدر ممکن ہو انکے اخلاق اور سیرت سے تمسک کرو کیونکہ وہ لوگ ہدایت کی صراط مستقیم پر تھے۔ (مشکوٰۃ)

حاجت تو نہیں ہے....؟ یہ بھی فرماتے کہ جو لوگ اپنے مطالب مجھ تک نہیں پہنچا سکتے مجھ کو ان کے حالات اور ضروریات کی خبر دو۔

ایران میں معمول تھا کہ جب کوئی مجلس میں کوئی معزز شخص آجاتا تھا تو سب تعظیم کو کھڑے ہو جاتے۔ یہ بھی قاعدہ تھا کہ رؤسا اور امراء جب دربار جاتے تو لوگ سینوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑے رہتے۔ آپ ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جس کو یہ پسند آتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے تعظیم سے کھڑے رہیں اس کو اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈنی چاہیے۔ (ابوداؤد)

البتہ جوش محبت میں آپ ﷺ کسی کسی کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ زہراؓ جب کبھی آجاتیں تو اکثر کھڑے ہو جاتے اور فرط محبت سے ان کی پیشانی چومتے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے لیے بھی آپ ﷺ نے اٹھ کر چادر بچھا دی تھی۔ اس طرح ایک مرتبہ آپ ﷺ کے رضائی بھائی آئے تو ان کے لیے بھی محبت سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ (ابوداؤد)

ہر شخص کو اس کے رتبہ کے مناسب جگہ ملتی، کسی شخص کے دل میں یہ خیال نہیں آنے پاتا کہ دوسرا شخص اس سے زیادہ عزت یاب ہے، جب کوئی شخص اچھی بات کہتا تو آپ ﷺ تحسین فرماتے اور نامناسب گفتگو کرتا تو اس کو مطلع فرمادیتے۔ (سنن ترمذی)

صحابہ کو اس بات کی سخت تاکید تھی کہ کسی کی شکایت یا عیوب آپ ﷺ تک نہ پہنچائیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف جاؤں۔ (شمائل ترمذی۔ ابوداؤد)

مجالس ارشاد:

حضور پاک ﷺ کی تعلیم و تلقین کا فیض اگرچہ سفر، حضر، جلوت، خلوت، نشست و برخاست غرض ہر وقت جاری رہتا تھا۔ تاہم اس سے وہی لوگ مستفیض ہو سکتے تھے جو اتفاق سے موقع پر ہوتے تھے، اس بناء پر آپ ﷺ نے تعلیم و ارشاد کے لیے بعض اوقات خاص کر دیے تھے کہ لوگ پہلے سے مطلع رہیں اور جن کو استفادہ منظور ہو وہ آسکیں۔

یہ صحبتیں عموماً مسجد نبویؐ میں منعقد ہوتی تھیں۔ مسجد نبویؐ میں ایک چھوٹا سا صحن تھا، کبھی آپ ﷺ وہاں نشست فرماتے۔ ابتداء رسول اللہ ﷺ کی نشست کے لیے کوئی ممتاز جگہ نہ تھی، باہر سے اجنبی لوگ آتے تو آپ کے پچھاننے میں دقت ہوتی۔ صحابہؓ نے ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا۔ آپ ﷺ اس پر تشریف رکھتے، باقی دونوں طرف صحابہؓ حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے۔ (سنن ابوداؤد)

آداب مجلس:

ان مجالس میں آنے والوں کے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ عموماً بدو اپنے اسی وحشت نما طریقہ سے آتے اور بے باکانہ سوال و جواب کرتے۔ خلق نبویؐ کا منظر ان مجالس میں زیادہ حیرت انگیز بن جاتا ہے۔ آپ ﷺ پیغمبر خاتم کی حیثیت سے رونق افروز ہیں صحابہؓ عقیدت کیش غلاموں کی طرح خدمت اقدس میں حاضر ہیں۔ ایک شخص آتا ہے اور اس کو رسول پاک ﷺ میں اور حاشیہ نشینوں میں کوئی ظاہری امتیاز نظر نہیں آتا۔

لوگوں سے پوچھتا ہے: محمد (ﷺ) کون ہے....؟ صحابہؓ بتاتے ہیں کہ یہی گورے سے صاحب جو ایک

لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔

وہ کہتا ہے: اے ابن عبدالمطلب میں تم سے نہایت سختی سے سوال کروں گا خانہ ہونا۔ آپ ﷺ بخوشی سوال کی اجازت دیتے ہیں۔ (بخاری)

بایں ہمہ سادگی و تواضع۔ یہ مجالس رعب و وقار اور آداب نبوت کے اثر سے لبریز ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کی تعلیمات و تلقینات کا دائرہ، اخلاق، مذہب اور تزکیہ نفوس تک محدود تھا۔ اس کے علاوہ اور باتیں منصب نبوت سے خارج تھیں، لیکن بعض لوگ نہایت معمولی اور خفیف باتیں پوچھتے تھے۔

آپ ﷺ اس قسم کے سوالات کو نا پسند فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ اسی قسم کے لغو سوالات کیے گئے تو آپ ﷺ نے برہم ہو کر فرمایا:

جو پوچھنا ہو پوچھو میں سب کا جواب دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ دیکھا تو عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں اور ہم اللہ کے رب ہونے سے، اسلام کے دین ہونے سے اور محمد ﷺ کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں۔ (بخاری)

کوئی شخص کھڑے کھڑے سوال نہیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے اس طرح سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا۔ اسی طرح یہ بھی معمول تھا کہ جب ایک مسئلہ طے ہو جاتا تو دوسرا مسئلہ پیش کیا جاتا۔ بعض اوقات آپ ﷺ گفتگو فرما رہے ہوتے، کوئی صحرا

محقق، سیرت نگار، پروفیسر

علامہ شبلی نعمانی 1857ء-1914ء

علامہ شبلی نعمانی کا شمار مشہور معروف اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ شبلی نعمانی متعدد کتابوں کے مصنف ہونے کے علاوہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ کالج کے بانی بھی تھے، نیز علی گڑھ کالج اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے خدمت گزار اور علی گڑھ کالج میں پروفیسر بھی تھے۔

”سیرت النبی ﷺ“ کتاب شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے، جس کی پہلی دو جلدیں شبلی نعمانی نے تحریر کی ہیں، لیکن ان کا بیانیہ عمر لبریز ہو گیا، چنانچہ ان کی وفات کے بعد چار جلدیں سید سلیمان ندوی نے تالیف کیں۔ آپ کی دیگر تصانیف میں شعر العجم، المامون، الفاروق مشہور ہیں۔

نشین بدو جو آداب مجلس سے ناواقف ہوتا، دفعتاً آجاتا اور عین سلسلہ تقریر میں کوئی بات پوچھ بیٹھتا، آپ ﷺ سلسلہ تقریر قائم رکھتے اور فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوتے اور جواب دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ تقریر فرما رہے تھے، ایک بدو آیا اور آنے کے ساتھ اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی....؟

آپ ﷺ تقریر کرتے رہے، حاضرین سمجھے کہ آپ ﷺ نے نہیں سنا، کسی نے کہا سنا۔

لیکن آپ ﷺ کو ناگوار ہوا۔ آپ ﷺ گفتگو سے فارغ ہو چکے تو دریافت فرمایا کہ پوچھنے والا کہاں ہے....؟ بدو نے کہا: میں یہ حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے۔ (بخاری)

بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں خوشحال لوگوں کو بلایا جائے اور ناداروں کو چھوڑ دیا جائے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ امانت کو ضائع کرنے لگیں گے۔ بدو نے کہا: امانت کیوں ضائع ہوگی۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

جب نااہلوں کے ہاتھ میں کام آئے گا۔ (بخاری)

اوقات مجلس:

اس قسم کی مجالس کے لیے جو خاص وقت مقرر تھا وہ صبح کا تھا۔ نماز فجر کے بعد آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور فیوض روحانی کا سرچشمہ جاری ہو جاتا۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے بعد آپ ﷺ ٹھہر جاتے اور مجلس قائم ہو جاتی۔ چنانچہ کعب بن مالک پر جب غزوہ تبوک کی غیر حاضری کی وجہ سے عتاب نازل ہوا تو وہ انہی مجالس میں آکر حضور پاک ﷺ کی خوشنودی مزاج کا پتہ لگاتے۔ خود ان کے الفاظ یہ ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا۔ سلام کرتا تھا اور آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں ہوتے تھے تو میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ آپ نے جواب سلام میں اپنے لب ہلائے یا نہیں۔ (بخاری)

صبح کی مجلسوں میں کبھی کبھی آپ ﷺ وعظ فرماتے، ترمذی اور ابوداؤد میں عراب بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ایک مبلغ وعظ کیا، جس سے آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ (ترمذی)

معارف کے اظہار کے لیے مجالس منعقد فرماتے تھے۔ چونکہ افادہ عام ہوتا تھا اس لیے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ کوئی شخص فیض سے محروم نہ رہنے پائے۔ اس بنا پر جو لوگ ان مجالس میں آکر واپس چلے جاتے ان پر آپ ﷺ نہایت ناراض ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تین شخص آئے۔

ایک صاحب نے حلقہ میں تھوڑی سی جگہ خالی پائی وہیں بیٹھ گئے، دوسرے صاحب کو درمیان میں موقع نہیں ملا، اس لیے سب کے پیچھے بیٹھے۔ لیکن تیسرے صاحب واپس چلے گئے۔ رسول پاک ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا:

ان میں سے ایک نے خدا کی طرف پناہ لی۔ خدا نے بھی اس کو پناہ دی، ایک نے حیا کی، خدا بھی اس سے شرمایا۔ ایک نے خدا سے منہ پھیرا، خدا نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔ (ابن ماجہ)

پند و نصائح کتنے ہی مؤثر طریقہ سے بیان کیے جاتے، لیکن ہمیشہ سنتے سنتے آدمی اکتا جاتا ہے اور نصائح بے اثر ہو جاتے ہیں، اس بنا پر حضور ﷺ وعظ و نصائح کی مجالس نافذ کر منعقد فرماتے تھے۔

بخاری میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ حضور پاک ﷺ لوگوں کو نافذ دے کر نصیحت فرماتے تھے کہ ہم لوگ اکتانہ جائیں۔ (بخاری)

عورتوں کے لیے مخصوص مجالس:

ان مجالس کا فیض زیادہ تر مردوں تک محدود تھا اور عورتوں کو موقع کم ملتا تھا، اس بنا پر عورتوں نے درخواست کی کہ ہمارے لیے خاص دن مقرر فرمایا

جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ درخواست منظور کی اور ان کے وعظ و ارشادات کے لیے ایک خاص دن مقرر ہو گیا۔ (بخاری)

طریقہ ارشاد:

کبھی کبھی آپ ﷺ خود امتحان کے طور پر حاضرین سے کوئی سوال کرتے اس سے لوگوں کی جودت فکر اور اصابت رائے کا اندازہ ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے پوچھا:

وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے جھڑتے نہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتا ہے۔

لوگوں کا خیال جنگلی درختوں کی طرف گیا۔ میرے ذہن میں آیا کہ کھجور کا درخت ہوگا، لیکن میں کمسن تھا اس لیے جرأت نہ کر سکا، بالآخر لوگوں نے عرض کی کہ حضور ﷺ خود ارشاد فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھجور! عبداللہ بن عمر کو تمام عمر حسرت رہی کہ کاش میں جرأت کر کے اپنا خیال ظاہر کر دیتا۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک روز آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ صحابہ کے دو حلقے قائم تھے، ایک قرآن خوانی اور ذکر و دعا میں مشغول تھا اور دوسرے حلقے میں علمی باتیں ہو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

دونوں عمل خیر کر رہے ہیں، لیکن خدا نے مجھ کو صرف معلم بنا کر مبعوث کیا ہے۔

یہ فرما کے آپ ﷺ علمی حلقہ میں تشریف فرما ہو گئے۔ (سنن ابن ماجہ)

ان مجالس میں دقیق مباحث کو جن کی تہہ تک عوام

نہیں پہنچ سکتے، رسول اللہ ﷺ ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کی مجلس میں مسئلہ تقدیر پر گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے سنا تو حجرہ سے نکل آئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ اس قدر سرخ ہو گیا تھا گویا عارض مبارک پر کسی نے انار کے دانے نچوڑ دیے ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

کیا تم اس لیے پیدا کیے گئے ہو، قرآن کو باہم ٹکرا رہے ہو، گزشتہ امتیں ان ہی باتوں سے برباد ہوئیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ان مجالس کا مقصد یہ بھی تھا کہ صحابہ جن مسائل میں باہم اختلاف کرتے، رسول پاک ﷺ ان کا صحیح فیصلہ کر دیتے۔ مثلاً شہرت طلبی اور جاہ پرستی، خلوص عمل کے منافی سمجھی جاتی ہے اور خود صحابہ کے زمانہ میں بھی سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں دو شخصوں نے اس مسئلہ میں گفتگو کی۔

ایک نے کہا: اگر ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا اور ایک شخص نے فخر یہ یہ کہہ کر نیزہ مارا کہ میرا لینا میں عبقاری جوان ہوں تو اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔

مخاطب نے جواب دیا: میری رائے میں کچھ ثواب نہ ملے گا۔

تیسرے آدمی نے یہ گفتگو سن کر کہا: میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس پر دونوں میں اختلاف ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گفتگو سنی تو فرمایا:

ثواب اور شہرت دونوں میں کوئی مخالفت نہیں۔ (ابوداؤد)

عام خیال یہ تھا کہ قوائے علمیہ کے بے کار کر دینے کا

عورتوں کے ساتھ عمدہ (دانشمندانہ اور رحمانہ) سلوک کرو۔ (ترمذی)

والد کی طرف سے اولاد کو سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تربیت ہے۔ (ترمذی)

خیر البشر ﷺ نمبر

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے اخلاق کیسے تھے....؟

انہوں نے کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے جو کچھ قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے.... غرض رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی اور یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے، خود قرآن پاک نے اس کی شہادت دی

اور کہا ترجمہ:

حضور نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ

کھلاتے، ایک مرتبہ ایک صحابی کی شادی ہوئی، ان کے پاس ولیمہ کا کچھ سلمان نہ تھا، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ، حالانکہ اس آٹے کے سوا شام کے لیے گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ فیاضی اور دنیا کے مال سے بے تعلقی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں نقد کی قسم سے کوئی چیز بھی ہوتی تو جب تک وہ سب خیرات نہ کردی جاتی، آپ ﷺ اکثر گھر میں آرام نہ فرماتے۔

حضور پاک ﷺ نہایت ملنسار، مہربان اور رحم دل تھے، چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے، نہایت سخی، فیاض اور داد دہش والے تھے، امکان بھر سب کی درخواست پوری کرتے، تمام عمر کسی کے سوال پر ”نہیں“ نہیں کہا۔ خود بھوکے رہتے اور دسروں کو غلہ تقسیم ہو چکا ہے تب گھر تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ مظلوموں کی فوری مدد کے ساتھ ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، سیکسوں کا سہارا بنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔ حکم تھا کہ جو مسلمان مسرحہائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے، تو مجھے اطلاع دو میں اس کو ادا کروں گا اور وہ جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے، مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

نام تقدیر ہے۔ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہوگا، اس کو کوئی عملی طاقت منانہیں سکتی، لیکن حضور ﷺ نے ایک مجلس میں جو اتفاقاً منعقد ہو گئی تھی، اس خیال کی تردید کی اور فرمایا: کہاں ہاں! لیکن میں چاہتا ہوں کہ فوراً بوؤں اور ساتھ ہی اعمال تو خود تقدیر ہیں۔ انسان کو خدا جن اعمال کی توفیق دیتا ہے وہی اس کا نوشہ تقدیر ہیں اس لیے توکل قوت عمل کے بے کار کر دینے کا نام نہیں۔

چنانچہ صحابہ ایک جنازہ میں شریک تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، اس سے زمین کریدنے لگے۔ پھر فرمایا:

فیض صحبت:

تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کی جگہ جنت یاد دوزخ میں نہ لکھی جا چکی ہو۔ ایک شخص نے کہا: تو ہم اپنی تقدیر پر توکل کر کے عمل کیوں نہ چھوڑ دیں....؟ جو شخص سعادت مند ہو گا وہ خود بخود سعادت مندوں میں داخل ہو جائے گا اور جو شخص بد بخت ہو گا وہ بد بختوں سے جا ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

سعادت مند وہ لوگ ہیں جن کو سعادت مندوں کے عمل کی توفیق دی جاتی ہے اور بد بخت وہ ہیں جن کے لیے شقاوت کے کام کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

مجالس میں شگفتہ مزاجی:

باوجود اس کے کہ ان مجالس میں صرف ہدایت، ارشاد، اخلاق اور تزکیہ نفوس کی باتیں ہوتی تھیں اور صحابہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ کان الطیر فوق رؤسہم اتنا، یہ مجلسیں شگفتہ مزاجی کے اثر سے خالی نہ تھیں۔

ایک دن آپ ﷺ نے ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ

جس کو نیکی اچھی معلوم ہوتی ہو اور برائی بری معلوم ہو، تو وہ مومن ہے۔ (طبرانی)

سید سلیمان ندوی کا شمار اردو کے نامور مؤرخین اور سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔ اردو زبان میں سیرت النبی ﷺ پر پہلی جامع کتاب ”سیرت النبی ﷺ“ کی تالیف آپ کی وجہ شہرت بنی۔ اس کے علاوہ آپ نے مدراس، الہ آباد اور بمبئی (بھارت) میں کئی خطبات فرمائے جن کے مجموعے آج کتابوں کی صورت میں موجود ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں، سیرت عائشہؓ، ارض قرآن، عرب و ہند تعلقات، خطبات مدراس اور سیرت النبی ﷺ کی تلخیص ”رحمت عالم ﷺ“ مشہور ہیں۔ یہاں اس کتاب سے ایک اقتباس قارئین روحانی ڈائجسٹ کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔

خود ان کو سلام فرماتے۔

ہمارے حضور ﷺ نے خواتین پر بہت احسان فرمایا۔ ان کے حقوق مقرر فرمائے اور اپنے برتاؤ سے ظاہر فرمادیا کہ یہ طبقہ حقیر نہیں ہے بلکہ عزت اور ہمدردی کے لائق ہے۔

آپ ﷺ ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے، اس لیے کسی کے ساتھ زیادتی اور نا اتفاقی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ لوگ جو بے پروائی برتتے تھے، وہ بھی آپ ﷺ کو گوارا نہ تھی اور ان بے زبانوں پر جو قلم ہوتا آیا تھا، اس کو روک دیا۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے ایک پرندہ کا انڈہ اٹھا لیا۔ چڑیا بے قرار ہو کر پر مار رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا

مطلب نہیں ہے۔

آپ ﷺ پیاروں کو قتل دیتے، ان کو دیکھنے جاتے، دوست، دشمن، مومن و کافر کی اس میں کوئی قید نہ تھی۔

گناہ گاروں کو معاف کر دیتے، دشمنوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے، جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والے تک سے بدلہ نہیں لیا۔

ہمسایوں کی خبر گیری فرماتے، ان کے ہاں تحفے بھیجے، ان کا حق پورا کرنے کی تاکید فرماتے رہے۔

ایک دن صحابہ کا مجمع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہ ہو گا....

خدا کی قسم وہ مومن نہ ہو گا....

صحابہ نے پوچھا: کون یا رسول اللہ ﷺ....؟

فرمایا:

وہ! جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بچا ہوا نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ اپنے پڑوسیوں کے گھر جا کر ان کے کام کر آتے، پڑوسیوں کے سوا اور جو بھی آپ ﷺ سے کام کے لیے کہتا اس کو پورا فرماتے۔ مدینہ کی کنیزیں آپ ﷺ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں یا رسول اللہ ﷺ یہ کام ہے آپ ﷺ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر دیتے۔

یہ وہ ہو یا مسکین یا کوئی اور ضرور تمہند سب ہی کی ضرورتوں کو آپ ﷺ پورا فرماتے اور دوسروں کے کام کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے۔

بچوں سے بڑی محبت فرماتے تھے، ان کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔ فصل کاٹنا میوہ سب سے کم عمر بچہ جو اس وقت موجود ہوتا اس کو دیتے۔ راستہ میں بچے مل جاتے تو

کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو لیکن اس میں فضول خرچی اور تکبر کی آمیزش نہ ہو۔ (بخاری)

مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینہ پر تیل کے داغ پڑ گئے تھے، انہوں نے ایک دن آپ ﷺ سے ایک خادم کے لیے عرض کیا۔

آپ ﷺ نے جواب دیا: فاطمہ! بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اے فاطمہ! صفہ کے غریبوں کا اب تک کوئی انتظام نہیں ہوا ہے تو تمہاری درخواست کیسے قبول کر لوں....؟

غریبوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ ایسا ہوتا کہ ان کو اپنی غریبی محسوس نہ ہوتی، ان کی مدد فرماتے اور ان کی دلجوئی کرتے۔ اکثر علما لگتے تھے کہ:

اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر۔

ایک مرتبہ ایک پورا قبیلہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

یہ لوگ اتنے غریب تھے کہ ان میں سے کسی کے بدن پر کوئی ٹھیک کپڑا نہ تھا ننگے بدن، ننگے پاؤں.... ان کو دیکھ کر رسول پاک ﷺ پر بہت اثر ہوا، پریشانی میں اندر گئے، باہر تشریف لائے، اس کے بعد سب مسلمانوں کو جمع کر کے ان لوگوں کی امداد کے لیے فرمایا۔

آپ ﷺ مظلوموں کی فریاد سننے اور انصاف کے ساتھ ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، بیکسوں کا سہارا بنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔

حکم تھا کہ جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے، تو مجھے اطلاع دو میں اس کو ادا کروں گا اور وہ جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے، مجھے اس سے کوئی

حضور پاک ﷺ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ ﷺ کے یہاں مسلمان مشرک اور کافر سب ہی مہمان ہوتے، آپ ﷺ سب کی خاطر کرتے اور خود ہی سب کی خدمت کرتے، کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود رہتا وہ ان کو کھلا پلا دیا جاتا اور پورا گھر فاقہ کرتا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے یہاں ایک کافر مہمان ہوا، آپ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ اس کو پلا دیا وہ سب دودھ پی گیا آپ ﷺ نے دوسری بکری منگوائی یہ اس کا بھی دودھ پی گیا غرض سات بکریوں تک نوبت آئی جب تک اس کا پیٹ نہ بھر گیا، آپ ﷺ دودھ پلاتے رہے۔

رات کو اٹھ اٹھ کر مہمان کی دیکھ بھال فرماتے کہ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ گھر میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے، اپنے کپڑے آپ ﷺ خود ہی سی لیتے، اپنے پھٹے جوتوں کو خود گانٹھ لیتے، بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوتے۔ مجمع میں بیٹھتے تو سب کے برابر ہو کر بیٹھتے۔ مسجد نبوی ﷺ بنانے اور خندق کے کھودنے میں سب مزدوروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ نے بھی کام کیا۔

آپ ﷺ یتیموں سے محبت رکھتے اور ان کے ساتھ بھلائی کی تاکید کرتے، ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم بچے کے ساتھ بھلائی کی جارہی ہے اور سب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔

آپ ﷺ کی چینی بیٹی حضرت فاطمہؓ، جن کی حالت یہ تھی کہ بچی پیتے پیتے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور

کم عقل سے اونچی باتیں نہ کرو، ورنہ وہ تمہاری تکذیب کرے گا۔ (دارمی)

کہ کس نے اس کا انڈہ لیا ہے اور اس کو دکھ پہنچایا ہے۔
ان صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ
کیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہیں رکھ دو۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس
حضور پاک ﷺ کی خدمت میں گزارے، مگر
آپ ﷺ نے نہ کبھی ڈانٹا، نہ مارا، نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ
کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہیں کیا۔
آپ ﷺ نے تمام عمر میں کبھی کسی کو نہیں مارا
اور یہ کیا عجیب بات ہے کہ ایک فوج کا جرنیل جس نے
مسلل نو برس لڑائیوں میں گزارے اور جس نے کبھی
لڑائی کے میدان میں منہ نہیں موڑا، اس نے اپنے
دشمن پر کبھی تلوار نہیں اٹھائی اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے
کسی پر وار کیا۔

آپ ﷺ کبھی کسی کا احسان لینا گوارا نہ فرماتے۔
حضرت ابو بکرؓ نے ہجرت کے وقت سواری کے لیے اونٹ
پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔ جن
لوگوں سے تحفہ قبول فرماتے تھے ان کو اس کا بدلہ ضرور
دیتے تھے، ایک مرتبہ ایک شخص نے ہدیہ میں ایک اونٹنی
پیش کی آپ ﷺ نے اس کا بدلہ دیا تو اس کو برا معلوم
ہوا۔ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

تم لوگ مجھے ہدیہ دیتے ہو اور میں امکان بھر اس کا
بدلہ دیتا ہوں تو ناراض ہوتے ہو۔

آپ ﷺ لین دین کے معاملے میں بہت صاف
تھے، فرمایا کرتے کہ سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو
اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی سے
آپ ﷺ نے اونٹ قرض لیا جب واپس کیا تو اس سے

بہتر اونٹ واپس کیا۔ ایک مرتبہ کسی سے ایک پیالہ
عاریت لیا، اتفاق سے وہ گم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کا
تاوان ادا فرمایا۔

جو وعدہ فرماتے اس کو پورا کرتے، کبھی بد عہدی
نہیں فرمائی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ
سے جو مسلمان ہو کر مدینہ جانے گا وہ مکہ والوں کے مطالبہ
پر واپس کر دیا جائے گا۔

چنانچہ ایک صاحب ابو جندلؓ مکہ سے بھاگ کر آئے
اور فریاد کی، سب مسلمان یہ دیکھ کر تڑپ گئے، لیکن
آپ ﷺ نے صاف فرمادیا:

اے ابو جندلؓ صبر کرو میں بد عہدی نہیں کروں گا۔
اللہ تمہارے لیے کوئی راستہ نکالے گا۔

سچائی آپ ﷺ کی ایک ایسی صفت تھی کہ دشمن
بھی اس کو مانتے تھے۔ ابو جہلؓ کہا کرتا تھا کہ اے محمد!
(ﷺ) میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا، البتہ تم جو کچھ کہتے ہو
اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔

رسول پاک ﷺ بہت حیا دار تھے۔ کبھی کسی کے
ساتھ بد زبانی نہیں کی، بازار میں جاتے تو چپ چاپ گزر
جاتے۔ بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ سے
زبان سے کچھ نہ کہتے، لیکن چہرہ سے معلوم ہو جاتا۔

آپ ﷺ کی طبیعت میں بہت استقلال تھا جس چیز
کا پکا ارادہ ہو جاتا، پھر اس کو پورا فرماتے۔

مزاج مبارک میں سادگی بہت تھی، کھانے، پینے اور
پہننے کے لیے موٹا جھوٹا جو کچھ مل جاتا اس کو پہن لیتے۔
زمین پر چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔

دنیا سے بے رغبتی کے باوجود آپ ﷺ کو خشک
مزاجی اکھڑپن پسند نہ تھا۔

کبھی کبھی دلچسپی کی باتیں فرماتے، ایک مرتبہ ایک
بڑھیا آپ ﷺ کے پاس آئی اور جنت کے لیے دعا کی
خواہش کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھی عورتیں جنت میں نہ
جائیں گی، اس کو بہت رنج ہوا، روتی ہوئی واپس چلی۔

آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:
اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں
گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔

بعض لوگ رات دن نماز روزہ میں مشغول رہنا
چاہتے تھے، اس کی وجہ سے بیوی بچوں نیز اپنے جسم کے
حقوق کو پورا نہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ حضور ﷺ ان کو
روکتے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق خبر ہوئی کہ
انہوں نے ہمیشہ دن میں روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت
کرنے کا عہد کیا ہے۔

آپ ﷺ نے ان کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر
صحیح ہے...؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں!
فرمایا: تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق ہے،
بیوی کا حق ہے....

آپ ﷺ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کسی کے گھر
جاتے تو دروازہ کے دائیں یا بائیں کھڑے ہو جاتے اور اس
سے اجازت مانگتے، سامنے اس لیے نہ کھڑے ہوتے کہ
نظر گھر کے اندر نہ پڑے۔

صفائی کا خاص خیال رہتا۔ ایک شخص کو میلے کپڑے
پہنے دیکھا تو فرمایا:

اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھو لیا کرے۔
گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے، ایک ایک فقرہ الگ

ہوتا، کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے، جو بات ناپسند
ہوتی اس کو ٹال دیتے۔ زیادہ تر چپ رہتے، بے ضرورت
گفتگو نہ فرماتے، ہنسی آتی تو مسکرا دیتے۔



قارئین کرام سے گزارش



ادارہ روحانی
ڈائجسٹ قارئین
کرام کی سہولت
کی خاطر خط لکھنے
والے کرم فرما

قارئین سے گزارش کرتا ہے کہ آپ روحانی یگ ماسٹرز
کلب، میری پسندیدہ کتاب، قدس، معلومات عالم، بچوں
کا روحانی ڈائجسٹ، اس ماہ کے بہترین مضامین اور روحانی
سوال و جواب کو ایک ہی لفافے میں ارسال کرنے کے
ساتھ ساتھ روحانی ڈاک، محفل مراقبہ، اور شعبہ سرکولیشن
کے خطوط بھی اسی لفافے میں ارسال کر سکتے ہیں۔ اگر
آپ کسی بھی شعبہ کے خطوط کے ساتھ روحانی ڈاک بھی
ایک ہی لفافے میں ارسال کر رہے ہوں تو لفافہ پر اس
شعبے کے نام کے ساتھ ساتھ روحانی ڈاک لکھنا نہ بھولیں۔
نگارشات کے ہمراہ اپنا پورا نام اور مکمل ایڈریس اور تاریخ
ضرور تحریر کریں۔ بصورت دیگر نگارشات کی اشاعت
ممکن نہیں ہوگی۔ سرکولیشن سے متعلق استفسارات کے
ساتھ اپنا رجسٹریشن نمبر لازماً تحریر کریں۔

بے شک اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ (ترمذی)

جو شخص حصول علم کے لیے گھر سے نکلے، وہ جب تک واپس نہ آئے راہ خدا میں رہتا ہے۔ (ترمذی)

خیر البشر ﷺ نمبر

اہل عرب فصاحت و بلاغت میں تمام اقوام عالم سے برتر اور افضل تھے۔ انہیں اپنے اس وصف پر اتنا ناز تھا کہ وہ اپنے سوا تمام اقوام عالم کو عجمی (گوٹکا) کہتے تھے۔ ان فصحاء و بلغاء میں بھی حضور ﷺ کی شان فصاحت عدیم المثال تھی۔ حضور ﷺ کی شان فصاحت کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔

سمندر ان میں موزن ہوتا تھا۔ حضور پاک ﷺ کی زبان مبارک سے ایسے حکیمانہ جملے صادر ہوتے جو حکمت و دانائی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔

عرب کے مختلف خطوں میں جو عربی بولی جاتی تھی اس میں بڑا تفاوت ہوتا تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا وطن مبارک اگرچہ حجاز تھا، لیکن حضور ﷺ اہل حجاز کی لغت میں بھی جب گفتگو فرماتے تو فصاحت و بلاغت کے چمن آباد ہو جاتے اور عرب کے دیگر علاقوں کی علاقائی زبانوں میں بھی اس سلاست و روانی تھی۔ یوں



نبی اکرم ﷺ کی فصاحت و بلاغت

معلوم ہوتا کہ یہ کلمات نور کے سانچے میں ڈھل کر زبانِ اقدس سے ادا ہو رہے ہیں۔ جو بات زبانِ مبارک سے نکلتی، وہ ہر عیب سے پاک ہوتی، اس میں تکلف کا شائبہ تک نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو جو امع الکلم سے نوازا تھا۔ یعنی الفاظِ قلیل ہوتے لیکن معانی کا ایک حیران ہو جاتے۔ حضور ﷺ بھی کسی کو مخاطب فرماتے تو اس کی علاقائی زبان میں خطاب فرماتے۔ اسی زبان کے محاورے استعمال فرماتے۔ انہی کی شان فصاحت کا مقابلہ کرتے، یہاں تک کہ صحابہ کرام جب کسی دوسرے علاقہ کی زبان میں حضور ﷺ کو گفتگو کرتے سنتے تو کئی الفاظ کی

حضور ﷺ جب بھی کسی کو مخاطب فرماتے تو اس کی علاقائی زبان میں خطاب فرماتے، اسی زبان کے محاورے استعمال فرماتے، انہی کی شان فصاحت کا مقابلہ کرتے، یہاں تک کہ صحابہ کرام جب کسی دوسرے علاقہ کی زبان میں حضور ﷺ کو گفتگو کرتے سنتے تو کئی الفاظ کی تشریح و وضاحت کے لیے اپنے آقا و مولا ﷺ کی طرف رجوع کرتے۔

وہ نبیوں میں

رحمت لقب پانے والا

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی کا نام اردو ادب میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ان کی لکھی ہوئی یہ معروف نعت ان کی تصنیف ”مسدس حالی“ سے لی گئی ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی
یتیموں کا والی غلاموں کا مولی
خطا کار سے در گزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفسد کا زبر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حور سے سوئے قوم آیا
اور اک ننھے کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے گندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرون سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

شاعر: مولانا الطاف حسین حالی

محمد کرم شاہ الازہری ایک صوفی بزرگ اور وفاقی شرعی عدالت کے جج ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایہ ناز مفسر، سیرت نگار، ماہر تعلیم، صحافی اور ادیب بھی تھے۔ قرآن کریم کا خوبصورت محاوراتی اردو ترجمہ جمال القرآن، قرآن کریم کی تفسیر ضیاء القرآن، سیرت طیبہ کے موضوع پر شاہکار کتاب ضیاء النبی ﷺ اور سنت خیر الانام ان کے قلم کے شاہکار ہیں۔ اس کے علاوہ فقہی، تاریخی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور دیگر اہم موضوعات پر متعدد مقالات آپ کی علمی، روحانی اور ملی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

تشریح و وضاحت کے لیے اپنے آقا و مولا ﷺ کی طرف رجوع کرتے۔

بنی ہند کے خطیب طہفہ النہدی، قطن بن حارث، اشعث بن قیس، وائل بن حجر الکندی اور حضرموت کے قبیلوں کے رؤسا اور یمن کے بادشاہوں سے گفتگو فرماتے تو انہی کی زبان اور انہی کے لہجہ سے۔

قبیلہ کے سردار طہفہ کے لیے حضور ﷺ کے ارشادات، وائل بن حجر کے نام حضور ﷺ کا گرامی نامہ، مختلف قبائل کے رؤسا اور سلاطین کے نام حضور ﷺ کے مکتوبات.... اگرچہ ہم ان کلمات میں سے اکثر کو نہیں سمجھ سکتے، لیکن ان میں جو روانی اور سلاست، جو فصاحت ہے، پڑھنے والا سمجھے بغیر اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

جب عرب کی ان علاقائی زبانوں میں حضور ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا سمندر یوں ٹھاٹھیں مار رہا ہو کہ

پڑھنے اور سننے والے سمجھے بغیر ان کی فصاحت و جزالت سے لطف اندوز ہوتے تو روزمرہ زبان میں جو شیرینی اور دلکشی ہوگی اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

کئی ادباء نے سرور عالم ﷺ کے جوامع الکلم اور حکیمانہ اقوال کے مجموعے تالیف کیے ہیں، جو عربی زبان کا طرہ امتیاز ہیں اور اہل عرب کے لیے فخر و مہلت کا باعث ہیں۔ جوامع الکلم اور اقوال حکمت کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ (محوالہ کتاب الشفاء قاضی عیاض، جلد 1: صفحہ 139)

1- المسلمین تتكافأ دماءهم
تمام مسلمانوں کا خون مساوی ہے۔

یعنی قصاص و دیت میں کسی شخص کو اس کی ثروت اور اس کے خاندان کے پیش نظر ترجیح نہیں دی جائے گی بلکہ سب کا قصاص یکساں ہوگا۔

2- یسعی بذمتهم ادناهم
اگر کوئی کم درجے والا مسلمان کسی قوم کو مان دے گا یا عہد کرے گا تو سب مسلمانوں پر اس کی پابندی لازمی ہوگی۔

3- وہم ید علی من سواہم
تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ میں یکجان ہوں گے۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، المصنف ابن ابی شیبہ)
یہ تین چھوٹے چھوٹے جملے ہیں لیکن اگر ان میں غور کیا جائے تو ان میں علم و حکمت کے چشمے اُلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ان کی تشریح میں بڑے بڑے دفاتر لکھے جاسکتے ہیں۔ حضور ﷺ کے متعدد ارشادات جو جوامع الکلم میں سے ہیں اور ان کا دامن حکمت کے انمول موتیوں سے معمور ہے ان میں سے چند یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

1- الناس کائنات المشط
تمام انسان اس طرح برابر ہیں جس طرح کنگھی کے

دندانے (ابن عدی، صحیح البانی)

2- والمر مع من احب
ہر انسان کو اس کی معیت حاصل ہوگی جس کے

ساتھ وہ محبت کرتا ہے (متفق علیہ)
3- لا خیر فی صحبة من لا یوی لک ماتوی لہ
اس شخص کی ہم نشینی میں کوئی فائدہ نہیں کہ تو اس کے بارے میں خیر کی تمنا کرے اور وہ تمہیں رک پہنچانے کے منصوبے بناتا رہے۔ (ابن حبان)

4- والناس معادن
لوگوں کے مزاج مختلف قسم کے ہوتے ہیں، جس طرح زمین میں مختلف قسم کی معدنیات ہوتی ہیں۔ (مسند احمد)

5- وما ھلک امرؤ عرف قدرہ
جو اپنی قدر پہچانتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا۔ (عیون اخبار)

6- المستشار موثمن و هو بالخیار ما لم یتکلم
جس سے مشورہ لیا جائے وہ ائمن ہے۔ جب تک وہ اپنی رائے کا اظہار نہ کرے بلکہ خاموش رہے اسے اختیار ہے کہ وہ مشورہ دے یا نہ دے۔ (خزانة الأدب وغایة الأرب۔ حموی)

7- رحمہ اللہ عبد اقال خیرا مغنم اوسکت فسلّم
اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو اچھی بات زبان سے نکالتا ہے اور اس سے فائدہ پہنچتا ہے یا سکوت اختیار کرتا ہے اور تمام لوگوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رہتا ہے۔ (صحیح البانی)

یہاں علامہ قاضی عیاض نے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوامع الکلمات کی بہت سی نادر مثالیں درج کی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے یقیناً نور بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(اقتباس: ضیاء النبی۔ جلد پنجم، صفحہ 275 از پیر محمد کرم شاہ الازہری)



نعت رسول مقبول ﷺ

تذکرہ حضور جب لکھیے
ایک اک حرف باادب لکھیے

جب ہو مقصود آپ کی توصیف
آپ کو حسن نور رب لکھیے

عظمتیں سب انہیں کو سجتی ہیں
خود کو بے نام و بے نسب لکھیے

جب میر ہوں حرف پاکیزہ
جب قلم باوضو ہو تب لکھیے

وہ جہانوں کی شان ہیں ان کو
منع عطرت عرب لکھیے

وہ نہ ہوتے تو کچھ نہیں ہوتا
وہی ہستی کا ہیں سب لکھیے

شان اونچی ہے لفظ چھوٹے ہیں
ان کے شایان کیا لقب لکھیے

ہے تقاضائے بندگی عنبر
نعت محبوب روز و شب لکھیے

(اشفاق عنبر)

قیامت کے دن سچے اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے۔ (ترمذی)

کنجوسی اور ایمان، دونوں چیزیں بیک وقت ایک مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (نسائی)

سلام

نامور شاعر اور نثر نگار ابوالثر حفیظ جالندھری کو پاکستان کے قومی ترانہ کی تخلیق اور ان کی تصنیف ”شاہنامہ اسلام“ سے شہرت دوام حاصل ہے، کتاب شاہنامہ اسلام میں موجود ”سلام“ آج بھی ہر محفل میلاد کی زینت بنا ہوا ہے۔

سلام اے آمنہؑ کے لال، اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات، فخر نوع انسانی
سلام اے غل رحمانی، سلام اے نور یزدانی
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے ستر وحدت، اے سراج بزم ایمانی
زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریف آرزائی
ترے آنے سے رونق آئی گوار ہستی میں
شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم! انسان کو سکھادے
یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی
تری صورت! تری سیرت! ترا نقشہ! ترا جلوہ!
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فخر کسائی و خاقانی
زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی
زمین کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پر تو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی
تیرا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تنہا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے
(ابوالثر حفیظ جالندھری)

خیر البشر علیہ السلام نمبر

ترجمہ: ”پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو
رات ہی رات ادب والی مسجد (مسجد الحرام) سے پرلی مسجد
(مسجد الاقصیٰ) تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں کہ
دکھائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے، وہی ہے سنا
دیکھتا۔“ (بنی اسرائیل)

رجب کی 27 ویں شب سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام اپنی پچازاد بہن ام ہانی کے گھر میں آرام فرما رہے

وآلہ وسلم نے جلیل القدر پیغمبروں سے ملاقات کی۔ پہلے
آسمان پر حضرت آدمؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے۔
دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ نے آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا استقبال کیا۔ چوتھے آسمان
پر حضرت اوریسؑ

دو کمانوں سے کم فاصلہ!

سائیکس دانوں کے کہنے
کے مطابق اگر ہم زمین اور سورج کا
فاصلہ نو کروڑ میل تسلیم کر لیں تو سیدنا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پلک
جھپکنے سے پہلے ایک ارب چوالیس کروڑ
میل کا فاصلہ جانے کے لئے طے
کیا اور ایک ارب
چوالیس کروڑ میل زمین
پر واپس تشریف لانے کے لئے
فاصلہ طے کیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار
پرواز پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں
دو ارب اسی کروڑ میل ہے۔

تھے کہ گھر کی چھت شق
ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ جبرائیل
امین فرشتوں کے ہمراہ تشریف لائے اور حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو زم زم کے کنویں کے پاس لے گئے۔ وہاں
جبرائیلؑ نے سینہ مبارک کھول کر دل باہر نکالا اور آپ زم
زم سے دھونے کے بعد دوبارہ سینہ میں رکھ دیا۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہو کر
بیت المقدس تشریف لے گئے۔ مسجد
اقصیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ اس کے
بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دودھ اور
شراب کے پیالے پیش کئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے دودھ پسند فرمایا۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔

بیت المقدس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم
بالا کی طرف روانہ ہوئے۔ آسمانوں میں آپ صلی اللہ علیہ

فروری ۲۰۱۲ء

سے ملاقات ہوئی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ نے ساتویں آسمان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش آمدید کہا۔ ساتویں آسمان پر "بیت المعمور" دیکھا۔ ساتویں آسمان کے بعد سدرة المنتہی تک حضرت جبرائیلؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالق کائنات کی تسبیح و تقدیس فرمائی اور حجابِ عظمت کا معائنہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حجابِ کبریا منکشف ہوا۔ حجابِ کبریا منکشف ہونے کے بعد سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجابِ محمود میں تجلیات کا مشاہدہ کیا اور مقامِ محمود میں اللہ کو دیکھا۔

ترجمہ: دل نے جو دیکھا، جھوٹ نہیں دیکھا۔ (سورہ نجم)

معراج میں بارگاہ رب العزت سے انعامات عطا کئے گئے۔ مفسرین نے تین اکرامات کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے۔

- 1- سورۃ البقرہ کی آخری آیات جن میں اسلام کے رہنما اصول بیان کئے گئے ہیں۔
- 2- امت محمدیؐ کی بخشش کا وعدہ، مگر جو لوگ شرک کے مرتکب ہوں گے وہ اس انعام سے محروم رہیں گے۔
- 3- نماز پنجگانہ کی فرضیت۔

ترجمہ: قائم کرو صلوٰۃ سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا، بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے زور و اور کچھ رات جاگنا رہ، اس میں فائدہ ہے تجھ کو، کھڑا کرے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کے

مقام میں۔ (بنی اسرائیل 78-79)

روایات ملتی ہیں کہ معراج کے سفر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں حیرت انگیز مناظر دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کے طبقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے گئے۔ نیک و بد لوگوں کا مقام دیکھا اور ان مقامات پر اعمال کی جزا و سزا کا مشاہدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کے داروغہ رضوان سے ملاقات کی اور جنت کے باغوں میں گھوم پھر کر ان کا معائنہ کیا۔ قرآن میں ہے:

ترجمہ: مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدابہار باغوں میں ان کے لئے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہوگی، یہی بڑی کامیابی ہے۔ (توبہ 72)

ترجمہ: متقی لوگوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اس کے پھل دائی ہیں اور اس کا سایہ لازوال ہے۔ یہ انجام ہے متقی لوگوں کا اور منکروں کے لئے دوزخ ہے۔ (رعد 35)

ترجمہ: ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے۔ وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا، وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا اور وہ کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا، یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔ (فاطر 33-35)

جو کوئی انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا، وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔ (مسند احمد، ترمذی)

صوفی بزرگ، روحانی اسکالر

خواجہ شمس الدین عظیمی

سلسلہ عظیمیہ کے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی ایک صوفی بزرگ اور روحانی اسکالر ہیں۔ آپ نے اسلام، تصوف، روحانیت اور پیراسائیکولوجی کے موضوعات پر 30 سے زیادہ کتب اور سینکڑوں کتابچے تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی معروف تصانیف میں مراقبہ، روحانی نماز، روحانی علاج، خواب اور تعبیر، قلندر شعور، احسان و تقویٰ، صدائے جرس، کلر تھراپی، تجلیات، محمد رسول اللہ ﷺ اور اللہ کے محبوب ﷺ شامل ہیں۔ آپ نے کتاب محمد رسول اللہ ﷺ کی جلد دوم میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی موجودہ سائنسی علم کی روشنی میں توجیہ پیش کی ہے۔ یہاں اس کتاب سے ایک اقتباس قارئین روحانی ڈائجسٹ کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔

ان کی دسترس میں ہوں گے اور ان کے سامنے چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے گردش میں ہوں گے۔ شیشے، چاندی کی قسم کے ہوں گے۔ ان کو انہوں نے نہایت موزوں اندازوں کے ساتھ سجایا ہوگا۔ ان کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔ یہ جنت کا ایک چشمہ ہے جس سلسبیل کہا جاتا ہے۔ ان کی خدمت میں غلمان حاضر ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ تم ان کو دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو نکھیر دئے گئے ہیں۔ وہاں جدھر بھی نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک عظیم بادشاہی دیکھو گے۔ ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے، ان کو چاندی کے کپڑے پہنائے جائیں گے اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ بے

ترجمہ: جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمہارے زوج تم شاد کئے جاؤ گے۔ ان کے سامنے سونے کی طشتریاں اور سونے کے پیالے پیش کئے جائیں گے اور ان میں وہ چیزیں ہوں گی جو دل کو پسند اور آنکھوں کے لئے لذت بخش ہوں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے اپنے اعمال کے صلے میں۔ اور تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہوں گے جن میں سے تم کھاؤ گے۔ (الزخرف 70-73)

ترجمہ: متقیوں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نہرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے ذائقے میں ذرا فرق نہیں آیا ہوگا۔ نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔ (محمد 15)

ترجمہ: بے شک اہل جنت آج اپنی دلچسپیوں میں مگن ہوں گے وہ اور ان کے زوج سایوں میں مسندوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھیں گے اور اس میں ان کے لئے میوے ہوں گے اور ان کے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے، رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے۔ (یسین 55-58)

ترجمہ: اور انہوں نے جو صبر کیا اس کے صلے میں اللہ ان کو جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا۔ وہاں وہ اونچی مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ انہیں دھوپ کی گرمی ستائے گی نہ جاڑے کی سردی۔ جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی اور اس کے پھل

جس بدن کو حرام غذا دی گئی، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

شک یہ تمہارے عمل کا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔ (الدھر 11-22)

روایت کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب دوزخ کے داروغہ سے ملاقات کی اور دوزخ کے عذاب میں مبتلا لوگوں کے حالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ:

کچھ لوگوں کو ان کے اپنے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلایا جا رہا تھا۔ یہ چغل خور اور غیبت کرنے والے لوگ تھے۔

کچھ لوگ جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان کے منہ میں پتھروں کے انگارے ٹھونے جا رہے تھے۔ یہ یتیموں کا مال ہضم کرنے والے لوگ تھے۔

سود خوروں کو دیکھا کہ ان کے شکموں میں سانپ بھرے ہوئے تھے۔ ان کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے تھے۔ سود خوروں کے گروہ کے ایک فرد کو اس حال میں بھی دیکھا کہ وہ خون کی ندی میں تیر رہا تھا جب تیرتے ہوئے کنارے تک آتا تو لوگ اس کو پتھر مارتے اور وہ واپس پلٹ جاتا تھا۔

ناجائز دولت کمانے والوں کو متعفن اور سزاندہ سے بھرا ہوا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا۔

لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ اور زبانیں کاٹی جا رہی ہیں۔ زبان اور ہونٹ صحیح ہو جاتے اور دوبارہ تکلیف دہ عمل شروع ہو جاتا تھا۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا کہ یہ بد عمل منبر نشین، خطیب، واعظ اور عالم ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

معراج میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمین پر سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کیا اور ہزاروں لاکھوں نوری سال کے فاصلے پر آسمان کی حدود میں داخل ہوئے۔ فرشتوں کی حد سے آگے تشریف لے گئے اور خدائے کریم سے ہم کلام ہوئے اور اس سفر سے جب واپس لوٹے تو گھر کے دروازے کی کنڈی اسی طرح ہل رہی تھی جس طرح جاتے وقت ہلتی ہوئی چھوڑ گئے تھے۔

معراج سے واپس تشریف لانے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام ہانیؓ سے رات کا واقعہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے قریش کی استہزاء کے ڈر سے مشورہ دیا کہ اس کا ذکر لوگوں سے نہ کیا جائے۔ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں ضرور ان سے تذکرہ کروں گا، میرا رب سچا ہے اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے، سچ ہے۔

معراج میں پیش آنے والے واقعات سن کر دل کے اندھے کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے۔ کچھ مسلمان جن کا ایمان ابھی پختہ نہیں تھا، مرتد ہو گئے۔

حضرت ابو بکرؓ سے کفار مکہ نے کہا کہ نبوت کے دعویدار تمہارے ساتھی کا کہنا ہے کہ وہ رات ہی رات میں بیت المقدس ہو آئے ہیں تو انہوں نے جواب میں کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں تو یہ درست ہے، میں تو

اس سے بھی زیادہ پر ایمان رکھتا ہوں کہ فرشتے ان کے پاس آتے ہیں۔

قریش میں سے بہت سے لوگ بیت المقدس دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے بیت المقدس کی طرز تعمیر اور دیگر تفصیلات کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے بیت المقدس کی عمارت موجود ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام تفصیلات بتا دیں۔

کفار مکہ مذہب کا شکار ہو گئے۔ ایک سردار نے تجارتی قافلوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین قافلوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ کفار نے بیضاء کی گھاٹی کی طرف چند لوگوں کو تصدیق کے لئے بھیجا تو انہیں تیسرا قافلہ آتا ہوا نظر آ گیا۔ باقی دو قافلے بھی وقت مقررہ پر مکہ پہنچ گئے۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔

1- علم حضوری۔

2- علم حصولی۔

علم حضوری کی بھی دو قسمیں ہیں۔ غیب الغیب اور غیب یعنی علم القلم اور علم لوح۔ علم حضوری کائنات کے صفاتی احساس کا مجموعہ ہے۔ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام

غیب الغیب، علم القلم اور علم لوح کے عارف و امین ہیں۔

چار نہروں کے نورانی تمثلات سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اذہن میں ذخیرہ ہیں۔ اس ذخیرے کی وجہ سے معراج کے سفر میں سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت پرواز جس کو ہم رفتار بھی کہہ سکتے ہیں اتنی زیادہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک ٹائم اسپیس کی گرفت سے آزاد ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشنی سے بھی زیادہ

رفقار سے مقام محمود میں تشریف لے گئے۔ ترجمہ: قسم ہے تارے کی جب ڈوبے۔ یہاں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے۔ ان کا بولنا وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ اس کو سکھایا سخت قوتوں والے زور آور نے۔ پھر اصلی صورت پر نمودار ہوا۔ ایسی حالت میں کہ وہ بلند کنارے پر تھا۔ پھر وہ نزدیک آیا، پھر اور نزدیک آیا۔

پس دو کمائوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ یا اس سے بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے سے باتیں کیں، جو کہیں۔ جھوٹ نہیں دیکھا دل نے جو دیکھا۔ اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا۔ (سورہ نجم)

سائنس دانوں کے کہنے کے مطابق اگر ہم زمین اور سورج کا فاصلہ نو کروڑ میل تسلیم کر لیں تو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پلک جھپکنے سے پہلے ایک ارب چوالیس کروڑ میل کا فاصلہ جانے کے لئے طے کیا اور ایک ارب چوالیس کروڑ میل زمین پر واپس تشریف لانے کے لئے فاصلہ طے کیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار پرواز پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں دو ارب اٹھاسی کروڑ میل ہے۔

اس وقت سائنس کے سامنے سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ زمان کی نفی کر کے زیادہ سے زیادہ رفتار پر کنٹرول حاصل کر لیا جائے اور سائنس کی تمام تر ترقی کا دار و مدار رفتار کی تیزی اور وقت کی نفی ہے۔ لیکن کسی انسان کی رفتار پرواز اتنی کبھی نہیں ہوگی جتنی آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

بلاشبہ یہ تقویٰ کے ذخائر میں سے ہے کہ وہ چیز سیکھے جو تو نہیں جانتا۔ (طبرانی، خطیب)

رحمتہ اللعالمین ﷺ

پاکستان کے مشہور شہنشاہ خواں مظفر وارثی اردو نعت گوئی میں منفرد مقام رکھتے ہیں، کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے، میرا پیہر عظیم تر ہے، میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے اور یارِ رحمتہ اللعالمین جیسی شاہکار تخلیق آج بھی والوں کو چھو لیتی ہے۔

الہام جامہ ہے تیرا
منبر تیرا عرش بریں
آئینہ رحمت بدن
قرب الہی تیرا گھر
خوشبو تیری جوئے کرم
نور ازل تیری جبین
تیری خوشی بھی ازاں
تیری حیات پاک کا
خیر البشر رتبہ تیرا
آفاق تیرے سامعین
قبضہ تیری پرچمائیں کا
قدموں کی جنبش خاک
گرد سفر تاروں کی ضو
سائیں جبریل امین
تو آفتاب غار بھی
عجز و وفا بھی، پیار بھی
تیری زرہ فتح و ظفر
تج و تبر صبر و یقین
پھر گزریوں کو لعل دے
حاوی ہوں مستقبل پہ ہم
دعویٰ ہے تیری چاہ کا
تیرے سوا کوئی نہیں

قرآن علامہ ہے تیرا
یا رحمتہ للعالمین
سائیں چراغ علم و فن
الفقر و فخری تیرا دھن
آنکھیں تیری باب حرم
یا رحمتہ للعالمین
نہیں بھی تیری رتجے
ہر لمحہ پیغمبر لگے
آواز حق خطبہ تیرا
یا رحمتہ للعالمین
بیٹائی پر اور اک پر
اور آہٹیں افلاک پر
مرقب براق تیز رو
یا رحمتہ للعالمین
تو پرچم یلغار بھی
شہ زور بھی سالار بھی
صدق و وفا تیری سپر
یا رحمتہ للعالمین
جاں پتھروں میں ڈال دے
ماضی سا ہم کو حال دے
اس امت گم راہ کا
یا رحمتہ للعالمین

(مظفر وارثی)

خیر البشر ﷺ نمبر

رسول اللہ ﷺ کی ذات بلاشبہ

پوری انسانیت کے لیے آئیڈیل ہے۔

قرآن کریم کی سورہ انبیاء ۲۱

آیت ۳۳ کے مطابق...

ترجمہ: بے شک

رسول اللہ ﷺ

کی ذات میں

تمہارے لئے بہترین

نمونہ ہے۔

دیگر صفات حمیدہ کی

طرح رواداری کی صف

پیدا کرنے کے لئے

ہمیں مکمل رہنمائی آپ

ﷺ کی ذات مبارکہ

سے ہی ملتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا

ہے کہ رواداری ہے کیا؟

رواداری کو ہم کتنی اقسام

میں تقسیم کر سکتے ہیں؟

مذہبی رواداری کا کیا

تصور ہے اور اسوہ رسول

ﷺ سے ہمیں اس

سلسلہ میں کیا رہنمائی ملتی

ہے؟ لغوی طور پر

رواداری کے معنی جائز رکھنے کے ہیں،

جبکہ اصطلاح میں رواداری سے مراد یہ ہے کہ ہم ان

باتوں کو بھی جنہیں ہم غلط سمجھتے ہیں دوسروں کا لحاظ کرتے

فروری ۲۰۱۲ء

رسول اللہ ﷺ

کے اسوہ حسنہ

کا

روادار اللہ پہلو

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کے ذریعے امت مسلمہ کو امن، رواداری اور بقائے باہمی کا درس دیا ہے، لیکن موجودہ دور کا یہ المیہ ہے کہ آج اسلام کو مغربی دنیا کے ایک بڑے حلقے میں پُر تشدد، عدم روادار اور متعصب خیال کیا جا رہا ہے۔ اس جھوٹے تصور اور مفروضہ خیال کے ذمہ دار موجودہ دور کے مسلمانوں کے اعمال ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید

۲۔ اخلاقی رواداری:

اخلاقی اعتبار سے رواداری کا مظاہرہ نہایت اہم

پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید، کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اسلامک لرننگ کے ڈین رہ چکے ہیں۔ مذہبی موضوعات پر ریڈیو اور ٹی وی پروگرامز میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ آپ کے کئی مقالات قومی و عالمی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسلام، سیرت اور تصوف پر آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ جن میں ادیان و مذاہب کا تقابلی جائزہ، الہادی، اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد، اسوہ رسول ﷺ اور ہماری زندگی قابل ذکر ہیں۔

پر مجبور کریں گے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے یہ حکم ہے تو ہم کون ہوتے ہیں دین کے بارے میں زبردستی کرنے والے۔

اسلام کی حقیقی تعلیمات یہی ہیں کہ دین کے بارے میں جبر و تشدد کی قطعاً اجازت نہیں۔ تبلیغ اسلام ضروری ہے۔ لیکن کس انداز سے، آیت قرآنی راہ نمائی کرتی ہے: ترجمہ: آپ حکمت اور عمدہ نصیحتوں کے ذریعہ (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور ان سے اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلام کی مذہبی رواداری ہی ہے کہ اس کی اشاعت کے بارے میں حکمت، موعظت اور بحث و مباحثہ کی تاکید کی گئی ہے۔ آج بھی ہم مذہبی رواداری کو اپنا کر اسلام کے بارے میں غیر مسلموں کے تمام خدشات دور کر سکتے ہیں اور یقیناً اس کے بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔



حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

ارشاد ہوا:

دو نہیں چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔

۳۔ عبد اللہ بن ابی رکیس المنافقین غزوہ احد میں تین سو آدمیوں کے ساتھ واپس چلا آیا۔ حضور ﷺ کی ذات بابرکات کے لیے مسائل پیدا کرنے میں سب سے آگے تھا لیکن جب اس نے وفات پائی۔ تو آپ ﷺ نے اپنی قمیض کا کفن اسے پہنوا یا اور اس کی بخشش کی دعا کی۔

۵۔ انسانی نفسیات کی تاریخ میں مذہبی رواداری کے حوالہ سے درج ذیل واقعہ اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ ہے۔ ایک بار ایک عرب دیہاتی (بدو) نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اسے مارنے کے لیے دوڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اسے کچھ مت کہو۔

نرمی سے آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

یہ جگہ خدا کی عبادت کے لیے ہے یہاں پیشاب، اور دوسری گندگی نہیں ہونی چاہیئے۔

۶۔ عیسائیوں کا ایک وفد نجران سے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے ان کی مہمان نوازی فرمائی۔ ناصر ف مسجد نبوی میں ان کو جگہ دی بلکہ ان کو ان کے اپنے طریقے پر مسجد نبوی میں عبادت کی بھی اجازت دی۔

اسوہ حسنہ کے مذکورہ روادارانہ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا فرض تو یقیناً یہ ہے کہ دین حق کی دعوت دوسروں تک پہنچائی جائے لیکن کسی کو مجبور کرنے کی قطعی اجازت نہیں۔

قرآن کے اس فرمان پر غور کیجئے۔

ترجمہ: اگر آپ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں

ہیں سب کے سب ایمان لے آئیں۔ کیا لوگوں کو اس بات

ہمارا عمل کیا ہے۔

۱۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں حرات (چند قبیلوں کا نام ہے) کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے ہماری خبر سن لی اور بھاگ گئے۔ ایک آدمی کو ان میں سے ہم نے پکڑ لیا تو وہ ”لا الہ الا اللہ“ کہنے لگا مگر ہم نے اسے مار مار کر قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

روز قیامت کلمہ گو کے مد مقابل تیری مدد کون کرے گا؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اسلحہ کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کا دل چیر کر یقین حاصل کیا تھا کہ اس نے اسلحہ کے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا؟ حضور ﷺ مسلسل یہی فرماتے رہے کہ روز قیامت ایک کلمہ گو کے مد مقابل کون تیری مدد کرے گا؟

۳۔ صفوان بن امیہ اعیان قریش میں سے تھے۔ اس نے عمیر بن وہب کو انعام کے وعدہ پر حضور ﷺ کے قتل پر مامور کیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ڈر سے جدہ بھاگ گئے۔ عمیر بن وہب نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ صفوان قبیلہ کے رئیس ہیں اور ڈر کے مارے اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں گے۔ ارشاد ہوا:

اسے امان ہے..... اور نشانی کے طور پر اپنا عمامہ اسے دے دیا۔ جب صفوان نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے امان دے دی ہے اور یہ سچ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ سچ ہے..... صفوان نے کہا مجھے دو مہینے کی مہلت دیجئے۔

ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کسی ایک چیز کے بارے میں تمام انسانوں کی ایک رائے نہیں ہو سکتی اور مختلف وجہ کی بناء پر تمام انسان کسی ایک نقطہ نظر پر متحد نہیں ہو سکتے، اس لیے انسانوں کی طبیعتوں کے اختلاف کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کرنا ہمارا اخلاقی فرض بن جاتا ہے اور ہمارا اس قسم کا رویہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ ہو گا۔

۳۔ معاشرتی رواداری:

بلاشبہ انسان ایک سماجی وجود ہے۔ یہاں میں نے جان بوجھ کر Social Animal کا لفظ استعمال نہیں کیا کہ انسان کو حیوان کہنا بھی رواداری کے خلاف ہے۔ ایک انسان کی معاشرتی زندگی کے ساتھ دوسرے انسان بھی وابستہ ہوتے ہیں اور یہی وابستگی معاشرتی زندگی کو جنم دیتی ہے۔

ایک معاشرتی زندگی جس کلچر کو پروان چڑھاتی ہے اس کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ افراد معاشرہ کے مابین محبت و اخلاص، خوش معاملگی، عدل و احسان اور اس طرح کے دیگر اخلاق فاضلہ کا مظاہرہ ضروری ہے۔

معاشرتی زندگی میں ہر لمحہ ان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ صرف ایک معاشرے کے افراد ہی نہیں بلکہ ایک قوم دوسری قوم اور ملک دوسرے ملک سے معاملات کرنے پر مجبور ہے۔ اگر ایسے مواقع پر رواداری سے کام نہ لیا جائے تو انسانی تہذیب و تمدن ترقی نہیں کر سکتی۔

سیرت طیبہ ﷺ میں رواداری کا عملی مظاہرہ:

حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں رواداری کا عملی مظاہرہ نہایت نمایاں ہے رواداری کے حوالہ سے اسوہ حسنہ سے چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ ہم اندازہ کر سکیں کہ رحمت عالم ﷺ کا کیا فرمان ہے اور

حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (ابی داؤد)

تعبیر خواب کے موضوع پر حضرت

یوسف علیہ السلام اور حضرت دانیال علیہ السلام کا ذکر کثرت سے ملتا

ہے۔ ان برگزیدہ انبیاء کی بعثت سے بہت پہلے ابوالانبیاء

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ایک خواب دیکھا تھا، لیکن

ہو گئی۔ خدا نے بدلتے ہوئے حالات اور ان کے تقاضوں کے مطابق ہر دور میں انبیاء اور رسول بھیجے اور ان رسولوں

علم نبوت کا چھیا لیسواں حصہ

خواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خواب کی کوئی تعبیر کرنے کی بجائے اس پر من و عن عمل کیا۔

دنیا کی آبادی کے بڑھنے عملی اور معاشرتی ترقی کے

بعد لوگوں کے علم اور ضرورتوں میں اضافہ کے

پیش نظر خوابوں کی ماہیت بھی تبدیل

ہوتی رہی۔

یوسف علیہ السلام کے والد اور

خواب غیب کا دروازہ

خواب کے دنیا محض خیالات نہیں ہیں بلکہ اس کے اندر اسرار پنهان ہیں۔ ہم

بہت سے خواب ایسے بھی دیکھتے ہیں جن کا تاثر بہت گہرا ہوتا ہے یا پھر بہت

سے لوگوں نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی ایسا خواب بھی ضرور دیکھا ہوگا جو کچھ

عرصے بعد بیداری میں من و عن پورا ہو گیا ہو۔ خواب اور اس کے حقیقت کے بارے

میں ہمیں تعلیمات نبوی ﷺ سے بھی بہت رہنمائی ملتی ہے۔۔۔۔۔



سلاسل القلاب

Prime Lace

Industries (PVT.) Ltd.

(Manufacturer & Exporter of Embroidery Fabrics & Lace)

S.I.T.E., Hyderabad

Phone No: (022)- 3880407

Fax No : (022)- 3880381



اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو مطلع کر دیا تھا کہ وہ عنقریب نبوت بھی پائیں گے اور تعبیر خواب کے علم میں بھی شہرت دوام میسر ہوگی۔ تاریخ سے اس امر کی کوئی سند میسر نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر خواب کا علم آگے لوگوں کو بھی سکھایا جبکہ اللہ کے آخری نبی اور پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جو علم عطا ہوئے، آپ ﷺ نے اپنے صحابہ اکرام کو وہ علوم بڑی محنت اور کاوش سے سکھائے اور یہی وہ باعث تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے حکمت، فلسفہ اور مشاہداتی علوم میں بھی ایسا بقائے دوام حاصل کیا کہ ان کو آج بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث شریف کے الفاظ کے مطابق سچے خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہیں۔ اس بارے میں علماء ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں جس کے راوی حضرت انس بن مالک ہیں، کہتے ہیں کہ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ (بخاری۔ کتاب التعبیر)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت کا زمانہ قریب ہوگا تو مسلمانوں کے خواب جھوٹے نہیں ہوں گے، سچے خواب دیکھنے والا سچ گو ہوگا، اور مسلمانوں کا خواب نبوت کے پینتالیس اجزاء میں سے ایک ہے۔ (مسلم۔ کتاب الرؤیا)

اجزاء کی تعداد کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں، اس بارے میں فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ہم نے اس بارے میں دس قسم کی روایات حاصل

کی ہیں ان میں کم از کم اجزاء کی تعداد چھپیس (26) اور زیادہ سے زیادہ تعداد (76) لکھی ہے۔

خوابوں کی اقسام:

حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ در رسالت پر علم سیکھنے میں گزار دیا۔ انہوں نے تعبیر خواب کا علم اپنے شاگرد محمد بن سیرینؒ کو سکھایا۔ وہ اپنے استاد گرامی سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو نفسیاتی خیالات کے دوسرے شیطان کا ڈر ادا اور تیسرے اللہ کی طرف سے خوشخبری۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میرے بعد رسالت اور نبوت ختم ہو جائے گی۔ یہ بات لوگوں کو بڑی شاق گزری، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لیکن مبشرات باقی ہیں۔

لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا ہیں؟ تو ارشاد ہوا:

یہ مسلمان کا خواب ہے جو کہ نبوت کے حصوں میں سے ہے۔ (جامع ترمذی)

حضور نبی کریم ﷺ ہر روز صبح کی نماز کے بعد صحابہ کرامؓ کے خواب سنتے اور ان کی تعبیر بیان فرماتے۔ اس سے صحابہ کرامؓ نے آہستہ آہستہ تعبیر خواب کا پورا علم رسول اللہ ﷺ سے سیکھ لیا۔ آپ ﷺ کا تعلیمی اسلوب یہ تھا کہ پہلے آپ ﷺ اپنے خواب سناتے تھے، پھر لوگوں کے خواب سنتے اور ان کے حل کرنے کا اصول بیان فرماتے۔ مگر وہ خواب جن میں صرف ذہنی خلفشار کا اظہار تھا ان کو شیطان کی شرارت قرار دے دیا جاتا تھا۔

رسول کریم ﷺ کے خواب:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں:

مجھ کو ایسی باتیں دی گئی ہیں جن کے الفاظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں اور میرا رعب دشمنوں پر ڈال کر میری مدد کی گئی۔

پھر فرمایا: ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھوں میں دے دی گئیں۔ (بخاری)

اس خواب کی تفسیر میں محدثین نے آپ ﷺ کے جامع الکلام ہونے کی فضیلت کو سامنے رکھا ہے۔ یہ تو اس خواب کی فوری تفسیر تھی۔ لیکن امام محمد بن سیرینؒ اور ان کے استاد ابو ہریرہؓ کے علم تعبیر کی رو سے خواب میں بہت سی کنجیاں ملنے سے مراد حکومت اور بادشاہت ملنے کی خوشخبری ہے۔

تعبیر خواب کے ان اصولوں کی روشنی میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا یہ خواب دیکھا جائے تو اس کی ایک ہی تعبیر ہے کہ آپ ﷺ کو دنیا کی حکومت ملے گی۔ اس تعبیر کی روشنی میں آپ ﷺ کے خواب کو دیکھیں تو آپ ﷺ کے وصال کے وقت آپ ﷺ کے زیر نگین علاقہ کا رقبہ دس لاکھ مربع میل تھا۔ جبکہ رسول پاک ﷺ کے خلفاء راشدین کے عہد تک اسلامی سلطنت ہندوستان سے افریقہ تک پھیل چکی تھی اور پھر اس کی وسعت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

ایک خواب کا ذکر صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے منقول ہے:

رسول اکرم ﷺ، حضرت ام حرامؓ بنت ملحان (جو کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی اہلیہ تھیں) کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں کھانا کھا کر سو گئے، اس کے بعد

آپ ﷺ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ ام حرامؓ نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں....؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میری امت کے کچھ لوگ اس سمندر کے بیچ (یا سمندر کی پیٹھ) پر بادشاہوں کی طرح سواری کر رہے ہیں اور یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ دوبارہ سو گئے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور ام حرامؓ نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں....؟

تو فرمایا: ام حرامؓ تم اولین میں سے ہو گی۔ چنانچہ ام حرامؓ حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں غزوہ قبرص میں سمندری جہاد پر اپنے شوہر کے ہمراہ روانہ ہوئیں اور سمندر سے خشکی پر آنے کے بعد سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ (بخاری۔ مسلم)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں نے تمہیں تین رات خواب میں دیکھا، میرے پاس فرشتہ تمہیں ایک ریشمی رمل میں لے کر آتا اور کہتا کہ یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں.... میں نے تمہارا چہرہ لکھا تو وہ چہرہ تمہارا ہی تھا۔ میں نے یہ کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کرے گا۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحاب)

فتح مبین کی بشارات:

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دکھایا کہ تم لوگ یقیناً مسجد حرام میں داخ ہو گے اللہ نے چاہا تو، امن کے ساتھ سر کے بالوں کا حلق کرتے ہوئے،

حلال مال فضول خرچی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (مشکوٰۃ)

جس کا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور وہ اسے مہلت دے تو اسے ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

خطبہ حب الوداع

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے بہت سے خاندان اور قبیلے اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے ایک دوسرے کا تعارف ہو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم سب میں عزت دار وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار و پرہیزگار ہو۔ لہذا کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسی طرح کسی کالے کو گورے پر، اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ بجز تقویٰ کے....

محسن انسانیت، خاتم النبیین والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع نا صرف مسلمانوں بلکہ ساری انسانیت کے لیے ایک آفاقی پیغام ہے.... یہ خطبہ حقوق انسانی کا اولین عالمی منشور ہے۔

حمد و ثناء کے بعد رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! بے شک تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

ہے۔ یہ بات قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ و یوسفؑ، بادشاہ مصر، ساقی اور نان بانی کے خوابوں کا تذکرہ ہے اور ان تمام خوابوں میں مستقبل کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ یعنی خواب دراصل ہمارے مستقبل کا آئینہ دار ہے۔ ہمیں پیش آمدہ پریشانیوں سے آگاہ کرتا ہے اور ان مسائل کو خوش اسلوبی سے حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم اس غیبی پیغام یا اشارے کو استعاروں کی وجہ سے سمجھ نہ پائیں۔ خواب کی اس حقیقت کا اظہار صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد حضرت امام جعفر صادقؑ، امام محمد بن سیرینؒ، امام غزالیؒ، بوعلی سیناؒ کے علاوہ بے شمار علماء و فضلاء نے کیا ہے، جو خاصہ تفصیل طلب ہے، چنانچہ اس کو ہم اگلی اقساط میں بیان کریں گے۔



عظیمی کی ہوم ڈلیوری اسکیم

عظیمی کی مصنوعات مثلاً وزن کم کرنے کے لیے مہزلین ہر بل ٹیبلٹ، سن ریز ہر بل شیمپو، شہد، بالوں کے لیے ہر بل آئل، رنگ گورا کرنے والی ہر بل کریم شین سم اور دیگر مصنوعات کراچی میں ہوم ڈلیوری اسکیم کے تحت گھر بیٹھے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

مطلوبہ اشیاء منگوانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے:

021-36604127

اور قصر، تمہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ ان باتوں کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے، پس اس نے اس کے علاوہ ایک نزدیک فتح مقدر کر دی۔ (سورہ الفتح: 27)

حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ بیت اللہ شریف لے گئے ہیں اور اس کا طواف کر رہے ہیں۔ یہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا واقعہ ہے چنانچہ آپ عمرے کے لیے روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے آپ ﷺ کو روک دیا۔ اس مقام پر جو صلح کا معاہدہ ہوا اسے ”صلح حدیبیہ“ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے میں طے پایا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اگلے سال عمرے کے لیے آئیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے شرائط منظور فرمائیں۔ اور پھر رسول پاک ﷺ کا خواب سچا ہو گیا۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے امن کے ساتھ اگلے سال عمرہ ادا فرمایا۔ (تفسیر طبری)

اسی خواب کی سچائی کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے: ترجمہ: تحقیق! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دکھایا (سورہ الفتح)

حضور نبی کریم ﷺ نے خواب کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ آپ ﷺ روزانہ صحابہ اور صحابیات کے خواب سن کر اس کی تعبیر دیا کرتے تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواب کا تعلق درحقیقت انسان کے مادی حواس اور مستقبل یا غیب بنی کی صلاحیتوں سے بھی بہت گہرا ہے۔ مستند کتابوں میں درج ہے کہ پہلی وحی نازل ہونے سے پہلے تقریباً چھ ماہ کے عرصے میں نبی کریم ﷺ کو سچے خواب دکھائی دیتے تھے۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ من و عن اسی طرح پورا ہو جاتا۔

خواب الہام، القاء یا مستقبل بنی کا ذریعہ ثابت ہوتا

جیسے تم ہو گے ویسے ہی تم پر امیر (حکمران) مسلط ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

اے قبیلہ قریش! ایسا نہ ہو کہ قیامت میں تم دنیا کا بوجھ سمیٹ کر اپنی گردنوں پر لادے ہوئے آؤ اور دوسرے لوگ آخرت کا سامان لائیں۔ اگر ایسا کیا تو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکوں گا۔

اے لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے کے لیے قیامت تک ایسے ہی قابل احترام ہیں.... جیسے کہ اس دن اور اس مہینے (ذی الحجہ) کا احترام اس شہر میں ہے۔

اور یقیناً تم سب عنقریب اپنے رب سے ملو گے تو تمہارا رب تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا اور میں نے یہ بات تمہیں پہنچا دی ہے تو جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ امانت والے کو پہنچا دے۔

خبردار! مجرم اپنے جرم کا ذمہ دار خود ہے۔
خبردار! باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں اور بیٹے کے جرم کا جو ابدہ باپ نہیں۔

اگر کوئی حبشی غلام بھی تمہارے اوپر امیر مقرر کر دیا جائے اور وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق لے چلے تو تم اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔

اے بنی آدم! اللہ نے ہر حق دار کا حق رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے لیے میراث کا حصہ مقرر فرما دیا ہے۔ چنانچہ اب کسی وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔

(یعنی اب کوئی شخص اپنے وارث کے لیے میراث کے معاملہ میں کوئی وصیت نہ کرے، ورنہ ان کے مقررہ حصہ شرعی کے مطابق حصہ ملے گا۔)
اور (کسی شخص کے لیے کسی غیر وارث کے حق میں)

اپنے تہائی مال کی مقدار سے زائد کی وصیت جائز نہیں۔

لوگو! آج کونسا دن ہے....؟

تمام حاضرین نے جواب دیا، یوم محترم!

پھر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

یہ کونسا شہر ہے....؟

سب نے کہا.... بلد محترم!

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا:

یہ کونسا مہینہ ہے....؟

سب نے کہا شہر محترم ہے....

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال، تمہاری

عزتیں باہم ایک دوسرے کے لیے قابل احترام ہیں اس

وقت تک جب تک کہ تم اپنے رب سے نہ جاملو....

یہ اسی طرح محترم ہیں جس طرح تمہارے لیے آج

کادون، تمہارے لیے یہ مہینہ اور تمہارے نزدیک اس شہر

کی حرمت ہے۔

بلاشبہ تم عنقریب اپنے رب سے جاملو گے پھر وہ تم

سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس کرے گا۔

سنو! میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا....

(راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے جواباً عرض کیا....

جی ہاں پہنچا دیا....!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ گواہ رہ....

دیکھو، کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس ہی

میں کشت و خون کرنے لگو، جس شخص کے پاس کسی کی کوئی

امانت ہو، اُسے چاہیے کہ اس کی امانت ادا کرے....

قرض ادا کیا جائے، عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے، دودھ

کے لیے ہدایتی ہوئی اونٹنی دودھ سے استفادہ کے بعد

واپس لوٹائی جائے اور ضامن ضمانت کا ذمہ دار ہے۔

لوگو! بے شک دور جاہلیت کے سارے امتیازات

(فضیلت و برتری کے سارے دعوے) ختم کر دیے گئے

ہیں، بجز بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی

خدمت کے۔ اُس زمانے کے خون و مال کے سارے

مطالبے اور سارے انتقام (قصاص) اب کالعدم ہیں۔

پہلا خون (قصاص) جسے میں معاف کرتا ہوں

(کالعدم قرار دیتا ہوں) وہ میرے اپنے خاندان کا ہے،

ربیعہ بن الحارث کے شیر خوار بیٹے کا خون....

بے شک زمانہ جاہلیت کا سود (ربو) اب ختم کر دیا گیا

ہے، البتہ تمہیں قرض کے اصل سرمائے کی بازیابی کا حق

ہے۔ سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ میرے چچا

عباس بن عبد المطلب کو سابقہ واجب الادا سود ہے۔ اب

یہ ختم ہو گیا۔

اے لوگو! تمہاری بیویوں کا تمہارے ذمہ حق ہے

اور تمہارا ان پر حق ہے، لہذا خواتین کے معاملے میں اللہ

سے ڈرو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہے نہ تمہارے

بعد کوئی دوسری امت۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے

کہ اب اُس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی، لیکن اس کا

امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے

ہو، اُس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے۔ اس

لیے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

خبردار! تم اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، پانچ

نمازوں کی پابندی کرو اور اپنے ماہ رمضان کے روزے رکھو

اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرو اور اللہ

کے گھر کا حج ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو تو اپنے

رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

لوگو! میری بات سنو، بلاشبہ میں نے پیغام رسائی

کا فرض ادا کر دیا، اسے سمجھو.... تاکہ تم جان لو کہ ہر

مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم

بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کا مال حلال

نہیں ہے الا یہ کہ وہ خوش دلی سے اس کو کچھ دے دے۔

خبردار! کسی عورت کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ وہ

اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو

کچھ دیدے.... سنو! کیا میں نے پیغام پہنچا نہیں دیا....؟

اے اللہ گواہ رہ۔

اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو،

انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ جیسا تم خود

پہنتے ہو۔ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں، مسلمان کون ہے....؟

مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے

دوسرے لوگ محفوظ رہیں....

میں تم کو خبر دیتا ہوں مومن کون ہے....؟

مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کے

معاملے میں مامون رہیں....

اور میں تم کو بتاتا ہوں، مہاجر کون ہے....؟

مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ برائیوں

کو ترک کر دے اور مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی

راہ میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ڈال کر قسمیں نہ کھاؤ (مثلاً یہ کہ

قسم ہے اللہ کی وہ ضرور فلاں کام کرے گا) اس لیے کہ

جس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ قسم کھائی، اللہ تعالیٰ اس کا

جھوٹ ظاہر کر دے گا۔

بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو قید سے چھڑاؤ۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری جس کے لیے شفا نہ ہو۔ (بخاری)

خطبات عظیمی

جب ہم حضور نبی کریم ﷺ کی

تعلیمات پر غور کرتے ہیں اور قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بشری تقاضوں اور روحانی تقاضوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات یہ ہیں کہ بشریت فانی و عارضی ہے لیکن بشریت کو قائم رکھنے والی روح عارضی و فانی نہیں ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک انسان زمین پر پیدا ہوئے اور ان کے گوشت پوست کے جسم نابود اور فنا ہو گئے۔ قرآن حکیم ہمیں اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ ہمارا گوشت پوست کا جسم حقیقی نہیں۔ اس پر موت وارد ہو جاتی ہے، تو یہ مادی جسم مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے مگر روح ہر قرار رہتی ہے۔ روح سنتی، بولتی اور سمجھتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو کہو السلام علیکم یا اہل القبور.... قبر والے

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے۔ ہر پیغمبر کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ یہی رہا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اللہ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیائے کرام علیہ السلام نے یہی باتیں دہرائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر دین کی تکمیل فرمادی۔ لہذا اب کسی پیغمبر کے آنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن پاک میں جہاں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور شریعت مطہرہ کے باب میں حقوق العباد کا تذکرہ ہے مثلاً کاروبار کس طرح کیا جائے، پڑوسی کے کیا حقوق ہیں....؟ والدین کے کیا حقوق ہیں....؟ رہن سہن کس طرح ہو اور معاشرت کس طرح ہو....؟ یہی شریعت تمام پیغمبروں نے بیان کی ہے۔ کسی بھی پیغمبر نے جھوٹ بولنے میں کچھ رعایت نہیں دی۔ کسی پیغمبر کی شریعت نے کم تولنے کو کسی بھی طرح جائز قرار نہیں دیا اور نہ ہی یہ کہ قتل و غارت گری کی کسی بھی صورت میں کبھی اجازت دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں... بلکہ وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی پیغمبروں نے کہی ہے۔

جب سے ہم لوگوں نے روح کو نظر انداز کر کے جسمانی وجود کو اہمیت دے دی تو اس وقت سے مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔

اسلام بشری اور روحانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے مکمل رہنمائی دیتا ہے۔

روح کو پہچاننے کے بعد ہی رب کی پہچان کا راستہ ملتا ہے۔

فروری ۲۰۱۲ء

تم فرسودہ جاں پارہ

زہجر یا رسول اللہ

عبدالرحمن جامی (817-898ھ) ایک عاشق رسول کی حیثیت سے اولیاء اللہ میں معروف ہیں۔ آپ نے جس والہانہ انداز سے بارگاہ رسالت میں ہدیہ سبوت پیش کیا ہے فارسی ادب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران جامی کا ہدیہ نعت ان کے عاشقانہ جذبات کی بے مثال عکاسی کرتا ہے۔ جس عقیدت، محبت اور تڑپ کے ساتھ عشق کے اعلیٰ ترین جذبات کا اظہار کیا گیا ہے وہ بجائے خود فارسی ادب کا ایک درخشاں باب بن گیا ہے۔ نعتیہ شاعری میں جو مقام جامی نے پایادہ کی دوسرے شاعر کے حصہ میں نہ آسکا۔

تم فرسودہ جاں پارہ زہجر ال یا رسول اللہ
دلِ پُر درد آوارہ ز عصیاں یا رسول اللہ
شب و روز از شکلیابی ز حد گشتم تمنائی
بخلوت سوئے من آئی خراماں یا رسول اللہ
ز کردہ خویش حیرانم، سیاہ شد روز عصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیمان یا رسول اللہ
ز جامِ حُب تو مستم بہ زنجیرِ ثوول بستم
نمیگویم کہ من ہستم سخندان یا رسول اللہ
چو بازوئے شفاعت را کشائی برگزیدہ گاراں
مکن محروم جامی را در آں یا رسول اللہ
(عبدالرحمن جامی)

میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے.... اور وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے.... اور ہاں دیکھو، دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیے گئے۔

آخر میں حضور ﷺ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی: سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتائیں جو یہاں نہیں، ہو سکتا ہے کوئی موجود نہ ہونے والا تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: اور (لوگو!) تم سے میرے بارے میں (اللہ کے

باں) سوال کیا جائے گا۔

بتاؤ تم کیا جواب دو گے....؟
لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے امانت دین پہنچا دی، آپ ﷺ نے حق رسالت ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضور پاک ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

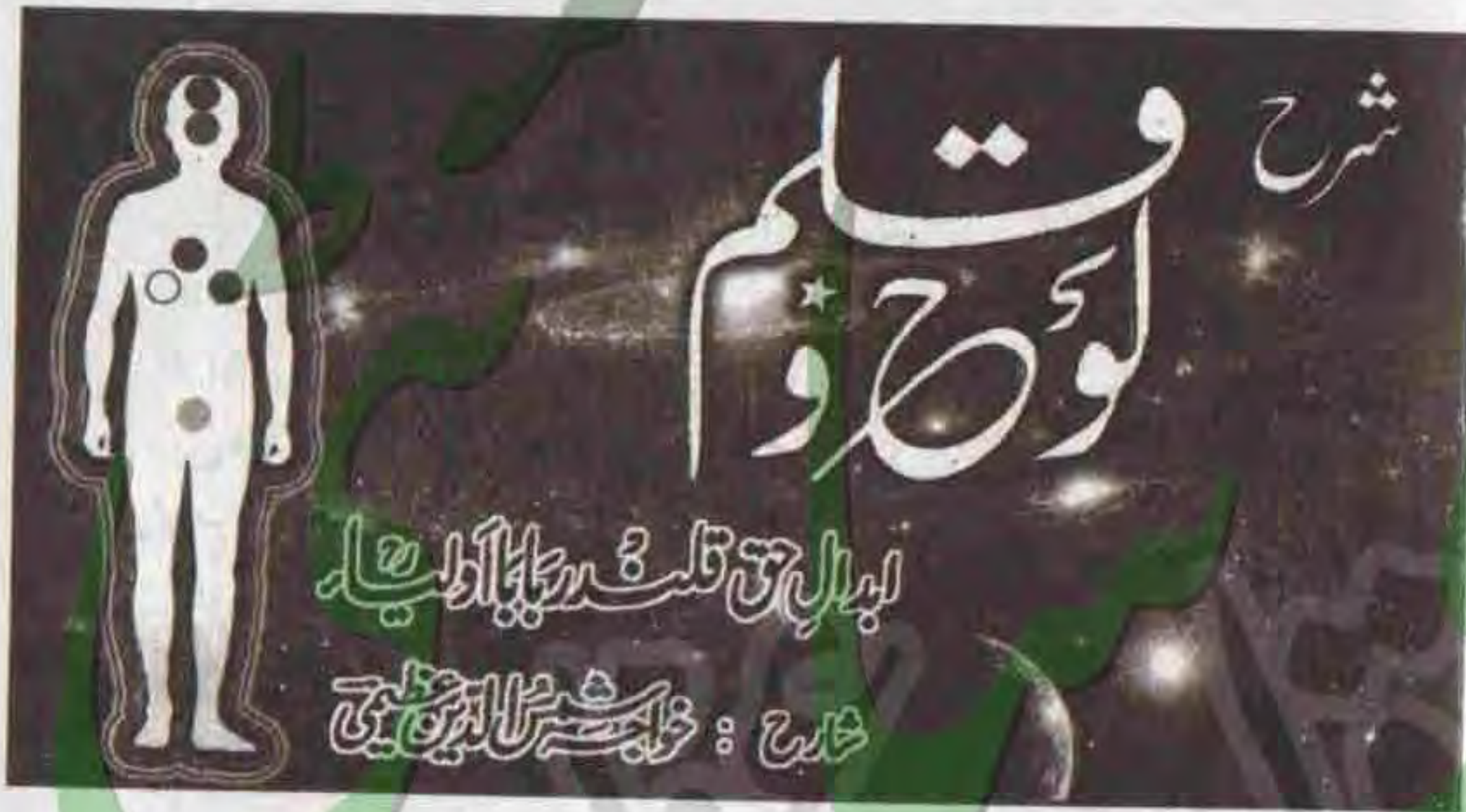
اے اللہ گواہ رہنا....
اے اللہ گواہ رہنا....
اے اللہ گواہ رہنا....

(بخاری۔ کتاب الحج؛ مسلم۔ کتاب الحج؛ جامع ترمذی؛ سنن ابن ماجہ؛ سنن ابوداؤد؛ مستدرک احمد؛ معجم الکبیر طبرانی؛ مستدرک حاکم؛ شعب الایمان؛ کنز العمال؛ الخطیب؛ سیرۃ ابن ہشام)

*

سارے بنی آدم خطاکار ہیں اور خطاکاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

روحانی ڈائجسٹ



سیکڑ نمبر 25

خلق اور امر:

خلق اور امر کے سلسلہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ کائنات کی مرکزیت اللہ تعالیٰ کا ذہن ہے۔ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود کائنات کا عکس ہے۔ چنانچہ تمام مخلوق جس طرح اللہ تعالیٰ کے ارادے میں محفوظ تھی، اب بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود کائنات کا عکس مختلف رنگ و روپ اور شکل و صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ کائنات کا ہر نقش اللہ تعالیٰ کے ذہن سے منعکس ہو رہا ہے، اس عکس کے معین وجود ہیں۔

1۔ پہلے وجود کا قیام لوح محفوظ میں ہے۔

2۔ دوسرے وجود کا قیام عالم تمثال میں ہے۔
3۔ تیسرے وجود کا عکس عالم رنگ میں ہے۔
عالم رنگ سے مراد کائنات کے مادی اجسام ہیں جو رنگ کی اجتماعیت ہیں۔
کائنات میں جو کچھ ہے، موجودات میں جتنے اجسام ہیں، ان کی حیثیت لوح ملائکہ کی ہو، لوح جنات کی ہو، لوح انسان کی ہو یا اجرام سماوی کی ہو، سیاروں، ستاروں، چاند اور سورج کی ہو... سب رنگوں کا مجموعہ ہیں اور یہ رنگ مخصوص حرکات سے وجود میں آتے ہیں۔
محترم دوستو! نمد کے بارے میں مختلف زاویوں سے اپنی معلومات آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں۔ مزید

کتاب لوح و قلم روحانی سائنس پر وہ منفرد کتاب ہے جس کے اندر کائناتی نظام اور تخلیق کے فارمولے بیان کیے گئے ہیں۔ ان فارمولوں کو سمجھانے کے لیے سلسلہ عظیمیہ کے سربراہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے روحانی طلباء اور طالبات کے لیے باقاعدہ لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا جو تقریباً ساڑھے تین سال تک متواتر جاری رہا۔ یہ لیکچرز بعد میں کتابی صورت میں شائع کیے گئے۔ ان لیکچرز کو روحانی ڈائجسٹ کے صفحات پر پیش کیا جا رہا ہے تاکہ روحانی علوم سے دلچسپی رکھنے والے تمام قارئین حضرات و خواتین ان کے ذریعے آگاہی حاصل کر سکیں۔

روح و جسم کے تعلق کو سمجھ کر حقیقی زندگی کا کھوج لگانا، "معاد" کو سمجھنا کیا ہے، اسلام کی تکمیل ہے۔

ماڈی دنیا کو عارضی سمجھے بغیر اسلام کی تکمیل ہی نہیں ہوگی۔ اگر کسی فرد کو موت کے بعد کی زندگی پر یقین حاصل نہیں ہوگا تو وہ جزا سزا، آخرت، جنت و دوزخ، ملائکہ ارضی و سماوی پر کیونکر ایمان لاسکے گا...؟

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔
صرف جسم کو پہچاننے سے رب کی پہچان نہیں ہو سکتی، روح کو پہچاننے کے بعد ہی رب کی پہچان کا راستہ ملتا ہے۔

روح سے واقفیت کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے زندگی گزارنے کے جو طریقے و ضابطے بنا دیے ہیں یعنی احکامات شریعت، ان پر پوری طرح عمل کیا جائے اور ساتھ ساتھ علم باطن یا روحانی علوم کے حصول کے لیے جدوجہد اور کوشش کی جائے۔

آج مسلمانوں میں اور مسلمانوں کے اسلاف میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ہمارے اسلاف رسول اللہ ﷺ کی روحانی تعلیمات سے آشنا تھے، وہ اپنی روح سے واقف تھے، ان کے لطائف و نور نبوت سے رنگین تھے۔ جب سے ہم لوگوں نے روح کو نظر انداز کر کے جسمانی وجود کو اہمیت دے دی تو اس وقت سے مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔ آج بھی مسلمان اپنے اسلاف کے طریقوں پر، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اور اولیاء اللہ کے طریقوں پر عمل کریں اور اپنی روحانی صلاحیتوں کو بیدار کر لیں تو امت مسلمہ ذلت و رسوائی سے نکل کر عروج یافتہ قوم بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قانون بنادیا ہے کہ جب تک کوئی قوم اپنے اندر تبدیلی نہیں چاہتی تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو اس کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔



تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مکہ جاتے ہوئے بدر کے مقام سے گزرے جہاں غزوہ بدر میں مارے جانے والے مشرکین مکہ کی اجتماعی قبریں بنادی گئی تھیں، اس جگہ حضور پاک ﷺ نے مشرکین کو مخاطب کر کے فرمایا: بے شک اللہ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا میں نے اُسے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ کیا اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اُسے پورا ہوتا دیکھ لیا...؟

صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ لوگ آپ کی بات سنتے ہیں...؟

حضور پاک ﷺ نے فرمایا: یہ تم سے زیادہ سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں، لیکن تم نہیں سن سکتے۔

ان مشرکین کا مادی جسم تو مٹی میں مل گیا تھا پھر اس ارشاد میں کیا حکمت پوشیدہ ہے...؟

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان مقتولین کی ارواح سن رہی تھیں۔ انسان کا مٹی کا جسم ہوتا ہے۔ انسان کی روح نہیں مرنی۔ روح عالم ارواح سے آتی ہے۔ یہاں مادی جسم کا لباس تیار کرتی ہے، قانون کے مطابق جب وقت پورا ہو جاتا ہے تو اس لباس کو چھوڑ دیتی ہے پھر لباس یعنی مادی جسم کے ساتھ روح نکل جانے کے بعد جو معاملہ ہوتا ہے، وہ سب جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر امتی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، بلکہ یہ اس پر فرض ہے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ مادی جسم عارضی ہے اور اس مادی جسم کو چلانے والا اصل میڈیم روح ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:
ہم نے محمد ﷺ پر دین کی تکمیل کر دی۔

دین سے مراد بشری اور روحانی تقاضوں کی تکمیل ہے۔ مادی جسم اور مادی دنیا کی اسی عارضی حیثیت کو جان کر اصل روح سے واقفیت حاصل کرنا دین کی تکمیل ہے۔

رسول اللہ ﷺ

کا ارشاد ہے:

ملزم کو چھوڑ دینے میں غلطی کر جانا اس سے
بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں کسی بے گناہ کو

نشانہ بنا ڈالے۔ (ترمذی)

مراقبہ ہال سیالکوٹ (برائے خواتین)

نگر ۱۱: طاہرہ شمیم

محله محمد پورہ، شہباز کالونی، نزد آغا خان قبرستان،

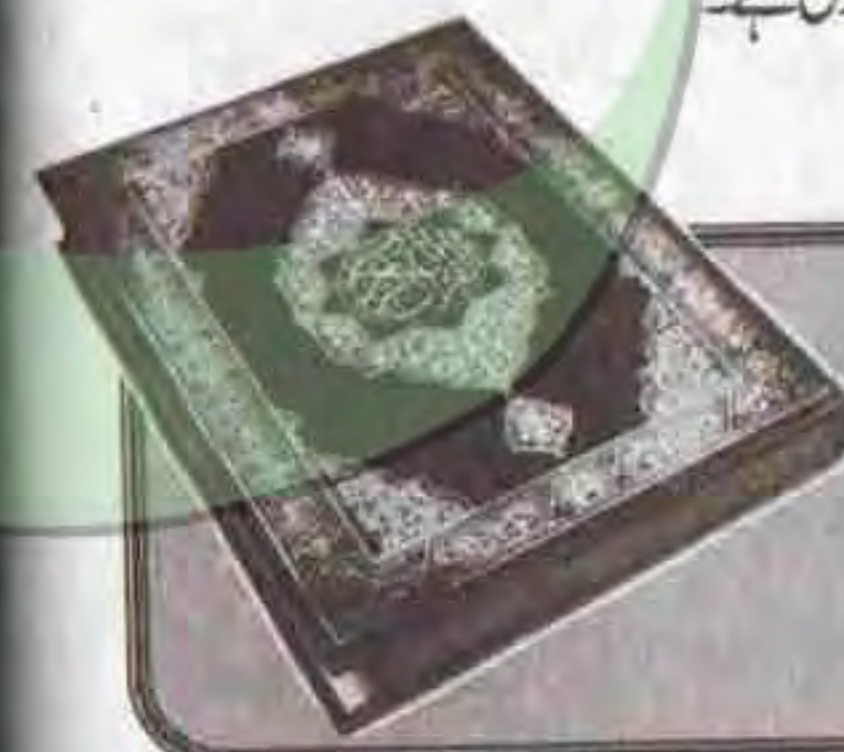
سیالکوٹ پوسٹل کوڈ 51310

فون: 0322-7414780

تک منتشر کر دیا جائے تو محض رنگوں کی جدا گانہ
شعاعیں باقی رہ جائیں گی۔ اگر بہت سے رنگ لے کر پانی
میں تحلیل کر دیے جائیں تو ایک خاکی مرکب بن جائے
گا، جس کو ہم مٹی کہتے ہیں۔

یہ بات عام مشاہدے میں ہے کہ زمین ایک ہے،
خاکی مرکب ایک ہے، اس خاکی مرکب زمین میں مختلف
پھل پھول اگتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر درخت کی
شکل و صورت، ہر درخت کا رنگ، پھولوں اور پھلوں کا
رنگ مختلف اور ذائقے الگ الگ ہوتے ہیں۔

جب ہم کسی درخت کو یا گھاس کو زمین میں بوتے ہیں
تو بے شمار رنگوں کے تحلیل شدہ مرکب (مادہ) درخت کی
جز کو پکڑ لیتے ہیں اور پانی کی مدد سے مٹی کے ذرات رنگوں
میں تبدیل ہو کر درختوں کے اندر خون بن کر دوڑتے
ہیں۔ ذرات کی یہ شکست و ریخت ہی نوع کو الگ الگ رنگ
منتقل کرتی ہے۔ جس جس طرح رنگ درخت میں دور
کرتے ہیں اسی مناسبت سے پتیوں پھولوں پھلوں میں رنگ
نمایاں ہو جاتے ہیں۔ جس طرح گھاس پودے درخت اور
پھول میں رنگ نمایاں ہو کر مظہر بنتے ہیں، اسی طرح
مخلوقات کی زندگی اس کیمیائی عمل پر قائم ہے۔ نسمہ کی
حرکت داخل کی زندگی سے خارج تنگ عمل کرتی ہے اور خارج
کی زندگی کو مظہر بناتی ہے۔ اصول یہ بنا کہ ہر شکل و صورت
دراصل رنگوں کی اجتماعیت ہے اور یہ رنگ نسمہ کی وہ حرکت ہے
جو طوالت میں سفر کرتی ہے۔



قرآن حکیم کی مقدس آیات و احادیث نبوی آپ کی روحانی
اور علمی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی
ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔

کیفیات مراقبہ

ترقی یافتہ ممالک میں مراقبہ کے موضوع پر سائنسی بنیادوں پر تحقیقی کام شب و روز جاری ہے۔ جدید سائنسی آلات سے اخذ کیے جانے والے نتائج سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مراقبہ سے انسان کو ہمہ جہت فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان تحقیقی نتائج کے پیش نظر مغرب میں تو مراقبہ کو ایک ٹیکنالوجی کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ ان تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مراقبہ سے ہماری عام زندگی پر بھی کئی طرح کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مراقبہ کے ذریعے کئی جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے، کارکردگی اور یادداشت میں اضافہ ہوتا ہے اور ذہنی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے۔

ماضی میں مشرق کے اہل روحانیت نے ماورائی علوم کے حصول میں مراقبہ کے ذریعے کامیابیاں حاصل کیں۔ ان صفحات پر ہم مراقبہ کے ذریعہ حاصل ہونے والے مفید اثرات مثلاً ذہنی سکون، پرسکون نیند، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ وغیرہ کے ساتھ روحانی تربیت کے حوالے سے مراقبہ کے فوائد بھی قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ نے مراقبہ کے ذریعے اپنی شخصیت اور ذہنی کیفیت میں مثبت تبدیلی محسوس کی ہے تو صفحات کے ایک طرف تحریر کر کے روحانی ڈائجسٹ کے ایڈریس پر اپنے نام اور مکمل پتے کے ساتھ ارسال کر دیجیے۔ آپ کی ارسال کردہ کیفیات اس کالم میں شائع ہو سکتی ہیں۔

کیفیات مراقبہ۔

روحانی ڈائجسٹ 1/7، D-1 ناظم آباد، کراچی 74600

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ

فَكَدَّ عَرَفَ رَبَّهُ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا،

اس نے اپنے رب کو پہچانا

(مسند فردوس، کشف الخفاء)

Haji Jawed Azeemi

Incharge

Muraqba Hall Holland

The Hague

The Netherlands

Mob:0031615134083

ہمارے والد اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ پسند کی شادی کرنے کی پاداش میں دادا نے ابو کو گھر سے نکال کر ہر قسم کا ناطہ توڑ لیا۔ شادی سے پہلے ابو دادا کے ساتھ ہی کاروبار کیا کرتے تھے۔ اچانک سب کچھ چھین جانے کی وجہ سے مفلوک الحال ہو گئے۔ امی نے ابو کا بہت ساتھ دیا۔ آہستہ آہستہ تمام معاملات بہتری کی طرف آنے لگے۔ پانچ، چھ سال بعد دادا سے بھی صلح ہو گئی۔ دادا نے تمام بیٹوں کو اپنے کاروبار میں شریک رکھا مگر ابو کو کچھ نہ دیا۔ ابو اس پر ہی خوش تھے کہ چلو دادا کی ناراضگی تو ختم ہوئی۔ عید تہوار ہم دادا کے گھر پر ہی منایا کرتے تھے۔ وہاں تمام کزن بہترین ملبوسات زیب تن کرتے۔ لڑکیوں کے پاس زیورات، لڑکوں کے ہاتھوں میں قیمتی گھڑیاں ہوتیں، جبکہ ہمارے ابو کے وسائل اتنے نہ تھے کہ وہ ہمیں اس قسم کی چیزیں خرید کر دیتے۔ ہمارے کزن ہمیں بدھو، بے وقوف اور جاہل سمجھتے۔ جب ہم دادا کے گھر سے واپس اپنے گھر آتے تو خاصے اداس ہوتے۔ ابو سے اصرار بھی کرتے کہ تہوار ہم اپنے گھر میں ہی منایا کریں گے مگر ابو راضی نہ ہوتے۔

اپنے خاندان والوں کی طرف سے مسلسل حقارت کی نظر سے دیکھے جانے سے میں شدید احساس کمتری میں مبتلا ہوتا جا رہا تھا۔

مجھے اپنا وجود حقیر سا لگتا، کبھی اپنی ناک میں نقص نظر آتا، کبھی چہرہ چھوٹا لگتا، کبھی قد کم نظر آتا۔ کبھی ملبوسات کم درجے کے محسوس ہوتے۔ الغرض ہر وقت دوسروں سے اپنا مقابلہ کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ لوگوں کے درمیان گھبراہٹ اور بے چینی سی طاری رہتی اور دل کرتا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں۔ اپنی ذات سے متعلق گفتگو سے گھبرا جاتا تھا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ اگر کسی چیز میں قصور میرا نہ بھی ہو پھر بھی میں خاموش رہتا،

لوگوں کے سامنے قوت گویائی جواب دے جاتی۔ جس سے لوگ قصور وار مجھے ہی سمجھتے۔

کسی سے اپنے دل کی بات کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ میرے دل کی بات ہمیشہ دل میں ہی رہ جاتی۔ مجھے اپنی خامیوں کا احساس تو تھا اور ان سے نکلنے کی جدوجہد بھی کرتا مگر اپنے بلا وجہ کے خوف اور احساس کمتری کا خاتمہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا۔

بعض اوقات طبیعت میں ٹھہراؤ آ جاتا، گھبراہٹ محسوس نہ ہوتی لیکن چند گھنٹوں بعد ہی مایوسی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ لوگوں سے خوف محسوس کرنا اور اپنے آپ کو کمتر جاننا بہت نقصان دہ ہے لیکن پھر بھی اس سے نجات حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔

ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ میں ہر کسی پر بھروسہ کر لیتا تھا، اس کا نتیجہ تھا کہ اکثر لوگ آسانی سے اپنا مطلب نکال لیتے اور میں نقصان اٹھاتا۔ اس صورتحال کی وجہ سے لوگوں سے خوف محسوس ہونے لگتا۔

کبھی کبھی میں سوچتا کہ میں کیوں اس بھری دنیا میں سب سے اکیلا ہوں۔

ان مسائل و مشکلات کے ساتھ ساتھ ایک اور مسئلے نے بھی سخت اذیت میں مبتلا کیا ہوا تھا۔ اکثر رات کو سوتے وقت جب بھی آنکھیں بند کرتا تو اچانک سر میں شدید درد اٹھتا۔ ایسا لگتا کہ جیسے کسی نے کوئی چیز سر پر دے ماری ہو۔ اگر میں دوبارہ آنکھیں بند کرتا تو پھر ایسا ہو جاتا تھا۔

مجبوراً میں اکثر آنکھیں بند نہیں کرتا تھا، تاوقتیکہ نیند سے خود بخود بند نہ ہو جائیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ کیفیت صرف رات کو ہوتی تھی۔

ان پریشان کن کیفیات نے جسمانی اور

ذہنی صحت کو بھی سخت متاثر کیا تھا۔ بائیس سال کا ہونے کے باوجود زندگی کا کوئی واضح راستہ متعین نہ کر سکا تھا۔ احساس کمتری، منتشر خیالی اور خود اعتمادی کی کمی کی وجہ سے میں اپنے کزن اور فیملی کے دیگر لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔

ابو کو یہ بات بہت بری لگتی، امی جب میرے کزن کی ڈریسنگ کے حوالے سے میرے احساس کمتری کا ذکر ابو سے کرتیں تو وہ امی پر بھی ناراض ہو جاتے اور کہتے ”خود اعتمادی کے لیے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی.... تمہارا بیٹا ہی سٹ اور آدم بیزار ہے، کچھ کرنا ہی نہیں چاہتا۔ ایسی ہی اولاد ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کے لیے بھی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔“

ابو کی باتوں سے میں مزید ڈپریشن میں مبتلا ہو جایا کرتا تھا۔ تنہائی دور کرنے کے لیے میرے پاس صرف ایک ہی ذریعہ ٹی وی کا تھا۔ ٹی وی کاریموٹ میرے ہاتھ میں آ جاتا تو اپنی منتشر خیالی کے باعث چینلز تبدیل کرتا رہتا اور کوئی بھی پروگرام مکمل نہیں دیکھ پاتا۔ ایک روز ٹی وی پروگرام میں ایک صاحب ذہنی یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ذہنی یکسوئی حاصل ہو جائے تو زندگی میں کامیابیاں حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ پہلے تو میں نے اپنی عادت کے تحت چینل تبدیل کر دیا، لیکن دل میں خیال آیا کہ سنا جائے کہ یہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں، لہذا دوبارہ وہی چینل لگا دیا۔ یہ صاحب نہایت دلچسپ انداز میں کامیاب زندگی اور مضبوط شخصیت کے بارے میں بتا رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ”علم کی کوئی بھی شاخ ہو، فنون کی کیسی ہی قسم کیوں نہ ہو، کامیابی کے لیے سوچ کی مرکزیت کی وحدت اتنی ہی لازمی ہے جتنا زندگی کے لیے ہوا۔ سوچنے کی بات ہے کہ تاریخ کی نامور شخصیات، خواہ ان کا تعلق علوم کے کسی بھی

شعبے سے رہا ہو، اتنی مشہور، عوام کی آہٹیل، ذہین و فطین اور پراعتماد کیوں تھیں....؟ ظاہر ہے اپنی دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کے اور ہمارے دماغ کی ساخت میں کچھ فرق تھا، یا ہے....؟ یا پھر ان کا تعلق کسی دوسری دنیا سے تھا، وہ یقیناً ہم جیسے ہی انسان تھے مگر ہم جیسے ہوتے ہوئے بھی ان میں اور ہم میں فرق محض اس لیے ہے کہ ان کی ذہنی اور دماغی صلاحیتیں ارتکاز کی دولت سے مالا مال تھیں، جب کہ منقسم ذہن، بٹے ہوئے دماغ اور منتشر سوچ کے باعث ہم میں سے اکثر لوگ اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں۔

پھر ان صاحب نے خود سے ہی سوال کیا کہ، ارتکاز کی کمی، منتشر خیالی، احساس محرومی سے نجات کیسے ممکن ہو....؟ اور پھر اس کا جواب بھی انہوں نے خود ہی دے دیا۔ ”ان تمام مسائل کا حل مراقبہ سے ممکن ہے۔“

مراقبہ کے بارے میں، میں نے سنا تو تھا مگر زیادہ جاز نہیں تھا۔ وہ صاحب اس پروگرام میں بتا رہے تھے کہ ”مراقبہ میں ارتکاز کے ذریعے جب ہم کسی ایک نقطے، خیال کو مرکوز بنا کر اپنی تمام تر ذہنی اور دماغی قوت شعوری طور سے مرکوز کر دیتے ہیں تو بے کار خیالات کی صورت میں بنی ہوئی دماغی قوت آہستہ آہستہ یکجا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی اصول کے تحت کسی بھی فرد کی شخصیت میں اعتماد اور نکھار پیدا ہو سکتا ہے۔“

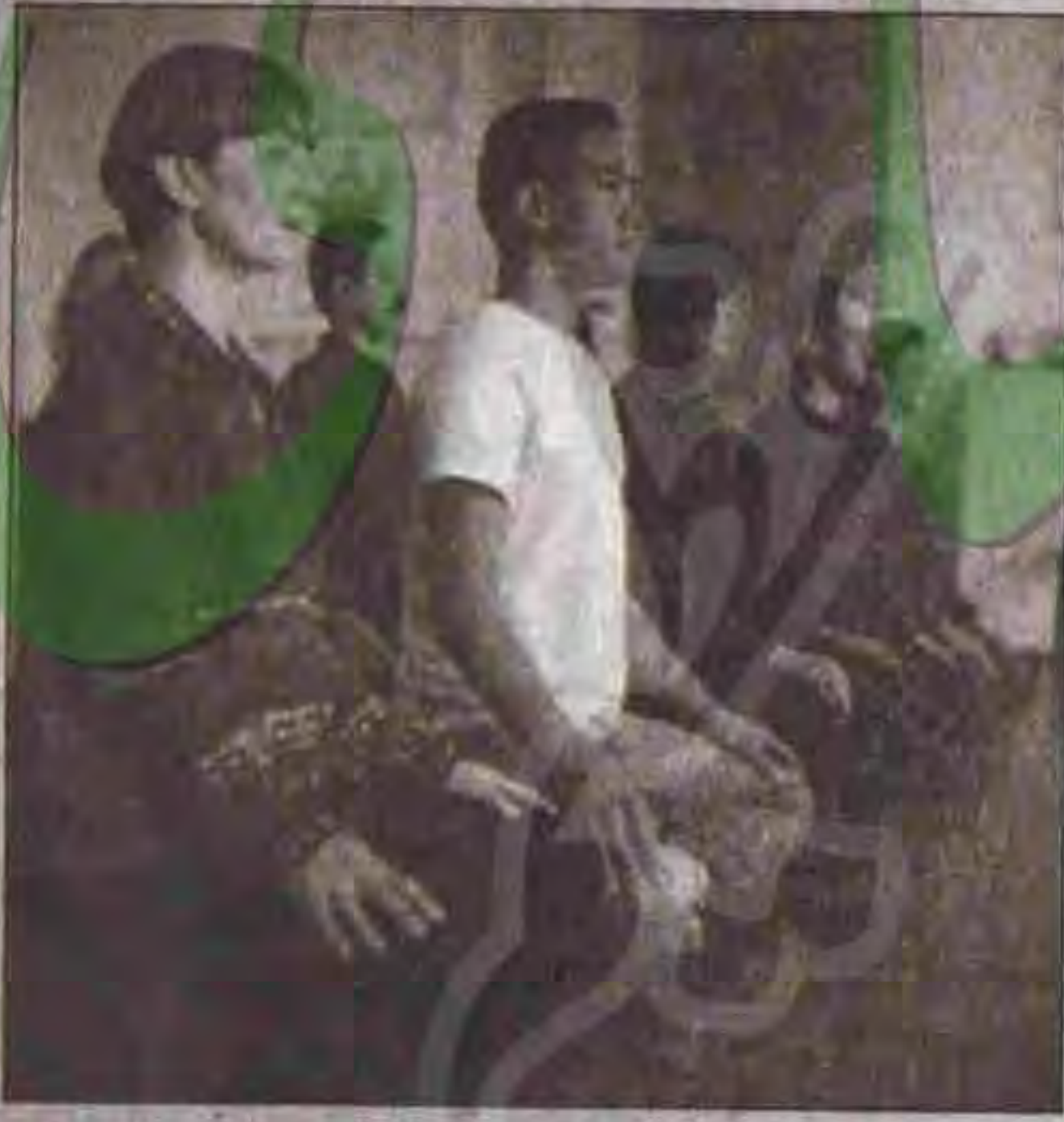
آخر میں انہوں نے مراقبہ کا طریقہ بھی بتایا۔ کامیاب شخصیت کے بارے میں ان صاحب نے کافی وضاحت سے سمجھایا، مجھے بھی ان کی بہت سی باتیں دل کو لگیں مگر اب بھی ذہن میں کچھ خدشات تھے۔

کیا میں مراقبہ کر سکتا ہوں....؟ لوگ میرا مذاق تو نہیں اڑائیں گے....؟ کیا یہ میرے تمام مسائل کا حل ہے....؟ ذہن مراقبہ کی افادیت پر اس حد تک یقین

مراقبہ کرنے والے افراد میں جوش اور ولولہ

زیادہ ہوتا ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ خوش رہتے ہیں!

ہارورڈ میڈیکل اسکول میں میڈیسن کے پروفیسر ڈاکٹر ہربرٹ سینسن نے مراقبہ کرنے والے ایک گروپ پر تحقیق کی۔ آدھی رات کے وقت اس گروپ کو مراقبہ کرنے کے لیے کہا گیا اور دوران مراقبہ اس گروپ کے افراد کے دل کی دھڑکن کی شرح، بلڈ پریشر اور جلد کا درجہ حرارت معلوم کیا گیا تو یہ انکشاف ہوا کہ دوران مراقبہ انسان عام حالات کی بہ نسبت 17 فیصد کم آکسیجن استعمال کرتا ہے اور



دل کی دھڑکن تین دھڑکن فی منٹ کم ہو جاتی ہے، جبکہ ذہن میں تھیں لہریں چلنا شروع ہو جاتی ہیں، جو نیند کے فوراً بعد چلنا شروع ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سینسن جو ماسٹڈ ہاؤس میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے بانی اور کتاب "Relaxation Response" کے مصنف ہیں، کہتے ہیں کہ مراقبہ میں آدمی ایک ایسی ذہنی حالت میں پہنچ جاتا ہے جس میں صرف سکون اور خوشی ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ اس ذہنی حالت سے جسم کی

یکسٹری پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سینسن نے تجربات سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ دوران مراقبہ مجموعی طور پر دماغ میں خون کا دوران سست ہو جاتا ہے، مگر دماغ کے کچھ حصے ایسے ہیں جن میں خون کا دوران بڑھ جاتا ہے اور ان میں Limbic System بھی شامل ہے۔ لیمبک سسٹم جذبات پیدا کرتا ہے، دل کی دھڑکن اور عمل تنفس کو کنٹرول کرتا ہے اور اس کا تعلق یادداشت سے بھی ہے۔ برین امیجنگ Brain Imaging تکنیک کے ذریعے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ دوران مراقبہ دماغ کی سرگرمی کم ہو جاتی ہے اور بائیں دماغ کی سرگرمی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ بات بھی تحقیق سے سامنے آچکی ہے کہ ایسے افراد جن میں دایں دماغ کی سرگرمیاں زیادہ ہوتی ہیں وہ منفی رجحان کے مالک ہوتے ہیں اور ایسے افراد جن میں بائیں دماغ کی سرگرمیاں زیادہ ہوتی ہیں وہ قناعت پسند ہوتے ہیں، ان میں جوش اور ولولہ ہوتا ہے اور وہ زیادہ وقت خوش رہتے ہیں۔

لہذا میں نے مراقبہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کچھ روز مراقبہ جاری رکھا مگر یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ ہمت کر کے میں نے ان صاحب سے پھر ملاقات کی اور اب تک مراقبہ کرنے کا احوال انہیں بتایا۔ ہم جیسے لوگ جو جھوم سے گھبراتے ہیں، لوگوں سے بات کرنے میں مشکل پیش آتی ہو۔ ایسے لوگ اکیلے میں اپنی شخصیت کی بہتری کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔

دوسرے روز ہم ان صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ میرے دوست نے میرے بارے میں بات شروع کی، وہ صاحب سمجھ گئے کہ مجھ میں جھجک ہے، اس لیے انہوں نے میری ہمت بندھائی اور زور دیا کہ میں اپنا مسئلہ خود بیان کروں، میں نے ہچکچاتے ہوئے بات شروع کی، پھر انہوں نے تفصیل سے میرا مسئلہ سنا۔ میں درمیان میں کہیں کہیں انک کر گفتگو کر رہا تھا۔

میرا مسئلہ سننے کے بعد وہ کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر بولے "آپ کا مسئلہ دراصل ذہنی دباؤ کا ہے۔ جو سردرد اور نیند کی کمی کی وجہ بن رہا ہے۔ ہمارے دماغ کو بھی آرام کی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی جسم کو.... دماغ کو آرام پہنچانے کا بہترین طریقہ یکسوئی اور اچھی نیند ہے۔ جب ہم ذہنی طور پر پرسکون رہ کر گہری نیند لیتے ہیں، تو بیدار ہونے کے بعد ذہنی اور جسمانی طور پر تازہ دم ہو جاتے ہیں۔

سردرد، ٹینشن اور دباؤ جیسے مسائل بھی مناسب نیند لینے سے حل ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کے مسائل کا حل بھی مراقبہ کے ذریعے ممکن ہے۔"

انہوں نے مراقبہ کی خوبیوں پر روشنی ڈالی اور مجھے بھی مراقبہ کرنے کے لیے کہا، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر تم مراقبہ کا آغاز کرو تو مجھ سے رابطے میں رہنا۔

یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں گھر آیا سوچا آج رات سے ہی مراقبہ شروع کر دیا جائے۔ مگر ذہن میں یہ سوال گردش کرنے لگا کہ گھر والے کیا کہیں گے۔

رات کے وقت سردرد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ساری ساری رات نیند آنکھوں سے دور رہتی۔ نیند کی کمی سے صحت بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔

مجھے احساس ہوا کہ ماہرین نے جب مراقبہ کے بارے میں مثبت رائے دی ہے تو شاید میرے مسائل کا

کرنے کو تیار نہ تھا، جس قدر ان صاحب نے اس کی وضاحت کی تھی۔ مراقبہ کے متعلق سوچتے ہوئے لیٹ گیا۔ ذہن بہت الجھ رہا تھا۔ سخت ٹینشن ہو رہی تھی۔ آنکھیں بند کیے بستر پر لیٹا تھا کہ نیند کا غلبہ ہونے لگا۔ ابھی نیند آئے بمشکل آدھا گھنٹہ ہوا ہو گا کہ سر میں شدید درد اٹھا، فوراً آنکھ کھل گئی۔ پھر سارا وقت کروٹیں بدلتے گزر گیا، کافی دیر بعد نیند آئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر سر میں شدید درد اٹھا، اس درد کی شدت اس قدر تھی کہ میں بستر پر بیٹھ گیا.... سانس بیزی سے چل رہی تھی.... جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔

اب یہ روز کا معمول ہو گیا تھا کہ رات میں کسی پہر بھی درد ہوتا اور میں بے چینی سے اٹھ بیٹھتا۔ نیند کی کمی کی وجہ سے طبیعت بوجھل رہنے لگی اور میں چڑچڑا بھی ہوتا جا رہا تھا۔ میرا ایک ہی دوست تھا جس سے میں اپنا مسئلہ بیان کر سکتا تھا مگر اعتماد کی کمی کی وجہ سے اسے بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ نیند کی کمی، ذہنی ٹینشن، دباؤ اور سردرد میں اضافہ ہونے لگا تو ہمت کر کے ایک روز دوست سے اپنے مسائل بیان کیے۔ وہ کافی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "یار ایک ہمارے جاننے والے ہیں، وہ اکثر مراقبہ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔"

میں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ "کیا تم مراقبہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔"

وہ بولا "میں تو اتنا نہیں جانتا، لیکن ان صاحب سے تمہاری ملاقات کروا سکتا ہوں، یہ کافی پڑھے لکھے ہیں اور آج کل مراقبہ پر تحقیق بھی کر رہے ہیں۔"

میں نے دوست سے کہا کہ شاید میں اپنا مسئلہ صحیح طور پر ان صاحب کے سامنے بیان نہ کر پاؤں گا۔ میرے دوست نے ہمت دلائی اور کہا "میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، کچھ تم کہنا کچھ میں بتا دوں گا۔"

وہ بولے، پہلے تو ذہن سے یہ ڈر اور خوف دور کرو کہ تمہارے مراقبہ کرنے کے بارے میں لوگ اور گھر والے کیا کہیں گے۔ جب یہ خوف ذہن سے نکل جائے تو تم یکسو ہو کر مراقبہ کر سکو گے۔

میں نے گھر آکر مراقبہ کا دوبارہ آغاز کیا کوشش اور ہمت سے ڈر اور خوف کو ذہن سے دور رکھا۔ کئی روز مراقبہ جاری رہا مگر کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہوا۔ کوشش کے باوجود ذہن ایک تصور پر مرکوز ہی نہیں ہو رہا تھا بلکہ انتہائی غیر متعلق خیالات کا سلسلہ چل نکلتا۔ بعض اوقات مراقبہ کے دوران ذہن منتشر ہو جاتا یا پھر برے خیالات کی آماجگاہ بن جاتا۔ ایسے میں مراقبہ کی افادیت پر یقین کمزور ہونے لگتا۔

لیکن میں نے بہر حال مراقبہ جاری رکھا، کئی ماہ مسلسل مراقبہ کرنے کی وجہ سے کچھ کچھ یکسوئی قائم ہونے لگی۔ یہ بھی میرے لیے بڑی کامیابی تھی۔ دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ میں اپنے اندر خود اعتمادی محسوس کرنے لگا تھا۔

ایک روز ابھی مراقبہ کا آغاز ہی کیا تھا کہ پورا کمرہ خوشبو سے مہک اٹھا۔

پھر یہ مہک آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے ختم ہو گئی۔ مراقبہ ختم کیا اور آنکھیں کھولیں تو کمرے میں پھولوں کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔

ایک روز مراقبہ شروع کرتے ہی خود کو ایک بہت بڑے میدان میں پایا، آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ دیکھا کہ میدان کے بڑے حصے میں خوبصورت پرندے دانہ چگ رہے ہیں۔

میں بھی پرندوں کو دانہ ڈالنے لگا۔ یہ پرندے جلد ہی مجھ سے مانوس ہو گئے۔

ابھی میں پرندوں کو دانہ کھلا رہا تھا کہ آسمان پر گہرے بادل چھا گئے اور بارش ہونے لگی۔ بارش کے خوشگوار احساس کو لیے میں میدان سے باہر آیا تو نظروں کے سامنے ایک خوبصورت باغ تھا۔ بارش اب بھی ہو رہی تھی۔ باغ میں لمبے لمبے درختوں کے درمیان خوش رنگ پھلوں کے درخت بھی تھے۔

آہستہ آہستہ دوران مراقبہ یکسوئی اور ارٹھ کا قائم ہونے لگا اور ایک خاص تبدیلی جو کہ اہل خانہ نے بھی محسوس کی وہ لوگوں کے ساتھ میرا ملنساری کا رویہ تھا۔ اب لوگوں کے درمیان خود کو اجنبی نہیں سمجھتا۔

بعض اوقات گفتگو میں کچھ دقت ہوتی ہے مگر آہستہ آہستہ اس میں بھی بہتری آرہی ہے۔ میں اپنے دوست اور ان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان کی وجہ سے میرے اندر بھی جینے کی نئی امنگ پیدا ہوئی ہے۔

مراقبہ میرے لیے ایک ٹانگ کا کام کر رہا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ مجھے اپنے آپ میں بہتری محسوس ہو رہی ہے۔ پہلے میں ذہنی ٹینشن، دباؤ اور خوف کی وجہ سے اکثر بیمار رہا کرتا تھا مگر مراقبہ سے شاید قوت مدافعت میں بھی بہتر آئی ہے، جس وجہ سے صحت کافی بہتر ہو گئی ہے اور ذہنی سکون کے ساتھ اعتماد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

آپ روحانی ڈائجسٹ کے قاری ہیں..... آپ کا بہت بہت شکریہ..... اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اپنے اس پسندیدہ رسالے کا تحفہ دیجیے۔

روحانی ڈائجسٹ

آج ایک طرف اگر انسانیت قتل کی اذیت کے دور سے گزر رہی ہے تو دوسری جانب کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قتل کی لذتوں سے مالا مال ہیں، جو اپنی اس انمول دولت کو انسانیت کی خدمت کے لیے پیش کر دینا چاہتے ہیں، اور یہی طریقہ ہے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا کہ دوسروں کو بھی ان میں شامل کیا جائے۔ ایسی ہی ایک سادہ دل اور نہایت محترم شخصیت محترم اشرف سلطان عظیمی کی بھی ہے، جو قتل کی سکون اور حقیقی کامیابی کی انمول دولت کو عام کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

تاریخ روحانی ڈائجسٹ کے لیے ہم ان صفحات پر اشرف سلطان صاحب کے تجربات اور مشاہدات ایک انٹرویو کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

انٹرویو: مشکور الرحمن

دھیمالہجہ، گفتگو میں مٹھاس اور

سادہ طبیعت کی مالک اشرف سلطانہ عظیمی تقریباً چالیس سال سے سلسلہ عظیمیہ سے وابستہ ہیں اور سلسلہ عظیمیہ کے تعلیمی اور خدمت خلق کے شعبوں میں اپنی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

ہم نے جب ان سے ان کی زندگی پر گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے بڑی محبت سے اپنی انتہائی مصروفیات میں سے کچھ وقت ہمیں بھی عنایت کیا۔

اشرف سلطانہ عظیمی

سے ایک ملاقات

ہم نے اشرف سلطانہ عظمیٰ سے پہلا سوال ان کی ابتدائی زندگی کے متعلق پوچھا تو وہ انتہائی شفقت و محبت سے بیٹے ہوئے یادگار دنوں کی یادوں کو اپنے ذہن میں دہراتے ہوئے گویا ہوئیں۔

”میری پیدائش 26 اکتوبر 1944ء کو غیر منقسم ہندوستان کی ریاست گوالیار میں ہوئی۔

ملازمت کے سلسلے میں میرے والد صاحب کا قیام کافی عرصہ دہلی میں رہا۔ 1947ء میں جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا، تو ہم لوگ والدین ہجرت کر کے کراچی آگئے۔ یہاں گھر کے قریب گورنمنٹ اسکول سے میٹرک اور سرسید کالج سے انٹر کیا، پھر کراچی یونیورسٹی میں مائیکرو بیالوجی میں گریجویشن کی غرض سے ایڈمیشن لیا مگر پڑھائی کا یہ سلسلہ آگے چل نہ سکا۔“

ہمارا اگلا سوال اشرف سلطانہ سے یہ تھا کہ سلسلہ عظیمیہ سے وابستگی کی بنیادی وجہ کیا تھی....؟

”دیکھیے! میرے چھ بھائیوں میں سے کسی کا رجحان بھی تصوف و روحانیت کی طرف نہ تھا۔ والد اور والدہ بھی تصوف و روحانیت کے متعلق زیادہ نہیں جانتے تھے۔ ہاں ہمارا پورا گھرانہ تعلیم میں کافی دلچسپی لیتا تھا۔ اسی وجہ سے مجھے بھی پڑھنے کا رجحان شاید وراثت سے ملا۔ بچپن میں کہانیاں پڑھنے کا شوق رہا۔

میری چھوٹی عمر میں ہی شادی ہو گئی تھی۔ سسرال میں جسارت اخبار آیا کرتا تھا۔ اس میں 10 دسمبر 1969ء بروز بدھ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کا کالم اخبار کے آدھے صفحے پر شائع ہوا۔

کالم کی پیشانی پر خواجہ شمس الدین عظیمی کا نام تحریر تھا اور نیچے لکھا تھا کہ انتہائی پیچیدہ اور لاعلاج والے مریض رجوع کریں۔ مجھے یہ پڑھ کر جستجو ہوئی کہ یہ علاج کس طرز کا ہو گا۔ ذہن میں خیال آیا کہ جس شخصیت کا نام اتنا

بارعب ہے، وہ خود کتنی بڑے مرتبے کا مالک ہو گا۔

جب میں نے یہ کالم پڑھنا شروع کیا تو مزید حیرت زدہ رہ گئی کہ پورا کالم نہایت سادہ الفاظ میں تحریر کیا گیا تھا اور بیماریوں کے علاج بھی نہایت آسان اور بالکل سادہ تھے، مثلاً کسی بیماری کے علاج کے لیے تحریر تھا کہ زہر بھون کر کھالیا جائے، کسی میں کلو نجی پھانکنے کو کہا گیا تھا کسی کے لیے لکھا تھا کہ مالش کر لیں، پیوٹہ کھائیں، زیتون تیل پی لیں وغیرہ وغیرہ.... کہیں قرآنی آیات سے بھی علاج بتایا گیا تھا۔ پھر اگلے بدھ کو بھی یہ کالم شائع ہوا۔ میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ میں بھی ان سے اپنے مسائل کے سلسلے میں رابطہ کروں۔

چنانچہ میں نے ڈرتے ڈرتے خط تحریر کیا۔ میں نے خط میں حضرت عظیمی صاحب سے ملاقات کی درخواست کی تھی۔ ان دنوں میری رہائش ساگھر میں ہوا کرتی تھی، کراچی میں میرا میکہ تھا، سوچا کہ میکے جاؤں گی تو حضرت سے ملاقات کا بھی موقع مل جائے گا۔

کچھ دن انتظار کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کا جواب موصول ہو گیا۔ میں نے خط کے ذریعے اپنے بھائی سے کہا کہ میں کراچی آرہی ہوں اور حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب سے ملنا چاہتی ہوں، پہلے آپ اس ایڈرس پر جا کر معلوم کر لیں کہ ان سے کس دن ملاقات ہو سکتی ہے۔ بھائی نے جا کر معلوم کر لیا۔ پھر وہ دن بھی آیا کہ میں اپنے بھائی کے ہمراہ حضرت عظیمی صاحب کے مطب پہنچ گئی۔ ذہن میں یہی خیال گردش کر رہا تھا کہ ”انتہائی پیچیدہ اور لاعلاج مریض رجوع کریں۔“

مطب پہنچ کر ملاقات کا نمبر لیا اور دیگر خواتین کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ملاقاتیوں کا بے پناہ رش دیکھ کر میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ شاید آج تو میری ملاقات نہیں

ہو سکے گی، میرے ذہن میں ایک ترکیب سوچھی اور میں نے ایک پرچے پر اپنا نام لکھ کر نمبر دینے والے صاحب کے ذریعے حضرت عظیمی صاحب کی خدمت میں بھجوا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی مجھ کا پتہ آ گیا۔

جب میں حضرت عظیمی صاحب کے سامنے حاضر ہوئی تو وہ انتہائی تپاک سے مجھ سے ملے اور ہلکے سے تبسم سے کہنے لگے ”سب خیریت ہے۔ بچے ٹھیک ہیں اور آپ کا کراچی کب آنا ہوا۔“ میں تو حیران ہی رہ گئی، کیونکہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی سے زندگی میں یہ پہلی ملاقات تھی، پھر یہ مجھے کیسے جانتے ہیں....؟؟

مرشد کریم میری ایسی آؤ بھگت فرما رہے تھے جیسے وہ مجھے بہت عرصے سے جانتے تھے اور ہماری کافی عرصے کے بعد ملاقات ہو رہی ہو۔

میں نے ہمت کر کے نظریں نیچے کیے ہوئے عرض کی ”میں نے آپ کو کمر درد کے سلسلے میں خط لکھا تھا، آپ نے گیارہ روز تیل کی مالش کرنے کو کہا تھا۔ مگر میرا درد تو چار روز میں ہی ٹھیک ہو گیا۔ کیا تیل کی مالش مزید جاری رکھوں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے میرے سر میں بہت درد رہتا ہے۔ اس درد کے بارے میں مجھے یاد نہیں کہ کب سے شروع ہوا۔ میرے والدین کا کہنا تھا کہ مجھے ڈھائی سال کی عمر سے یہ درد رہا کرتا تھا۔ میرے ساتھ میری چھ سالہ بیٹی بھی تھی، میں نے حضرت سے کہا کہ بیٹی کے بھی پیٹ میں بہت درد رہتا ہے آپ نے مسکرا کر بیٹی کو دیکھا، اسے پیار کیا اور کہا کہ آپ کی بیٹی بہت حساس ہے۔ آپ اسے پیوٹہ کھلایئے اور زیتون کا تیل پلائیئے۔ سر درد کے لیے مجھے خیرہ گاؤ زبان کھانے کا مشورہ دیا۔

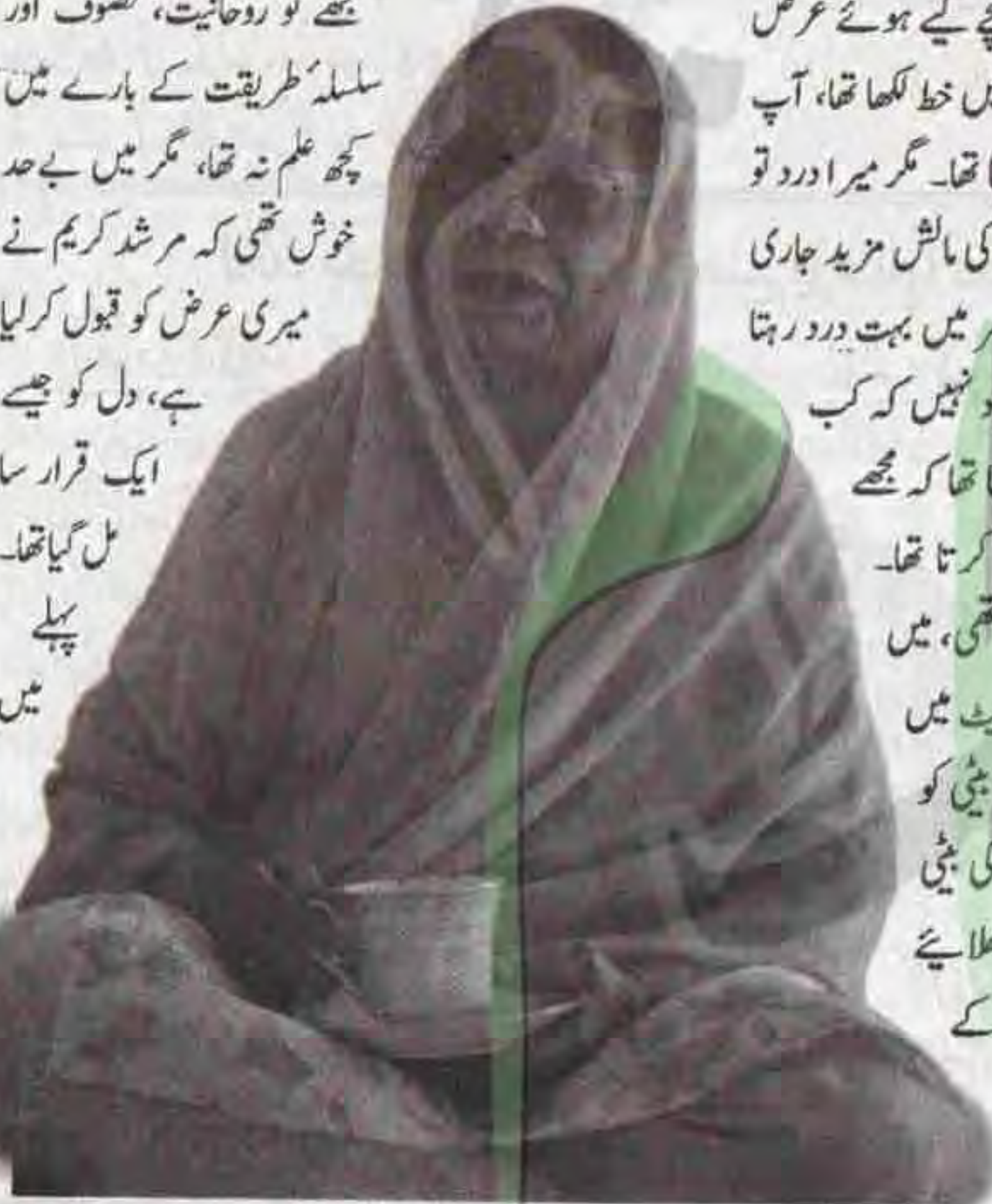
فروری ۲۰۱۲ء

اس دن کے بعد میں جب بھی کراچی آتی تو حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتی۔ کافی سالوں تک مسلسل حضرت خواجہ صاحب کے پاس جاتا رہا۔ ایک دن میں ان کے سامنے اپنی روحانی خواہش کا اظہار کر بیٹھی۔

میں نے ڈرتے ڈرتے حضرت سے عرض کی کہ آپ مجھے اپنے جیسا بنادیں۔ یہ کہتے کہتے میرے آنسو آنکھوں کے بند توڑ کر فرش کو بھگونے لگے۔

حضرت خواجہ صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا، دم کیا۔ میری ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ مرشد کریم نے دل پر ہاتھ رکھوایا اور اس وقت موجود تمام افراد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، آج سے اشرف سلطانہ صاحبہ سلسلہ عظیمیہ میں شامل ہو گئی ہیں۔

مجھے تو روحانیت، تصوف اور سلسلہ طریقت کے بارے میں کچھ علم نہ تھا، مگر میں بے حد خوش تھی کہ مرشد کریم نے میری عرض کو قبول کر لیا ہے، دل کو جیسے ایک قرار سا مل گیا تھا۔ پہلے میں



سید شاہ مردان شاہ ثانی، پیر صاحب پگارا انتقال کر گئے

مجماعت کے روحانی پیشوا، پاکستان کے ممتاز سیاسی رہنما شاہ مردان شاہ پیر صاحب پگارا 26 نومبر 2011ء کو سائنس کی تکلیف کے باعث آغا خان اسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبے میں داخل کیا گیا تھا، طبیعت زیادہ خراب ہونے پر انہیں 5 جنوری 2012ء کو بطور علاج لندن لے جایا گیا، جہاں دوران علاج وہ 83 برس کی عمر میں 10 جنوری کی شب حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ



پیر صاحب پگارا 22 نومبر 1928ء کو پیر جو گوٹھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم بھی پیر جو گوٹھ ہی میں حاصل کی۔ جب پیر صاحب پگارا کی عمر 12 سال ہوئی تو ان کے والد سورہیہ بادشاہ نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ شروع کر کے وطن یا کفن، آزادی یا موت کا نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد سندھ بھر میں انگریز حکومت کے خلاف تحریک شروع ہو گئی۔ اس دور میں پگارا خاندان کے اوپر انگریز حکومت نے بے انتہاء مظالم ڈھائے۔ پیر پگارا کے والد سورہیہ بادشاہ کو بغاوت کے کیس میں حیدر آباد جیل میں پھانسی دے کر شہید کی میت کو نامعلوم مقام پر دفن کر دیا اور تحریک آزادی کو دبانے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے۔ سورہیہ بادشاہ کے بعد 12 سالہ شاہ مردان شاہ کو گدی پر بٹھادیا گیا اور مجموعت ایک مرتبہ پھر یکجا ہونا شروع ہوئی۔ جب انگریزوں نے یہ صورتحال دیکھی تو کچھ عرصے کے لیے پورے خاندان کو کراچی میں نظر بند کر دیا گیا، بعد میں پیر پگارا اور ان کے بھائی پیر نادر شاہ کو ملک بدر کر کے برطانیہ بھیج دیا گیا، جہاں انہوں نے گریجویٹن تک تعلیم حاصل کی۔ پیر پگارا برصغیر کے معروف تعلیمی ادارے علی گڑھ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ 1949ء میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ان سے ملاقات کی، جس کے بعد 4 فروری 1952ء کو پیر صاحب پگارا کی روحانی گدی بحال کر دی گئی اور ان کی باقاعدہ دستار بندی بھی ہوئی۔ 1952ء میں پیر صاحب پگارا نے درگاہ شریف میں جامعہ راشدیہ قائم کی، درگاہ شریف میں ہی لائبریری قائم کرائی۔ پیر صاحب پگارا اپنے مریدین کی مجالس میں پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی، اسلامی اصول کے مطابق زندگی گزارنے، ملک و قوم کی بھلائی اور سلامتی کے کام کرنے اور خاص طور خواتین کو تعلیم دلانے پر زور دیتے تھے۔ پیر پگارا کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت سندھ بھر میں ان کے قائم کردہ ڈیڑھ سو سے زائد مدرسے کام کر رہے ہیں، جبکہ مرکزی مدرسہ پیر جو گوٹھ (خیرپور) میں ہے، جن میں یتیموں اور بے سہارا بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ پیر صاحب کے مریدین ناصرف پاکستان بلکہ بھارتی ریاست گجرات اور راجستھان میں بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ انہوں نے سیاسی پیچیدگیاں سلجھانے کے ساتھ ساتھ اپنے مریدوں کے مسائل بھی حل کیے۔ پیر پگارا نے نامساعد حالات، مشکلات، ان گنت پریشانیوں میں بھی خود کو صوبائی، لسانی یا علاقائی تعصبات میں مبتلا نہیں ہونے دیا اور یہی درس اپنے مریدوں کو بھی دیا۔

ہمارے اس سوال کے جواب میں اشرف سلطنت فوراً بولیں: ”دیکھیے! مشکلات تو تقریباً ہر کام میں آتی ہی ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ میری مشکلات کا زیادہ تعلق دل خانہ سے تھا، کیونکہ میرے شوہر روحانیت اور تصوف پر یقین نہیں رکھتے تھے اور آج تک نہیں رکھتے، مگر میں نے شوہر کے حقوق، بچوں کے حقوق اور گھر کے مسائل سے کبھی بھی صرف نظر نہیں کیا۔ شوہر کا خیال رکھا اور بچوں کو وقت دیا، جس کی وجہ سے شوہر نے بھی کبھی مجھے روحانیت کے راستے پر چلنے سے روکا نہیں۔“

دراصل ہوا یہ کہ مرشد کریم حضرت خواجہ

شمس الدین عظیمی سے بیعت ہونے کے بعد میری جانب سے شوہر کی خدمت میں دو گنا اضافہ ہو گیا تھا۔“

(جاری ہے)



نے بیعت کی پھر پندرہ روز بعد میری بیٹی بھی بیعت ہو گئی۔“
مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی سے روحانی وابستگی کے بعد روحانیت کے راستے پر قدم بڑھانا کیا آپ کے لیے مشکل اور کٹھن مرحلہ ثابت ہوا...؟

لائٹ بجھا کر سونے سے بڑھاپا دور رہتا ہے

رات کو عشاء کی نماز کے بعد چراغ گل کر کے سونا بھی ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کی ایک سنت ہے۔

جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ایک ہارمون جو Gland Pineal میں پیدا ہوتا ہے اور جس کا کام گہری نیند لانا، انسانی جسم میں توڑ پھوڑ کے عمل کو روکنا، انسانی جسم کو بہت ضرورت ہوتی ہے، وہ ہارمون صرف عشاء سے پیدا ہوتا ہے، روشنی میں کر کے سو بھی جائیں تو یہ ہارمون Melatonin کہتے ہیں، یہ ہے بلکہ تولیدی نظام کو برقرار رکھنا گھڑی کی طرح کام کرتا ہے اور آپ کو بتاتا ہے کہ کب اٹھنا ہے اور کب سونا ہے۔ ایسے لوگ جن میں یہ ہارمون صحیح طرح کام کر رہا ہو، یعنی جو لوگ عشاء کے بعد سو جاتے ہیں اور صبح سویرے اٹھ جاتے ہیں ان پر بڑھاپا دیر سے آتا ہے۔



رسول اللہ ﷺ

فرماتے ہیں:

تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔

خدا کے نزدیک محبوب وہ ہے

جو عیالِ خدا کو نفع پہنچائے۔

(طبرانی)

مرقبہ ہلالی اوکاڑہ

نگراں: محمد اشرف

گلی نمبر 2، قادر کالونی، فیصل آباد روڈ، اوکاڑہ۔

فون: 0346-7419029

جنگلات میں کمی

ماحولیاتی عدم توازن کا باعث...

بزرگوں نے
جو درخت لگائے
تھے اس کے پھلوں کو
میں نے استعمال کیا، اب یہ
درخت میں اپنی آئندہ آنے والی
نسلوں کے لیے لگا رہا ہوں۔۔۔

کہنے کو یہ چھوٹی سی کہانی

ہے، لیکن اس میں سمجھنے والوں کے لیے بڑی حکمت پوشیدہ
ہے۔ خاص کر ان لوگوں کے لئے، جو اپنے قیمتی جنگلات دن
بہ دن بڑی بے دردی سے صاف کرتے جا رہے ہیں، اس بات
کو جانے اور سمجھے بغیر کہ ان جنگلات سے ماحول پر کیا اثر پڑتا
ہے۔۔۔ بارش اور سیلاب کی تباہ کاریوں کو یہ کس طرح روک

ایک

بوڑھے آدمی

کو پودا لگاتے

دیکھ کر لوگوں

نے کہا ”بابا جی آپ

کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں، جب
تاک یہ پھل دینے کے قابل ہو گا آپ
تو اس دنیا میں نہیں ہوں گے۔۔۔

عینی نیازی

سکتے ہیں۔۔۔؟؟ ہم خود کو جس دین کا
پیروکار کہتے ہیں اس دین فطرت اسلام

کی تعلیمات میں تو شجرکاری کو عبادت اور ہرے بھرے
درخت کو کائنات کا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ پوری دنیا میں ماحولیاتی
آلودگی اور زمینی وسائل کے بے دریغ استعمال نے بے شمار
مسائل کھڑے کر دیے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے ملک کے ان
مسائل پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

اس طنز کے جواب میں بوڑھے نے کہا ”میں جانتا
ہوں کہ جب یہ پودا اتنا اور درخت بن جائے گا تو میں اس کا
پھل کھانے کے لیے اس دنیا میں نہیں رہوں گا، لیکن یہ
درخت میں نے اپنے فائدے کے لیے نہیں لگایا۔ میرے

ایک پودے کو درخت بننے میں برسوں لگ جاتے ہیں، اس لیے
ہاں درخت لگانا ضروری ہیں، وہیں لوگوں میں درختوں کی حفاظت کا شعور بھی پیدا
کرنے کی ضرورت ہے۔ سائنس دانوں نے خبردار کیا ہے کہ اگر ماحول میں
کاربن کی شرح اسی طرح بڑھتی رہی تو دنیا کے بعض ممالک بارشوں کی کمی کے
باعث خشک سالی اور بعض بارشوں کی زیادتی سے تباہی کا شکار ہو جائیں گے۔

آلودگی ہماری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی طرح ہمارے ماحول کا جزو بنتی جا رہی ہے، درحقیقت یہ وہ بیماری ہے جو خاموش قاتل کی طرح ہمارے ماحول کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ درخت کاٹنے کا رجحان ہمارے ملک میں ہی نہیں ہے بلکہ دنیا بھر میں روزانہ کروڑوں کی تعداد میں درختوں کا صفایا کر دیا جاتا ہے۔ جنگلات ختم کر کے نئی بستیاں آباد کی جا رہی ہیں، جنگلات میں کمی کے سبب موسم میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، ان کو ماہرین ارضیات نے بھیانک خطرے سے تعبیر کیا ہے۔ اگر جنگلات ختم ہو گئے تو حیوانی زندگی کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔

پاکستان میں درختوں کی کٹائی کی شرح دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے اور ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ اگر

جنگلات کی کٹائی کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو سال 2020ء تک پاکستان میں درخت عملی طور پر ناپید ہو جائیں گے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں جنگلات کے رقبے چار اعشاریہ آٹھ سے پانچ اعشاریہ سات فیصد تک بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے، کسی ملک کی متوازن معیشت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بیس فیصد رقبے پر جنگلات ہوں۔ لیکن سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے کل رقبے کا صرف لگ بھگ پانچ فیصد جنگلات پر مشتمل ہے۔ جبکہ غیر سرکاری حلقوں کے مطابق پاکستان کے پاس صرف تین فیصد جنگلات باقی ہیں۔ ان میں سے بھی ہر سال تقریباً اکتالیس ہزار ہیکٹر جنگل غائب ہو رہا ہے۔ جنگلات، ماحول کو درپیش کئی مسائل کا حل فراہم

ماحولیاتی تبدیلیاں پاکستان کی مشکلات میں اضافے کا باعث

گزشتہ کچھ سالوں میں پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلیوں کے باعث شدید بارشوں اور سیلاب جیسی قدرتی آفات بڑے پیمانے پر تباہی کا باعث بنیں لیکن ماہرین نے متنبہ کیا ہے کہ ماحولیاتی تبدیلیاں آنے والے دنوں میں بھی پاکستان کے لیے مزید مشکلات کا باعث بنیں گی اور رواں سال کے دوران بھی سیلاب خشک سالی اور انتہائی گرم موسم جیسی ماحولیاتی تبدیلیوں کا سامنا کرنا ہو گا۔ امریکی خبر رساں ایجنسی نے خبردار کیا ہے کہ 2012ء میں بھی ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات نمایاں رہیں گے جس کے باعث گرمیوں میں شدید گرمی، اچانک تیز بارش اور طویل عرصے تک خشک سالی جیسے غیر متوقع موسمی حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات ابھی سے نمایاں ہو رہے ہیں اور ملک میں ایک لمبے عرصے سے جاری خشک سالی صحت پر بھی منفی اثرات مرتب کر رہی ہے۔ رواں سال میں ملک کے مختلف علاقوں میں کم عرصے میں تیز بارشوں کا امکان ہے جو سیلاب کا باعث بن سکتے ہیں اور طویل خشک سالی سے ملک کے بعض علاقوں میں خوراک کی کمی ہو سکتی ہے۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نہروں آڑنا ہونے کے لیے پاکستان مکمل طور پر تیار نہیں ہے۔ تربیلا اور منگلا ڈیم میں پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں کمی آئی ہے جبکہ موسمی تبدیلیوں کے باعث سیلاب اور خشک سالی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے مئے آبی ذخائر بھی تعمیر نہیں کئے جاسکیں ہیں۔ بہت سے ملکوں نے ماحولیاتی تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے بڑے بڑے ذخائر بنالیے ہیں، یہ ذخائر سیلاب سے بھی بچاتے ہیں اور ضرورت کے وقت جب بارش نہیں ہوتی ہے تو پانی بھی فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان کے پاس صرف 30 دن کا پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہے جبکہ ہمسایہ ملک بھارت 6 ماہ تک کے لیے اور چین ایک سال تک کا پانی ذخیرہ کر سکتا ہے۔

دنیا کا تیسرا بڑا اور قدیم ترین جنگل تباہی کے دہانے پر....

بلوچستان کے ضلع زیارت میں صنوبر کے پانچ ہزار سال سے زائد قدیم جنگلات غیر قانونی کٹائی اور متعلقہ حکام کی عدم توجہی کے باعث تباہی کے دہانے تک پہنچ گئے ہیں۔ صنوبر (جونپر) سب سے زیادہ ست رفتاری سے بڑھنے والا درخت ہے۔ زیارت، بلوچستان میں صنوبر کا جنگل دنیا کا تیسرا بڑا جنگل ہے، جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہاں کے بہت سارے درختوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ بھی دیکھا ہو گا۔

WWF کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ قیام پاکستان کے وقت سے اب تک جنگلات اور درختوں سے بچے ہوئے ایک لاکھ اکیاون ہزار پانچ سو ایکڑ کی کٹائی ہو چکی ہے۔ سب سے زیادہ ہوئی جہاں درختوں کی پیداوار درختوں کی کٹائی سب سے بلوچستان اور پھر خیبر پختونخوا عمل سب سے کم ہے۔ رفتار کو روکنے کی اشد کے تحفظات کے سخت قانون جائے نئی نسل اور خاص دوستی کا رشتہ پیدا کرنے کی ہونے والے ہرنچے کے نام کا قدیم مصری تہذیب میں پیدا ہوتی تھی تو اس کے نام جاتے تھے جو اس بچی کے



آ رہی ہیں ان کے نقصان دہ اثرات کو زائل کرنے کے لیے جنگلات کا موجودہ رقبہ کافی نہیں ہو گا اور جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں پاکستان کے موسموں میں نمایاں اور تباہ کن تبدیلی آچکی ہے۔ درختوں کی بے دریغ کٹائی کا سب سے زیادہ نقصان پاکستان کی زراعت کو ہوتا ہے کہ درختوں کی کٹائی کی وجہ سے ان درختوں کی جڑیں مر جاتی ہیں، یوں مٹی پر ان کی گرفت نہیں رہتی جس سے دریاؤں اور ندی

کرتے ہیں۔ مثلاً جنگلات، قضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ بڑھتی ہوئی مقدار کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ ایک درخت سالانہ کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتا ہے اور ۷ ٹن آکسیجن چھوڑتا ہے۔ جنگلات کی حفاظت اور ان کے رقبے میں اضافہ کرنا پاکستان کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ گلوبل وارمنگ کی وجہ سے بارش کی مقدار اور اوقات میں جو ممکنہ تبدیلیاں

بچوں کے بگڑنے میں

عجیب بات ہمارا ایسی ہے

”اتنی اچھی تربیت کی ہے، سب تعریف کرتے ہیں لیکن اچانک شرارتی ہو جاتا ہے، دوسروں کے سامنے شرمندہ کر دیتا ہے۔“

”میرے بچے بہت تنگ کرتے ہیں۔ اسکول سے رات تک ان کے ساتھ ہوتے ہیں پھر بھی ہماری یہ بات



ہم میں سے بہت سے لوگ تربیت کے معنی ہی نہیں سمجھتے۔ تعلیم اور تربیت دو الگ الگ شعبے ہیں۔ بچوں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے۔ تربیت میں ماں اور باپ دونوں کا کردار اہم ہے لیکن زیادہ فعال کردار ماں کا ہے کیونکہ ماں کی محبت و توجہ اتنی بنیادی چیز ہے، جیسے کسی پودے کے لیے دھوپ اور پانی! یاد رکھیں گھر کی چار دیواری میں ہی بچے کی شخصیت بنتی اور سنورتی ہے۔

مدرسہ، مدرسہ سے ٹیوشن! مغرب کے بعد گھر آتے ہیں، گھر آکر بجائے آرام سے بیٹھنے کے ایسی دھماچو کڑی مچاتے ہیں کہ سارا گھر سر پر اٹھالیتے ہیں۔ کتنا ہی باپ کا ڈر ادا دوں، سنتے ہی نہیں۔

اکثر مائیں اپنے بچوں کے لیے پریشان رہتی ہیں کہ بچہ چین نہیں لینے دیتا۔ سکون نام کی چیز نہیں۔ بچے بڑے ہوں یا چھوٹے! اکثر کی مائیں شکوہ کناں دکھائی دیتی ہیں۔ بعض اوقات واقعی بچے اتنا اگ کرتے ہیں کہ بہت سی مائیں پریشان ہو کر ڈانٹنا، مارنا، کوسنا اور طعنے دینا شروع کر دیتی ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ اکثر خواتین لائڈ ان کی کوئی بھی عورت ملے اس سے اپنے بچوں کی نکات شروع کر دیتی

”جینا دراز میں دیکھو وہیں ہوں گی۔“



نہیں سنتے۔ ایسی تمام ماؤں سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا واقعی آپ ان کے پاس ہوتی ہیں؟...؟؟ شاید ایسی اکثر ماؤں نے اپنا وجود تو دے دیا لیکن احساس نہیں دیا۔ بچے ان کے پاس تو ہیں لیکن ان کو ان کی ماؤں نے کتنا وقت دیا۔...؟

”جینا دراز میں دیکھو وہیں ہوں گی۔“

کے راستے میں تعمیرات کا رجحان بھی لمحہ فکریہ ہے، جس کی وجہ سے پانی کی روانی متاثر ہوتی ہے اور پانی کا دباؤ دریا کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کے سبب دیہاتوں اور قریبی شہروں کا رخ کر لیتا ہے۔ دنیا میں ایسے ممالک کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے جنگلات کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دی تو ان کا زرعی شعبہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور غربت و افلاس کے ساتھ بھوک کے چنگل میں پھنس کر وہ تباہ ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہونے والے افریقی ملک ایتھوپیا کی مثال ہمارے سامنے ہے، جس کے تباہی رتبے پر پچھلے جنگلات پچیس برس کے عرصہ میں غیر قانونی کٹائی کی وجہ ختم ہوتے چلے گئے اور آج ایتھوپیا میں جنگلات مجموعی رقبے کا صرف تین فیصد رہ گئے ہیں۔

ایک پودے کو درخت بننے میں برسوں لگ جاتے ہیں اس لیے جہاں درخت لگانا ضروری ہیں، وہاں لوگوں میں درختوں کی حفاظت کا شعور بھی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔



نالوں کے کناروں پر لینڈ سلائڈنگ بڑھ جاتی ہے چنانچہ کم از کم پچاس سالوں میں پیداوار کے قابل ہونے والی مٹی دریاؤں اور ندی نالوں کی خوراک بن جاتی ہے۔

عالمی جریدے سائنٹفک امریکن میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ 2010ء کے دوران پاکستان میں آنے والا تباہ کن سیلاب بھی ملک میں ہونے والی ماحولیاتی خرابیوں اور تبدیلیوں کا نتیجہ تھا۔ جنگلات کے کم ہونے سے بارشوں کا پانی تیزی سے پہاڑوں کی ڈھلوانوں سے میدانی علاقوں کا رخ کرتا ہے اور اپنے ساتھ زر خیز مٹی بہا لے جاتا ہے جبکہ پتھر، ریت و بجری پر مشتمل یہ سیلابی پانی زر خیز اراضی کو ناکارہ بھی بنا دیتا ہے۔

گزشتہ چند برس کے دوران جنگلات نہ ہونے کی وجہ سے ندی نالے اور زرعی مقاصد کے لیے تعمیر کی گئیں آبی گزر گاہیں تباہ ہوئی ہیں۔ سیلاب کا پانی دریاؤں کی گنجائش سے زیادہ ہونے کی وجہ سے قریبی و ملحقہ آبادیوں کو بھی متاثر کرتا ہے، دریاؤں کے کناروں اور آبی گزر گاہوں

معروف عالم دین اور سیاست دان پروفیسر شاہ فرید الحق انتقال کر گئے

معروف عالم و مدرس اور جمعیت علمائے پاکستان کے سابق صدر پروفیسر شاہ فرید الحق طویل علالت کے بعد 26 دسمبر 2011ء کی شام اسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔



اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا لِيَه رَاجِعُونَ

پروفیسر شاہ فرید الحق بھارتی ریاست یوپی کے ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے سیاسیات میں ایم اے کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے کراچی آ گئے۔ یہاں انہوں نے اسلامیہ کالج، نیشنل کالج، جامعہ ملیہ کالج اور لیاقت کالج وغیرہ میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ لیاقت کالج ملیہ کے وہ بانی بھی تھے اور پرنسپل بھی۔ ان کی کتاب ”دساتیر عالم“ جامعہ کراچی میں علم سیاسیات کے نصاب کا حصہ ہے۔ پروفیسر شاہ فرید الحق نے حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ کی تفسیر ”کنز الایمان“ کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔

رُوحانی ڈائجسٹ

دوری ۲۰۱۲ء

دودھ گرتے گرتے بچا کہ آمنہ آگئی۔ ”امی میرا اسکارف استری نہیں ہے۔“

”بیٹا یہی پہن جاؤ رات کو استری کر دوں گی۔“

”امی کل بھی بغیر استری کے پہن کر گئی تھی۔ میڈم نے لائن سے باہر نکال دیا اور پورا ایک پیریز دھوپ میں کھڑا کر دیا۔“

”اب میں ناشتہ تیار کروں یا استری کر کے دوں؟“

اچھا تم چلو میں ناشتہ میز پر رکھ کر استری کرتی ہوں، زینب کو اٹھا دیا۔۔۔۔۔“

”نہیں امی وہ نہیں اٹھ رہی۔“

”زینب ارے زینب اٹھو دیر ہو رہی ہے وین آجائے گی۔“

اتنے میں احمر پھر آگیا ”امی میری جرابیں نہیں مل رہی ہیں، ساری دراز خالی کر دی۔“

”اُت کیا مصیبت ہے! سارے کمرہ میں پھیلا دیا

سامان! ارے بھائی کالی والی پہن جاؤ۔“

”امی وہ تو آپ نے بھگو کر رکھی ہوئی ہیں ہاتھ روم میں۔“

”میرے خدا! ایک میری جان کیا کروں۔ اری زینب اٹھتی ہے یا نہیں؟ دو ہاتھ لگاؤں؟“

نواب زادی کی صبح نہیں ہو رہی ہے۔۔۔۔۔“

اب دو ہاتھ زینب کے گلے، وہ روتی ہوئی اٹھی۔

باورچی خانہ میں چائے ابل ابل کر گر رہی ہے۔

زینب روتے روتے تیار ہو رہی ہے ”امی میرے ناخن نہیں کٹے ہوئے۔“

آمنہ پھر آگئی

”ارے مصیبتوں ذرا سادہ

لو، ناشتہ کرو، پھر کات دیتی ہوں۔“

اور اس ہی بھونچال میں وین آگئی۔

عروج کے شوہر شور برارشت کرتے رہے۔ آخر اٹھ کر باہر آگئے اور ناراض ہونے لگے۔ بچوں نے آدھا کھایا ہو اناشتہ چھوڑا اور وین کے لیے بھاگے۔ اب بیچھے آوازیں دی جا رہی ہیں کہ

”ارے پیسے رکھ لو وہاں بہنوں کے ساتھ چیز کھالینا۔“

اسی افراتفری میں آمنہ بغیر ناخن کٹے، احمر رنگین جرابوں اور زینب صبح ڈانٹ کی وجہ سے بغیر ناشتہ کیے اسکول چلی گئی۔

ایسی صورتحال بہت سے گھروں میں دیکھنے کو مل جائے گی۔ آپ کے ساتھ ایسا ہو اور آپ کے شوہر آپ کو پھوہڑ اور برا بھلا کہیں تو آپ جواب دے کر لڑائی کا آغاز کریں گی یا چپ رہ کر کچن میں جا کر آنسو بہائیں گی۔۔۔۔۔؟؟

عروج کے گھر کا نقشہ شاید بہت سے گھروں کا ہے۔ اکثر کو کم و بیش یہ صورتحال پیش آتی ہے۔

لیکن آپ نے غور کیا غلطی کیا اور کہاں ہوئی۔۔۔۔۔

بچے ایک آواز میں کبھی نہیں اٹھتے اور خاص کر

سروی کے موسم میں۔ آپ آدھے گھنٹے سے اٹھ رہی ہیں اور بچے اٹھ نہیں رہے، اس سے آپ کا غصہ بڑھے گا اور آواز میں تیزی آئے گی۔ اس دوران اگر آپ اپنے شوہر سے شکایت کریں گی تو وہ یا تو بچوں کو ڈانٹیں گے یا پٹائی کر دیں گے اور بچے روتے دھوتے بغیر ناشتہ کیے گھر سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس سے ماں باپ کے درمیان دوری ہوگی اور بچے کی محنت اور کارکردگی دونوں متاثر ہوں گی۔

اچھی ماں کی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت سے پہلے اٹھے سب کام ترتیب اور طریقے سے کرے۔ آپ بھی رات کو ہی استری کر کے جوتے، جرابیں، بیگ ایک جگہ رکھ کر سوئے۔ اس طرح صبح اٹھ کر استری، پالش کے چکر سے

فروری ۲۰۱۲ء

رودکانی ڈائجسٹ

نچ جائیں گی۔۔۔۔۔ اب صرف ناشتہ اور لٹچ تیار کرنا ہے۔ بچہ بھی ذہنی طور پر مطمئن کہ میری سب چیزیں تیار ہیں۔ ایک ساتھ سب کام کرنے سے کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوتا اور ٹینشن بڑھتی ہے جس سے صحیح کام بھی غلط ہو جاتے ہیں۔

صبح اٹھنے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کو رات دس بجے کے بعد کوئی ٹی وی پروگرام دیکھنے نہ دیں۔ اب آئیں دوپہر کے وقت بچے اسکول سے آئے نہیں کہ آپ نے آوازیں لگانا شروع کر دیں۔ کپڑے بدلو، منہ دھو لو، کھانا کھا لو، ٹی وی نہ کھلو، بیگ جگہ پر رکھ دو وغیرہ۔ بچہ آپ کے پاس آکر پورے دن کا احوال سنانا چاہے گا لیکن آپ باورچی خانہ میں مصروف ہیں۔ آپ یا تو سنیں گی یا پھر کہیں

گی کہ رات کو سن لوں گی، لیکن جب وہ زیادہ اصرار کرے گا تو آپ جھڑک دیں گی ”ارے بھئی میں بھاگی تو نہیں جا رہی ہوں صبر کرو۔ آتے ہی بولنا شروع کر دیا۔ سارا وقت اسکول بھی گزار کر آئے ہو گھر میں تو چین لو۔“

رات کو آپ اپنے کاموں سے جب فارغ ہوں گی، جب بچہ سو چکا ہو گا اور انجانے میں ایسی کیا بات ہے جس کو وہ آپ کو سنانا چاہتا تھا۔ جس بات کو آپ معمولی سمجھ رہی ہوں وہ معمولی ہرگز نہ ہو۔ کتنے بچے اس طرح بری صحبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ بچہ آپ سے چھ سات گھنٹے دور رہتا ہے وہ آپ کو مس کر رہا تھا۔ اب وہ

آکر آپ کی توجہ چاہے اور آپ اس کو نہ ملیں تو وہ روئے گا، ضد کرے گا اور چڑچڑاپن کا مظاہرہ کرے گا۔

ہم میں سے اکثر مائیں یہ بھول جاتی ہیں کہ بچہ آخر بچہ ہی تو ہے۔ اس کے مسائل بے شک آپ کے لیے چھوٹے ہوں گے، لیکن اس کے لیے تو بہت بڑے ہیں۔ غلطی آپ کی ہے کہ ان چھ گھنٹوں میں آپ نے سارے کام کیوں نہیں نبٹا لیے۔ دراصل شوہر اور بچوں کے بھیجنے کے بعد آپ کمر سیدھی کرنے لیٹیں تو زیادہ دیر سو گئیں، لہذا

فروری ۲۰۱۲ء

رودکانی ڈائجسٹ

فروری ۲۰۱۲ء

رودکانی ڈائجسٹ

رودکانی ڈائجسٹ

سارے کاموں میں دیر ہو گئی یا پھر ٹیلی فون پر یا پھر پڑوسن سے باتیں کرنے میں وقت ضائع ہو گیا۔ ٹی وی پر کوکنگ کا پروگرام دیکھتے دیکھتے کوئی اور چینل دیکھنے میں وقت گزر گیا، یا پھر آپ کے کاموں کی ترتیب ہی درست نہیں تھی۔

کھانا کھاتے وقت سب کی باتیں سنیں۔ بچوں کو احساس دلائیں کہ جب ایک بھائی یا بہن بات ختم کرے تو دوسرے کی بات سنیں گی۔۔۔۔۔ اس طرح بچوں کو آپس میں ایک دوسرے کا احترام سکھائیں۔ پیار سے سمجھائیں۔ ورنہ یاد رکھیں یہی بچے جب آپ کی توجہ نہیں ملے گی تو کسی اور جگہ پناہ ڈھونڈے گا۔

ہم میں سے اکثر والدین اپنے آنے والے بڑھاپے کو بھول جاتے ہیں، جب ہم ان کی ذرا سی توجہ کے طالب ہوں گے، اور شاید پھر ان کے پاس دو گھڑی بات کے لیے وقت نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ آج کی نسل کئی کئی گھنٹے کمپیوٹر کے آگے چیٹنگ میں وقت گزار دیتی ہے۔ تب والدین کو یاد آتا ہے کہ جوانی میں سارا وقت کاموں میں گزار دیا، ان کے لیے وقت نکال نہیں پائے تھے۔ آسانکھوں کے ڈھیر لگا دیے لیکن اپنا آپ نہیں دیا۔

دوپہر سے مغرب تک بچہ ٹیوشن اور بدرسہ چلا گیا یوں وہ ایک بار پھر گھر سے دور ہو گیا۔ مغرب کے بعد وہ گھر میں داخل ہوتے ہی، بھوک بھوک کے نعرے لگائے گا یا کھیل کود اور شور مچائے گا۔ اس وقت آپ رات کے کھانے کی تیاری

کرتی ہیں، آپ

کرتی ہیں، آپ

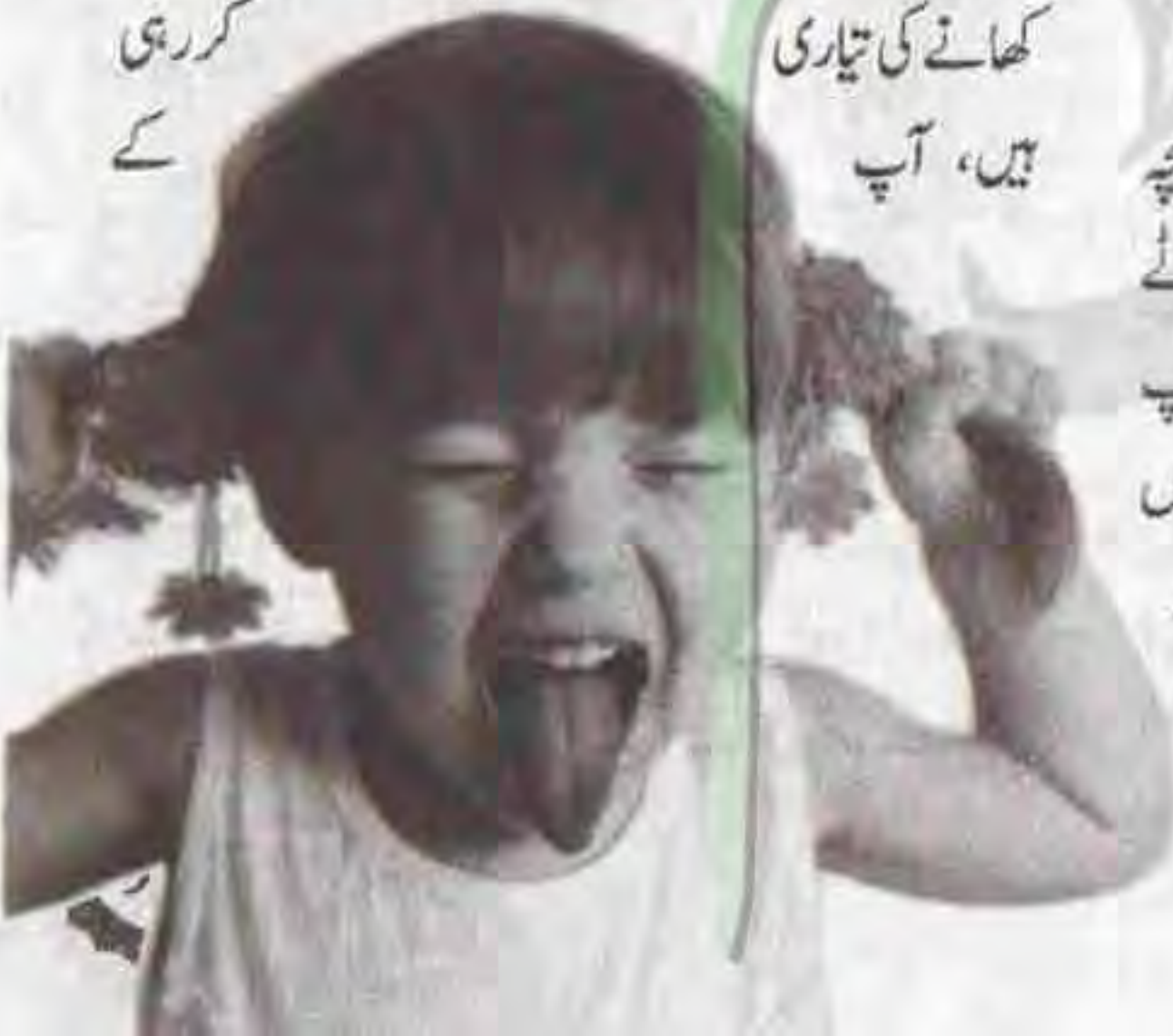
کرتی ہیں، آپ

کرتی ہیں، آپ

کرتی ہیں، آپ

کرتی ہیں، آپ

کرتی ہیں، آپ



شوہر کے آنے کا وقت بھی ہے۔ بچہ یا تو ٹی وی کا ولیم تیز کر کے پروگرام دیکھ رہا ہے یا کمرے میں اچھل کود، بچوں کے بال بے ترتیب ہیں، لڑکوں کے منہ نہیں دھلے ہوئے اور آپ چیخ رہی ہیں ”آئے دو تمہارے پاپا کو ایسی مار لگو اؤں گی کہ یاد رکھو گے۔ میں عاجز آگئی ہوں تمہاری بد تمیزیوں سے....“

بچے یا تو باہر کھیلنے چلے جائیں گے یا پھر آپ کی باتوں پر دھیان نہیں دیں گے۔ لیجیے شوہر نامدار کے آنے کا وقت بھی ہو گیا۔ وہ باہر دو بچوں کو دوسرے بچوں سے لڑتے دیکھ کر پکڑ کر لارہے ہیں، گھر میں ٹی وی کا ولیم تیز ہے۔ کوئی بے ہودہ سا ڈانس ہو رہا ہے اور بچے دیکھ رہے ہیں۔ بیگم کی آواز باہر تک آرہی ہے۔ آفس کی تھکاوٹ اور ٹریفک میں کافی دیر پھنسے رہنے کی وجہ سے سر درد سے پھٹ رہا ہے اور پھر سے گھر کی وہی بے ترتیبی....

بیوی کو جس حلیہ میں جس جگہ چھوڑ کر گئے تھے، شام کو بھی اسی حلیہ میں ملتی ہے تو جھنجھلاہٹ مزید بڑھ جاتی ہے۔ بچوں کے خلاف سرزنش کرتے ہیں تو بیوی جو پہلے سے ہی عاجز ہے، تنک کر جواب دیتی ہے اور یوں محاذ کھل جاتا ہے یا پھر وہ بچوں کی شکایت لگانا شروع کرتی ہیں۔ بالفرض آپ نے ایسی صورت حال میں سب کو ڈانٹ کر ان کے کمروں میں بھیج دیا، اس طرح سکون تو ہو گیا لیکن اس سکون میں بھی بہت سے طوفان چھپے ہوئے ہیں، جو وقت گزرنے کے بعد سامنے آسکتے ہیں۔ ایسی ہی صورت حال سے گھبرا کر بعض شوہر رات دیر سے گھر میں آتے ہیں۔

رات کو کھانا کھا کر سب ڈرامہ دیکھنے بیٹھ گئے یا پھر بچہ سو گیا۔ آپ نے سب کو اپنی اپنی جگہ پر لٹایا۔ اس وقت اندر کی ممتا اُٹھ آئی۔ ماں تو ماں ہے! سوتے ہوئے بچوں کو پیار کرے گی، اس وقت اس کی ممتا کو تو تسکین ہوگی لیکن بچوں کو کیا پتہ ہے۔ امی نے ان کو کتنا پیار کیا۔ اس وقت آپ کو یاد آئے گا کہ یہ اسکول سے آتے ہی مجھ سے کوئی

ضروری بات کر رہی تھی اور میں نے سنا نہیں۔ اب دل کو ہر طرح سے تسلی دے رہی ہیں، اسکول کی کوئی بات ہوگی، سہیلی کی ہوگی وغیرہ.... اگر آپ اس وقت بچوں کی باتیں سن لیں گی تو سمجھیں کہ ان کے دل کا برتن خالی ہو گیا۔ اب اس کے دل کے برتن میں آپ کے لیے جگہ ہے، آپ جو کچھ نصیحت کریں گی، وہ اس کے دل میں جگہ بنا لے گی۔

بچے رو بوٹ نہیں جو ہمارے اشارے سے چلیں۔ بے شک ایک چڑچڑی ماں سارا دن بہت سا کام کاج کرتی ہے، اپنا آپ مارتی ہے لیکن اس کی محنت اس وقت رائیگاں چلی جاتی ہے جب وہ کھانا اپنے بچوں کے آگے رکھ کر اُٹھ جاتی ہے۔ ہم میں سے بہت سے لوگ تربیت کے معنی ہی نہیں سمجھتے۔ تعلیم اور تربیت دو الگ الگ شعبے ہیں۔ بچوں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے۔ تربیت میں ماں اور باپ دونوں کا کردار اہم ہے لیکن زیادہ فعال کردار ماں کا ہے کیونکہ ماں کی محبت و توجہ اتنی بنیادی چیز ہے، جیسے کسی پودے کے لیے دھوپ اور پانی! یاد رکھیں گھر کی چار دیواری میں ہی بچے کی شخصیت بنتی اور سنو دیتی ہے۔

عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ بچے پانچ سال کی عمر تک ہر قسم کی روک ٹوک سے آزاد ہوتا ہے۔ جیسے ہی پانچ سال کا ہوا اس پر پابندی کا سلسلہ شروع ہو گیا، کیونکہ یہ عمر اس کے اسکول جانے کی ہے۔ اب تک جس بچے کو اتنا پیار، توجہ اور آزادی مل رہی تھی، اس کو گھورتی آنکھیں، ڈانٹ پھنکار ملنے لگے تو وہ خود کو تنہا محسوس کرے گا اور سوچے گا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہوا....؟ نتیجتاً بے وجہ ضد، وقت بے وقت رونادھونا یا کوئی ایسی حرکت کرے گا جس سے والدین کی توجہ حاصل ہو۔

پانچ سے دس سال کی عمر کے بچوں کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ، مار پیٹ یا تو اُسے باغی بنادے گی یا ان کے اندر کینہ و بغض کو ابھار دے گی۔ اس طرح سے بعض بچے یا تو مریض

بن جاتے ہیں یا پھر گھر سے باہر پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ یاد رہے یہی وہ عمر ہوتی ہے جب کہ بچے بلوغت کے مراحل سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں غلط صحبت عمر بھر کا پچھتاوا بن جاتی ہے۔

اکثر بچے اس موقع پر بھی رویہ تبدیل کرتے ہیں جب کسی ننھے مہمان کی آمد ہوتی ہے۔ اس وقت والدین کو بہت مناسب رویہ اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ چھوٹا بچہ تو زیادہ تر سوتا رہتا ہے۔ اس وقت بڑے بچے کو اس کے بڑے ہونے کا احساس دلانیں، چھوٹے کا خیال رکھنا اور اس کے چھوٹے چھوٹے کاموں کی ذمہ داری لگائیں کہ منے بھائی کی چیزیں لا کر دو، اس کو بتائیں کہ یہ بڑا ہو کر تمہارے ساتھ کھیلے گا اور دوسری باتیں جس سے اس کے اندر اپنے بھائی یا بہن کی محبت اُجاگر ہو۔

اس کے علاوہ والدین جذبات کی رو میں بہہ کر ایک بچے کو تو مکمل آزادی دے دیتے ہیں اور دوسرے پر بے جا روک ٹوک کرتے ہیں۔ بہت سے والدین اس دور میں بھی بیٹے کو بیٹی پر فوقیت دیتے ہیں۔ کسی ذہین بچے کو شباباشی دینا اور کم نمبر لانے والے بچے کو ہر وقت طنز کا نشانہ بنائے رکھنا... ایسے رویے بھی بہت سے والدین لپٹائے ہوئے ہیں۔

اکثر جب بچے دس بارہ سال کے ہو جاتے ہیں تو والدین ان کو بڑا سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کے ہر کام میں تنقید، وہ کوئی کام خود سے کریں تو ان کو کہیں گے کہ تم کب سے بڑے ہو گئے اور اگر وہ پوچھیں تو طنز کریں کہ بڑے کب ہو گے۔ دراصل والدین خود ذہنی طور پر سمجھ نہیں پاتے وہ اس عمر کے بچوں کو بڑوں میں سمجھیں یا چھوٹوں میں... یہ رویے ان بچوں کی نفسیات کو تباہ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نہ تو وہ بالغوں میں شمار ہوتے ہیں اور نہ ہی بچوں میں.... اس مشکل مرحلے پر ان کو نظر انداز کرنا ان پر نفسیاتی ظلم ہے۔

بعض والدین اپنے بچوں کو جائز بات بھی کہنے نہیں دیتے۔ ایسے والدین کا رعب اتنا ہوتا ہے کہ فطری طور پر بچے ماں باپ سے دور ہو جاتے ہیں۔ ایسے والدین کا فیصلہ حرف آکر تصور کیا جاتا ہے۔ نتیجہ بچے والدین سے باغی ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر کام والدین سے چھپ کر کرتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اگر والدین سے کسی کام کی اجازت مانگیں گے تو وہ ہر گز نہیں ملے گی۔ ایسے والدین کو چاہیے کہ گھر میں دوستانہ ماحول پیدا کریں، بچوں کو پیار و محبت سے اعتماد میں لیں اور ان کے ہر کام میں حوصلہ افزائی کریں۔ بچوں کے بگڑنے کا سب سے بڑا اور اہم سبب والدین کا بچوں کی تربیت سے کنارہ کش ہونا ہے۔ ماں اس لذت کی بڑی ذمہ دار ہے۔ اس لیے کہ ماں ولادت سے جوان ہونے تک قدم قدم پر بچے کے ساتھ ہوتی ہے۔

بچوں کو خوش رکھنے کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ مٹنگے کھلونے، ہوٹلنگ یا پیسے دینا بلکہ ان کے ساتھ کبھی کبھار کھیل میں شریک ہونا، کبھی کہانی سنانا، کبھی لطیفہ سنا کر ہنسانا ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

بچوں کو وقت دیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر چھوٹے چھوٹے مسائل پر گفتگو کریں، ان کے لیے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالیں، ان کو اپنی موجودگی کا احساس دلائیں، تاکہ ان کے دل میں والدین کی قدر ہو۔ ہم بچوں کے سامنے اپنی پریشانیوں کا رونا روتے ہیں مگر کبھی اپنی پریشانیوں سے نکل کر ان کے دل کی باتیں بھی ہمیں سننی چاہئیں۔ صرف اسکول بھیج دینے سے والدین کے سارے فرائض پورے نہیں ہو جاتے اور نہ ہی پیسہ آجانے سے بچوں میں تمیز و تہذیب آتی ہے۔ بچوں کو بنیادی طور پر آپ کے پیار و توجہ کی ضرورت ہے، ایسی توجہ ہی ان کو آپ کے قریب لائے گی۔



آہ ارفع کریم....!



دنیا کی کم عمر ترین آئی ٹی پروفیشنل اور مائیکروسوفٹ کمپنی کی کم عمر رکن ارفع کریم 26 یوم بے ہوشی میں مبتلا رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملی۔

ان اللہ وانا الیہ راجعون

فیصل آباد سے تعلق رکھنے والی 16 سالہ ارفع کریم نے 9 برس کی عمر میں امریکی سوفٹ ویئر کمپنی مائیکروسوفٹ سے سافٹ ویئر انجینئر کی سند حاصل کر لی تھی۔ عالمی شہرت حاصل کرنے والی اس کم عمر طالبہ نے پاکستانی قوم کا سرفخر سے بلند کر دیا تھا۔

ارفع کریم کے اعزاز نے دکھوں، مصیبتوں اور ناکامیوں سے دوچار قوم کو پیغام دیا تھا کہ نسل نو بڑی زرخیز ہے اور اقوام عالم میں اسے عزت و احترام کا بلند مقام دلا سکتی ہے۔ ارفع کریم کو رب کائنات نے ایک مختصر سی زندگی عطا کی تھی، لیکن اس نے مختصر سی زندگی میں ایک عظیم کارنامہ انجام دے کر قوم کو مسرت و شادمانی سے ہمکنار کیا تھا۔

ارفع کریم 2 فروری 1995ء میں فیصل آباد کے ایک گاؤں رمدے میں لیفٹیننٹ کرنل امجد کریم کے گھر پیدا ہوئیں اور اپنی زندگی کی پہلی دہائی مکمل کرنے سے قبل ہی دنیا کی کم عمر ترین مائیکروسوفٹ پروفیشنل کے طور پر مقبولیت کی معراج حاصل کر لی۔ ارفع کو صرف دس سال کی عمر میں پرائیڈ آف پرفارمنس ملا، جس کے حصول کے لیے لوگ ساری عمر گزار دیتے ہیں۔ 9 سال کی عمر میں کمپیوٹر کی دنیا پر کند ڈالنے والی یہ بچی نعت خوانی کا مقابلہ ہو یا بحث و مباحثہ ہو، وہ اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کو پیچھے چھوڑ جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اس وقت صدر ارقی ایوارڈ کے علاوہ مادر ملت گولڈ میڈل اور سلام پاکستان یوتھ ایوارڈ 2005ء سے بھی نوازا گیا۔ ارفع پاکستان کی اس ہونہار اور باصلاحیت بچی نے اپنی خداداد صلاحیت کے بل بوتے پر کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے وسیع میدان میں اپنے نام کی طرح بلند مقام پایا۔ وہ بچپن سے ہی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے باتوں کو سمجھنے اور محسوس کرنے میں کمال رکھتی تھی۔ جب اس نے اسکول میں پہلی دفعہ کمپیوٹر دیکھا تو گھر میں اس کی فرمائش کر دی۔ وہ اپنے اساتذہ کی نگرانی میں اسکول کی چھٹیوں میں صبح 9 بجے سے شام 5 بجے تک تحقیق کا کام کرتی تھی۔ یہ باکمال لڑکی اڑھائی سال کی عمر میں جس آواز کو سنتی تھی اسی کی کاپی کر لیتی تھی۔ اپنی دادی کی گود میں چھ کلمے یاد کر لینے والی ارفع نے کمپیوٹر کے عالمی امتحان میں کامیابی حاصل کر کے مائیکروسوفٹ سرٹیفائیڈ پروفیشنل ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا تھا۔

ارفع کریم کا سانحہ ارتحال اس کے والدین اور اعزہ و اقارب کے ساتھ پوری پاکستانی قوم کے لیے بھی گہرا صدمہ ہے۔ خالق کائنات ہی اس کائنات کے اسرار و رموز جانتا ہے، جس نے پاکستان کی ذہین، باصلاحیت اور کم عمر بچی کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ بے مثال صلاحیتوں کی حامل ارفع کریم اس بات کی علامت تھی کہ اگر اس قوم کو اچھی قیادت اور صحیح نظام مل جائے تو یہ دنیا کی امامت و قیادت کی اہلیت رکھتی ہے۔

دن کا ایک بج رہا تھا۔ دھوپ کی شدت کی وجہ سے کہیں سنان تھیں۔ میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا اراعی سابق آئی جی پنجاب کی

کام کرتے ہوئے 25 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا تھا۔ میں نے چائے کی پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا، وہ میرے سوال کو سمجھ گیا اور ایک عجیب و غریب مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

مہمانِ عالم

اعترافِ گورکھ!

بیدری صاحب! لوگ دولت کے انبار کیوں لگاتے ہیں۔ ہر شہر ہر ملک میں بڑی بڑی کوٹھیاں بنگلے کیوں بناتے ہیں؟ میں وزیر خان کے اس سوال پر خاموش رہا۔

میں نے ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ بجلی گئی ہوئی تھی، گیٹ کی نے دستک دی۔ میں نے جب گیٹ کھولا تو اپنے سامنے وزیر خان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ گرمی سے اس کا



بیدری صاحب ہمارا سیٹھ ارب پتی نہیں بلکہ کھرب پتی تھا۔ کراچی سمیت پاکستان کے ہر بڑے شہر میں اس کی کوٹھیاں تھیں۔ امریکہ، برطانیہ،

پینے سے اور ہو رہا تھا۔ نے اسے اپنے ایک روم میں لایا اور بوتل سے گلاس میں لے کر اس کی طرف بڑھا دیا، وہ پانی پی

فرانس وغیرہ میں بھی اس کی پر تعیش رہائش گاہیں تھیں۔ مغربی ملکوں کے بینکوں میں اس کے اربوں ڈالر جمع تھے۔ اس کے گھر پر نئی نئی گاڑیوں کا ایک قافلہ تھا، نوکروں مسلح گارڈوں کی بھیڑ تھی، اس کا پچھلے دنوں ہارٹ ایک سے انتقال ہو گیا۔ شہر کے ماہرین قلب کی ایک ٹیم اس کی جان بچانے کی سر توڑ کوشش کرتی رہی لیکن وہ اسے مرنے سے نہ بچا سکے۔ اس کے انتقال پر مل میں چھٹی کر دی گئی۔ وہ ایک دن پہلے بھلا چنگا تھا۔ میں ڈیل ڈیوٹی کرنے کی وجہ

میں حیران تھا کہ ایسی تیز میں اسے 6-5 کلومیٹر پیدل آ رہا تھا۔ میں نے اسے 6-5 کلومیٹر پیدل آنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔

ظہیر اختر بیدری

ظہیر اختر بیدری، اس کا پچھلے دنوں ہارٹ ایک سے انتقال ہو گیا۔ شہر کے ماہرین قلب کی ایک ٹیم اس کی جان بچانے کی سر توڑ کوشش کرتی رہی لیکن وہ اسے مرنے سے نہ بچا سکے۔ اس کے انتقال پر مل میں چھٹی کر دی گئی۔ وہ ایک دن پہلے بھلا چنگا تھا۔ میں ڈیل ڈیوٹی کرنے کی وجہ

ظہیر اختر بیدری، اس کا پچھلے دنوں ہارٹ ایک سے انتقال ہو گیا۔ شہر کے ماہرین قلب کی ایک ٹیم اس کی جان بچانے کی سر توڑ کوشش کرتی رہی لیکن وہ اسے مرنے سے نہ بچا سکے۔ اس کے انتقال پر مل میں چھٹی کر دی گئی۔ وہ ایک دن پہلے بھلا چنگا تھا۔ میں ڈیل ڈیوٹی کرنے کی وجہ

سے بہت تھکا ہوا تھا۔ اپنی مشین کے پاس میں دیوار سے ٹیک لگا کر تھوڑا سا آرام کر رہا تھا، سیٹھ کا دھر سے گزر ہوا، اس نے مجھے ایک زوردار ٹھوکر لگائی، میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں کام کرنے آتے ہو یا آرام کرنے۔“

سیٹھ نے نفرت سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ نہ کوئی کہانی ہے، نہ افسانہ بلکہ ایک ایسی کھردری اور شرمناک حقیقت ہے، جس کا ہر مزدور کو ہر روز سامنا رہتا ہے۔

میں اپنے دوپٹے کمرے کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے ذہن میں ایک عجیب و غریب خیال آیا۔ بالکل عجیب و غریب۔

میں تیزی سے اٹھا اور اپنے مل کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ چوکیداروں سے میری دوستی تھی۔ میں نے ایک چوکیدار سے پوچھا۔ سیٹھ کون سے قبرستان میں دفن کیا جائے گا....؟ چوکیدار نے قبرستان کا نام بتایا اور یہ بھی بتایا کہ سیٹھ کی تدفین عصر میں ہوگی۔ میں گھر آیا، چائے پی اور اس قبرستان کی طرف چل پڑا، جس کو عموماً دولت مندوں کا قبرستان کہا جاتا تھا۔ میرے دل میں جانے کیوں یہ خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ میں سیٹھ کی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودوں....! کیا آپ میری اس خواہش کا کوئی مطلب یا مقصد بتا سکتے ہیں۔

میں حیرت سے وزیر خان کی باتیں سن رہا تھا۔ بیدری صاحب اس کی وجہ تو خود مجھے بھی نہیں معلوم۔ بہر حال میں قبرستان پہنچا اور جلد ہی اس قبر تک پہنچ گیا جو سیٹھ کے لیے کھودی جا رہی تھی۔ سخت گرمی تھی، میں نے گورکن کو سلام کیا۔ گورکن جو کافی تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا، قبر سے باہر آیا۔ قبر بڑھ دو فٹ سے زیادہ گہری نہیں تھی، ابھی کافی کھدائی باقی تھی۔ میں نے گورکن سے کہا، بابا تم تھک گئے ہو، اگر تمہیں کوئی

اعتراض نہ ہو تو باقی قبر میں کھودوں۔ عمر سیدہ تھکے ہوئے گورکن نے میری اس پیشکش پر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گینتی (کدال) میرے ہاتھ میں تھما دی۔ گینتی ہاتھ میں آتے ہی میری آنکھوں سے آنسو ڈھلک گئے۔ میری آنکھوں کے یہ آنسو غم کے تھے، خوشی کے، اس کا مجھے بالکل اندازہ نہ تھا۔ میں نے قبر کی کھدائی شروع کر دی۔ میں مشینوں پر کپڑا بناتا ہوں۔ قبر کی کھدائی جیسی محنت میں نے کبھی نہ کی تھی، حتیٰ کہ میرا ایک بیٹا دوا میں نہ ملنے سے جب مر گیا تو اس کی قبر بھی میں نے نہیں گورکن ہی نے کھودی تھی، لیکن آج خدا جانے مجھ میں کہاں سے اتنی جان آگئی تھی کہ میرے ہاتھ رُک ہی نہیں رہے تھے۔ گورکن حیرت سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دو تین مرتبہ مجھ سے کہا کہ میں اب تھوڑا آرام کر لوں، باقی قبر وہ کھود لے گا۔

لیکن میں نے گورکن کو یقین دلایا کہ میں ذرا بھی نہیں تھکا ہوں۔ دھوپ تیز ہو رہی تھی، پسینے سے میرے کپڑے گیلے ہو گئے تھے لیکن میرے ہاتھ رُک ہی نہیں رہے تھے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میرے ہاتھوں میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی....؟ وزیر خان نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا، میں چپ رہا۔ وہ کہنے لگا۔ تین گھنٹے کی لگاتار کھدائی کے بعد قبر تیار ہو گئی۔ گورکن نے قبر میں اتر کر قبر کی گہرائی کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔ وزیر خان قبر زیادہ گہری ہو گئی ہے۔ میں نے جانے کس خیال کے تحت کہا۔ بابا قبر کو اور زیادہ گہری ہونا تھا۔ پھر ہم دونوں قریب کے ایک نیم کے درخت کے سائے میں جا بیٹھے۔ گورکن نے اپنے شاہرے روٹی نکالی ہم دونوں نے تھوڑی تھوڑی روٹی کھائی۔

عصر کے بعد جنازہ آیا۔ میں نے اپنا رومال اپنے چہرے پر باندھ لیا۔ قبرستان میں قیمتی کپڑوں میں ملبوس

بڑے بڑے لوگوں کا ہجوم تھا لیکن سیٹھ اکیلا چٹائی کے بستر پر ڈولے میں لیٹا ہوا تھا۔

میں سوچ رہا تھا سیٹھ نے ہزاروں مزدوروں کو بھوکا مار کر کاروبار میں ہیر پھیر کر کے دولت کے جواہر ملکی اور غیر ملکی بینکوں میں جمع کر رکھے تھے، وہ کہاں ہیں۔

وہ کوٹھیاں، بنگلے کہاں ہیں جو سیٹھ نے پاکستان کے ہر بڑے شہر اور دنیا کے کئی بڑے شہروں میں لے رکھے تھے۔ قیمتی کاروں کا وہ بیڑہ کہاں ہے، وہ ملازمین اور مسلح گارڈز کی فوج کہاں ہے جو اس کی کوٹھی پر سیٹھ کے اشارہ ابرو کی منتظر ہوتی تھی۔

گورکن کی اجازت سے میں قبر میں اُترا، سیٹھ کی میت کے نیچے چادریں دے کر سیٹھ کے بھاری جسم کو قبر میں اتارا گیا۔ میں نے سیٹھ کی لاش کو قبر میں لٹایا، سیٹھ کے مردہ جسم پر اس سفید لٹھے کا لباس تھا جو ہمارے مزدور

بناتے ہیں۔ لوگوں نے کہا آخری دیدار کراؤ۔ میں نے سیٹھ کی لاش کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ کل تک نفرت سے مزدوروں کو دیکھنے والی آنکھیں بند تھیں۔

پھر سیٹھ کی قبر کو سینٹ کی سلیپوں سے بند کر دیا گیا۔ میں نے قبر کو مٹی سے ڈھانک دیا۔ مٹی پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔ یہ پانی منرل واٹر نہ تھا، مٹی سے آلودہ گند اپانی تھا۔ اس پر پھولوں کی چادریں ڈالی گئیں، پھر سارے لوگ چلے گئے۔

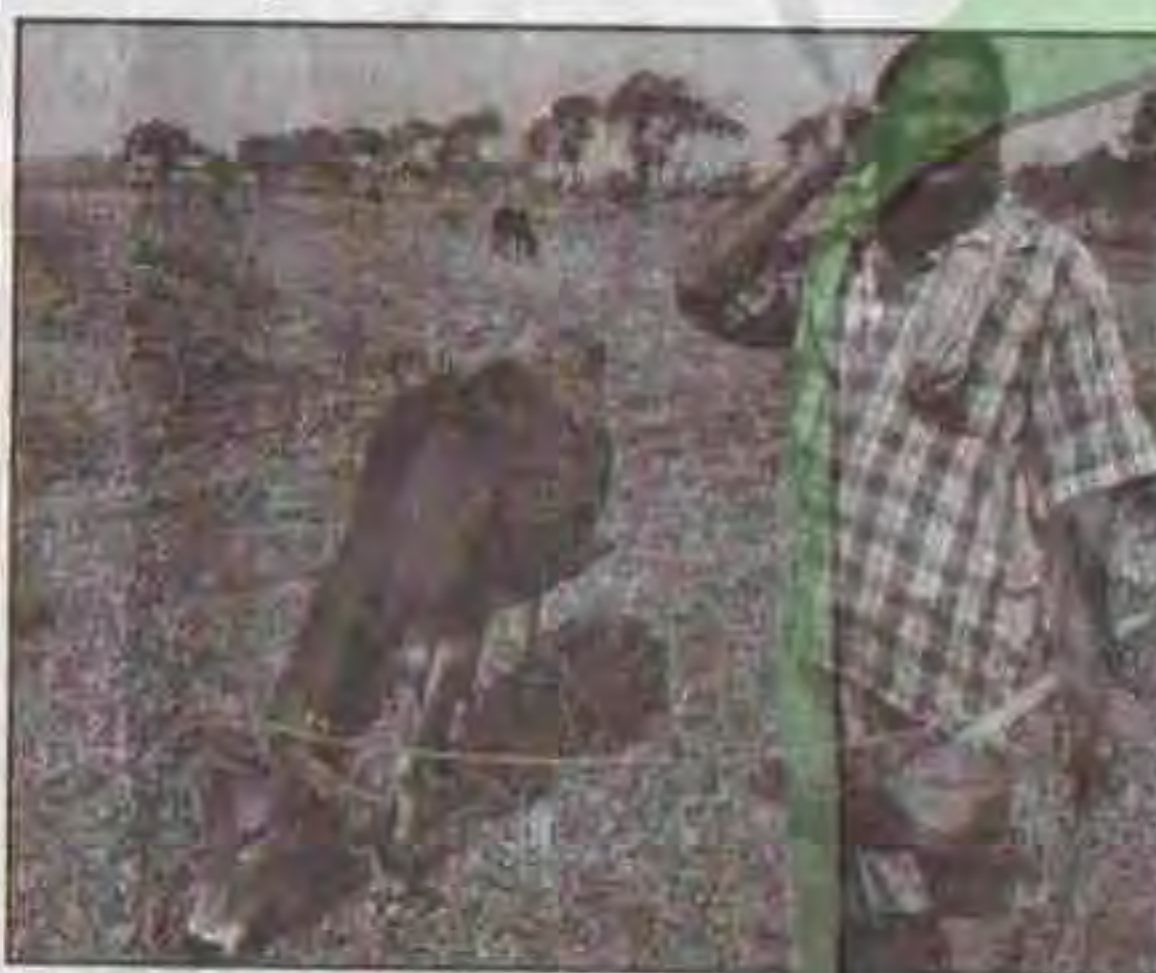
میں یہ عجیب و غریب کہانی آپ کو سنانا چاہتا تھا۔ اسی لیے میں اس قیمتی دھوپ میں آپ کے پاس آیا ہوں۔

میں حیرت سے وزیر خان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ایک اعزازی گورکن کی طرف جو چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)



موبائل فون سے کانوں کی حالت پر اچھا اثر!

آکسفیم کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق ترقی پذیر ممالک میں موبائل فون کے استعمال سے چھوٹے کسان فصلوں کی پیداوار دس فیصد سے زیادہ تک بڑھا سکتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق موبائل فون کے ذریعے کسان بینکنگ سہولت کا فائدہ اٹھا سکیں گے، جنوبی ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک میں اب لینڈ لائن کے بجائے موبائل سروس کا استعمال زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ بیشتر کسانوں اور تاجروں کے پاس موبائل فونز ہیں۔ اگر چھوٹے کسانوں کو موبائل فون کے ذریعے فصلوں کے بازار کے بھاؤ کی معلومات ہوں، موسم کی پیش گوئی کا علم ہو اور فون پر بینکنگ سہولت بھی موجود ہو تو انہیں کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اگر ایسا ہوتا ہے تو پیداوار دس فیصد سے زیادہ بڑھے گی اور خوردنی اشیاء کی قلت بھی کم ہو جائے گی۔ اقوام متحدہ کی جانب سے پہلے ہی خبردار کیا جا چکا ہے کہ 2015ء تک خوراک کی کمی کا شکار لوگوں کی تعداد میں پچاس فیصد کی کمی کرنے کی کوششوں میں خوراک کی بڑھتی قیمتیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔



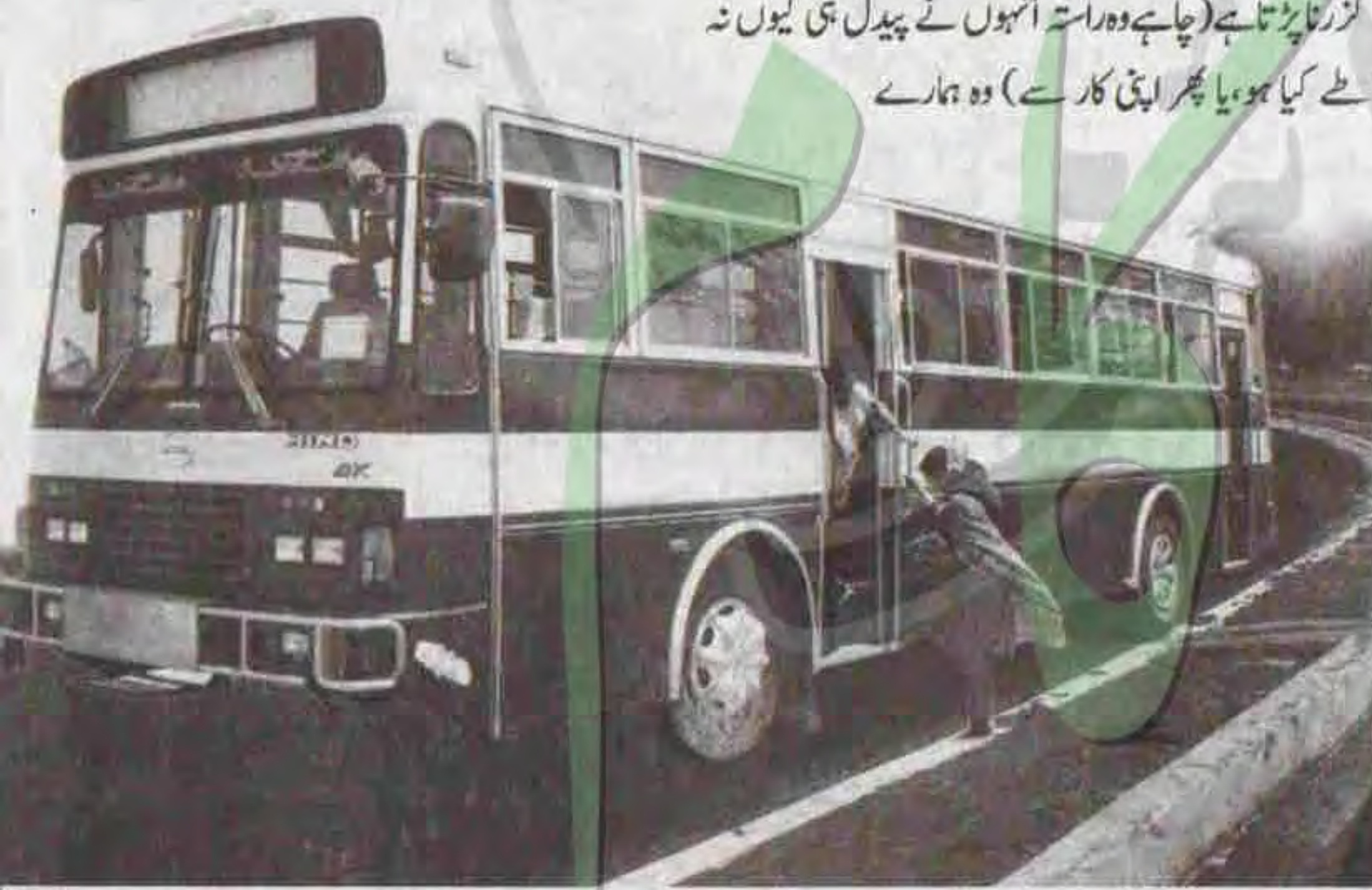
خواتین اور پبلک ٹرانسپورٹ کے مسائل

اسلامی اور مشرقی معاشرے کے لیے ایک سوالیہ نشان ہے آج وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خواتین کی بڑھتے ہوئے تعلیم کے میدان میں قابلیت کو منوالیا ہے، جس کی وجہ سے زندگی کے بیشتر شعبوں میں خواتین مردوں کے شانہ بشا خدمات انجام دے رہی ہیں۔ لیکن اس کی انہیں ہر قدم پر قیمت بھرنی پڑتی ہے۔ ایک بہت سے مردوں نے لیا

آج کے دور میں ہر عمر اور ہر طبقے کی خواتین کو روزانہ تعلیم، ملازمت، انٹرویو، بچوں کو اسکول سے لانے یا لے جانے یا پھر اکثر اوقات شاپنگ کے لیے نکلنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی خواتین ایسی ہیں جنہیں گھر کی ذمہ داریوں کے علاوہ ان دیگر ذمہ داریوں سے بھی خود ہی عہدہ برآں ہونا پڑتا ہے جو پہلے مردوں کے ذمے تھیں۔ جن میں ہر طرح کے بلوں کی ادائیگی کے لیے گھر سے نکلنا بھی شامل ہے۔ لیکن گھر سے لے کر اپنی منزل تک پہنچنے کے دوران بہت سی خواتین کو جس ذہنی کرب سے گزرنا پڑتا ہے (چاہے وہ راستہ انہوں نے پیدل ہی کیوں نہ طے کیا ہو، یا پھر اپنی کار سے) وہ ہمارے

ایسی سبب سے کتنی خواتین ہیں جو اپنے خاندان کے لیے کچھ کرنے کا ناصرف جذبہ رکھتی ہیں بلکہ ان کے اندر بہت سی صلاحیتیں اور قابلیت بھی موجود ہے، وہ اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر کے اپنے شوہر، والد اور بھائیوں کا معاشی بوجھ بھگاتا کرنا چاہتی ہیں لیکن ہمارے ارد گرد کا ماحول اور خاص طور پر سفر کے مسائل ان کے حوصلے کو گھٹا دیتے ہیں۔

ہیں دوسرے بعض مردوں نے خواتین کے لیے عزت احترام کے رویوں میں بہت کمی کر دی ہے۔ معاشرتی ارتقاء



فروری ۲۰۱۲ء

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”انسان اپنے دوست

کے دین پر ہوتا ہے۔ پس

دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرنا ہے۔“

(کنز العمال)

مراقبہ مال عجمان

عجمان: 00971-6-7474135

مصطفیٰ: 00971-50-4643584

شاہد: 00971-50-9788206

اور تعلیم نے جہاں اکثر خواتین کو ذہنی طور پر بہت باشعور بنادیا ہے، وہاں یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ کچھ مرد ذہنی اور اخلاقی طور پر پستی کی طرف جارہے ہیں۔

روزانہ صبح ہی صبح طالبات جن میں اسکول کی ننھی منی بچیوں سے لے کر کالج اور یونیورسٹی کی لڑکیاں بھی شامل ہیں، پیدل چل رہی ہوں تو راہ چلتے لفنگوں کی چھینر چھاڑ سے لے کر بظاہر شریف اور تعلیم یافتہ نظر آنے والے مردوں کی نظروں سے بچتی بچاتی جب اپنی درس گاہ پہنچتی ہیں تو ذہنی کوفت سے ان کی پڑھائی متاثر ہوتی ہے۔ بعض مرتبہ تو نوبت چھینر چھاڑ اور بے ہودہ جملے بازی سے بڑھ کر پیچھا کرنے تک آجاتی ہے۔ اسی طرح اسکول، کالج اور یونیورسٹی سے واپسی پر گاڑی میں لفٹ دینے کی پیش کش کرنے والے بھی پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔ اکثر لڑکیاں روزانہ اس قسم کی ذہنی پریشانیاں برداشت کرتی رہتی ہیں، لیکن گھروں میں اس لیے بتانے سے گھبراتی ہیں کہ بہت سے گھروں میں آج بھی یہی جواب دیا جائے گا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے پڑھنے کی، آرام سے گھر بیٹھو۔

بس میں سفر کرنا آج کل مہنگائی کے زمانے میں سے رکشہ ٹیکسی یا کنٹریکٹ گاڑیوں کے مقابلے میں باکفایت تو ہے لیکن خواتین کے لیے انتہائی اذیت ناک بھی ہے۔ جتنی تعداد میں لڑکیاں اور خواتین ہمارے شہروں میں بذریعہ بس سفر کرتی ہیں، اسی حساب سے بس میں ان کے بیٹھنے کا یا کم از کم کھڑے ہو کر سفر کرنے کا انتظام کرنے کے بجائے ٹرانسپورٹ مافیا نے خواتین کے لیے مخصوص حصہ مزید کم کر دیا ہے۔ بہت تھوڑی سی جگہ میں خواتین ڈرائیور کے آس پاس بیٹھ کر سفر کرتی ہیں۔ خواتین کے لیے مختص کیے گئے مختصر سے حصے میں بھی بہت سے مرد حضرات کھڑے ہونے سے باز نہیں آتے۔ پھر سونے پر سہاگہ اترنے چڑھنے کے لیے راستہ اور دروازہ بھی خواتین

کی طرف کا استعمال کرتے ہیں اور اکثر اس دوران خواتین کو دھکا دیتے اور چھوتے ہوئے گزرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ زیادہ تر خواتین کی سیٹوں پر بھی ایسے بے حس مردوں کا قبضہ رہتا ہے۔ خواتین عام طور پر اپنی اس حق تلفی پر خاموش رہنا ہی مناسب سمجھتی ہیں، لیکن اگر ان کا دماغ ہمت کر کے احتجاج کر بھی لیں تو بے سود ہی ثابت ہوتا ہے، کیونکہ نہ تو ایسے مردوں کے کانوں پر کوئی جوں ریگتی ہے اور نہ ہی ڈرائیور اور کنڈیکٹر اس احتجاج پر دھیان دیتے ہیں۔ دوسرا بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ خواتین ایک دوسرے کے حق میں بالکل نہیں بولتیں۔ اکیلی بولنے والی خاتون تماشہ بن کر رہ جاتی ہے۔ ایک حرکت جو عام طور پر بس ڈرائیور کرتے ہیں۔ جہاں رش نہیں ہو وہاں آدھے آدھے گھسنے کے لیے بس کھڑی کر دیتے ہیں اور خواتین کے اترنے اور چڑھنے کے وقت بھی بس روکتے نہیں، بس ذرا ہلکی کر لیتے ہیں۔ خواتین ابھی چڑھ بھی نہیں پاتیں کہ جھٹکے سے تیز چلا دیتے ہیں۔ اکثر خواتین ایک دوسرے پر گر پڑتی ہیں۔ خواتین خود بھی ایک دوسرے کو تنگ کرنے سے باز نہیں آتیں۔ رش میں ایک دوسرے کا پاؤں کچلا جانا کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ لیکن ہمارے اندر سے مہذب معاشرے والی خوبیاں شاید ایک ایک کر کے ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اس صورت میں ایک دوسرے سے معذرت کرنے کا رواج تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔

اکثر بس والے رش کے اوقات میں خواتین اور خصوصاً بزرگ اور بچوں والی خواتین کے لیے بس روکتے ہی نہیں ہیں بلکہ تیزی سے بھگالے جاتے ہیں۔ شام کے اوقات میں جب آفس وغیرہ سے چھٹی کا وقت ہوتا ہے، بہت سی بسوں میں خواتین کے پورشن میں بھی مردوں کا قبضہ ہو جاتا ہے جو ڈرائیور کو شہ دے رہے ہوتے ہیں کہ خواتین کے لیے بس نہ روکی جائے۔ شام اور رات میں

بیشتر بسوں کا یہ روزانہ معمول ہے۔ اس ضمن میں ایک بڑا اور اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ذہنوں میں یہ خیال بدستور موجود ہے کہ ”خواتین آخر گھر سے باہر نکلتی کیوں ہیں؟“.... بلکہ اکثر اوقات جب خواتین مردوں کو ان کے غیر محتاط یا غیر اخلاقی رویے پر ٹوکتی ہیں تو ان سے کہہ بھی دیا جاتا ہے کہ ”جب باہر نکلی ہو تو یہ سب کچھ بھگتو...“ یہ ناصرف انتہائی نامعقول جواز ہے بلکہ معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی طور پر بھی اسے کسی صورت درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ کس قدر حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ آج بہت سے شعبہ حیات میں خواتین اپنی صلاحیت اور قابلیت کے بل بوتے پر اپنے قدم جما چکی ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے ہاں اب بھی متعدد لوگ یہ سوچتے ہیں کہ خواتین صرف فیشن، خریداری یا تفریح کے لیے گھروں سے نکلتی ہیں۔ حقیقت میں یہی وہ لوگ ہیں جو خواتین کے لیے مختلف نوعیت کی پریشانیاں اور مسائل پیدا کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر خواتین مردوں کی غیر اخلاقی حرکات محض یہ سوچ کر برداشت کر جاتی ہیں کہ کہیں اعتراض یا احتجاج خود ان کے لیے شرمندگی اور تذلیل کا باعث نہ بن جائے؟۔

قابل غور بات یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناخواندگی کا تناسب کم ہو رہا ہے، لوگ زیادہ تعلیم یافتہ اور باشعور ہوتے جا رہے ہیں، زندگی کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے، معاشی ضروریات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، چنانچہ ان حالات میں صرف مردوں کی آمدنی سے گھر کو چلانا مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین بھی اب اس معاشی دوڑ میں شامل ہو رہی ہیں اور بلاشبہ کئی گھر ایسے ہیں جہاں گھر کی تمام معاشی ذمہ داری عورت کے سر پر ہے۔ بیشتر خواتین کو حالات سے

مجبور ہو کر گھر سے باہر قدم نکالنا پڑتا ہے، ٹیکسی یا رکشہ پر روزانہ سفر کرنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ ان حالات میں مردوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ خواتین کے مسائل اور ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو ان سے تعاون کریں۔ بالخصوص ایسے مردوں کو اپنے رویوں پر غور کرنا چاہیے جو خواتین کے لیے پریشانیاں پیدا کرتے ہیں۔ ایسی نجانے کتنی خواتین ہیں جو اپنے خاندان کے لیے کچھ کرنے کا ناصرف جذبہ رکھتی ہیں بلکہ ان کے اندر بہت سی صلاحیتیں اور قابلیت بھی موجود ہے اور وہ اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر کے اپنے شوہر، والد یا بھائیوں کا معاشی بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہیں لیکن ہمارے ارد گرد کا ماحول اور خاص طور پر سفر کے مسائل ان کے حوصلے ڈگر گادیتے ہیں۔ ایسی کئی طالبات ہیں جو اسکول سے آگے کالج اور پھر یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں لیکن والدین یا خاندان کا یہ سوال کہ ”کیسے جائیں گی؟ اور کیسے آئیں گی؟“ ان کے قدموں میں زنجیریں ڈال دیتا ہے۔ جس سے ناصرف ان کا اپنا نقصان ہوتا ہے بلکہ وہ ملک کی ترقی و خوشحالی کے لیے بھی اپنا کردار ادا کرنے میں ناکام رہتی ہیں۔ ہم سب کو اور بالخصوص مردوں کو اپنے رویوں پر ناصرف غور کرنے کی بلکہ اپنی اصلاح کرنے کی بھی شدید ضرورت ہے۔ ہمارا اخلاقی، معاشرتی اور مذہبی فرض بنتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں خواتین کی عزت و احترام کا خاص خیال رکھا جائے، جہاں تک ممکن ہو ان کو درپیش مشکلات میں ان کی معاونت اور مدد کی جائے۔ خاص طور پر سفری مشکلات کے لیے کوئی موثر لائحہ عمل اختیار کیا جائے تاکہ خواتین ناصرف کسی قسم کی پریشانی کے بغیر سفر کر سکیں بلکہ اپنے خاندان اور ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کے لیے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔



رکارڈ بولتا ہے، یہ دباؤ تو چپ ہو جاتا ہے اور مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں میں کیوں لگاؤں ہاتھ....؟

پھر اسی کہا کرتی تھی: ”گرین ما، تیرے ہاتھ کیسے ہیں، جیسے

بڈیوں پر ڈھیلا غلاف چڑھا ہو۔“

.... ہاں.... اب تو ہڈیاں

رہ گئی ہیں۔ ہڈیاں اور میلی میلی

جھریاں۔ اتنے میلے ہیں

میرے ہاتھ کہ میں انہیں چھپائے پھرتی ہوں، پتا

نہیں اتنے میلے کیوں لگتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے پانچ

دفعہ دھوتی ہوں۔ پاک کرتی ہوں پاک تو ہو جاتے ہیں پر

رہتے میلے ہی ہیں۔

اسی کہتی ہے: ”گرینی، کسی

کھانے والی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا کرتے، ہاں! گلاس نیچے

سے اٹھاتے ہیں، اوپر سے نہیں، چینی چمچ سے ڈالتے ہیں،

انگیوں سے نہیں سمجھی گرینی؟“

یا اللہ! تو نے مجھے کتنے بھاگ لگائے ہیں۔ کتنا سوہنا گھر

ہے۔ یہ۔ کتنا سجا ہوا ہے۔ ایسا ایسا سامان لگا ہے۔ کیسے کیسے

باغیچے ہیں۔ صوفے کرسیاں ہیں۔ کیسی کیسی سجاوٹیں

لگی ہوئی ہیں۔ دیواریں

روغن سے لٹک رہی ہیں۔

ہاتھ لگانے سے میلا ہوتا

ہے، یہ گھر۔ نہ میں تو ہاتھ

نہیں لگاتی، میں تو کسی چیز کو

ہاتھ نہیں لگاتی۔ میں کیوں

چیزوں کو میلا کروں، خواہ خواہ۔

بس چیزوں کو دیکھتی، سامان کو دیکھتی ہوں۔ اللہ کی شان

ہے! کل ٹی کہہ رہا تھا: ”گرینی، اس

ٹیپ رکاٹ کو ہاتھ نہ لگانا۔ نہ نہ۔ جو ہاتھ

لگاؤ تو یہ خراب ہو جاتا ہے۔ سمجھی گرینی ما؟“

وہ مجھے سمجھا تا رہتا ہے۔ ”گرینی یہ نہیں کرنا، وہ نہیں

کرنا، یوں کرو تو یوں ہو جاتا ہے۔ دوں کرو تو دوں ہو جاتا

ہے۔“ وہ سارا دن ٹیپ رکاٹ سے کھیلتا رہتا ہے۔ اسے پتا

ہے ناں۔ اسے سب چیزوں کا پتا ہے۔ یہ بٹن دباؤ تو ٹیپ

ان دنوں گاؤں والیاں سمجھتی تھیں کہ میں

سب کچھ سمجھتی ہوں۔ اب صفی کے گھر میں ہر

کوئی کہتا ہے۔۔۔۔۔ سیا بھی، بہو بھی۔ خود صفی کہتا

ہے۔ اماں نہیں سمجھے گی اس بات کو۔ ٹھیک

ہی تو کہتا ہے۔ ساری چیزیں ہی بدل گئیں ہیں۔

سچی کچھ بدل گیا ہے۔

پرانی باتیں تو رہی ہی نہیں۔

اماں بھلا کیسے سمجھے۔

گرین ما

ممتاز مفتی



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انسان کے جھوٹے ہونے

کے لیے یہ کافی ہے کہ ہر ایک سنی ہوئی

بات بلا تحقیق بیان کر دے۔

(مسلم)

Muraqba hall London

ILFORD LONDON

Contact: Muhammad Ali Shah

mashahazeemi@gmail.com

mashahazeemi@mhlonon.org

PH: 07868866222

ممتاز مفتی کا اصل نام مفتی ممتاز حسین تھا۔ ممتاز مفتی 11 ستمبر 1905ء بمقام



بٹالہ (ضلع گورداسپور) بھارتی پنجاب میں مفتی محمد حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرتسر، میانوالی، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں پائی۔ میٹرک ڈیرہ غازی خان سے اور ایف اے امرتسر سے اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ان کا پہلا افسانہ ”جھکی جھکی آنکھیں“ ادبی دنیا لاہور میں شائع ہوا اور اس طرح وہ مفتی

ممتاز حسین سے ممتاز مفتی بن گئے۔ ان کے کئی افسانوی مجموعے شائع ہوئے جن میں ان کی، گہما گہمی، چپ، روغنی پتے، اور سے کا بندھن شامل ہیں۔ علی پور کا ایللی اور الگھ گری سوانحی ناول میں شمار ہوتے ہیں۔ جبکہ ہندیا ترا، لبیک جیسے سفر نامے بھی تحریر کیے اور خاکہ نگاری میں اوکھے لوگ، پیاز کے چھلکے جیسی کتابوں کے خالق ہیں۔ گو کہ ان کی شخصیت پر قدرت اللہ شہاب کی عادات، اطوار اور نظریات کے نہایت گہرے اثرات مرتب ہوئے لیکن پھر بھی وہ بحیثیت ادیب اپنی یگانگت اور اچھوتے پن کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔

کہتی ہوگی۔ اسے کیا پڑی کہ جھوٹ بولے۔

سیما نہیں، بہو خود کہتی ہے:

”اماں جی، آپ نو کروں کے ساتھ گھل مل کر نہ بیٹھا کریں۔“

میں گھل مل کر تو نہیں بیٹھتی۔ ویسے کبھی ویسے میں اکیلی پڑی پڑی گھبرا جاتی ہوں تو باورچی خانے میں جاتی ہوں۔ باورچی خانے جاؤں تو وہاں رشید اہوتا ہے، پھر بات تو کرنی ہی پڑتی ہے، کوئی نہ کوئی.... اب یہ تو نہیں ہوتا ناں کہ منہ میں گھنگنیاں ڈال کر بیٹھ رہو۔

رشید اپنا ہار بڑا ہی اچھا ہے، میری بڑی عزت کرتا ہے۔ پہلے پہل مجھے بڑی بیگم صاحب کہا کرتا تھا۔ لو، میں بیگم ہوں کیا....؟ خواہ خواہ! بیگم تو ہوتی ہے جو بیگم ہوتی

کبھی کبھ بدل گیا ہے۔ پرانی باتیں تو رہی ہی نہیں۔

اماں بھلا کیسے سمجھے۔

کل سیما کہہ رہی تھی: ”گرین باہر نیل بجا کرے تو آپ نہ جایا کریں دروازے پر وزیر گھبرا جاتے ہیں دیکھ کر۔ اس میں ہماری بدنامی ہے گرین ما! آپ سمجھتی کیوں نہیں؟ یہ تو نوکر کا کام ہے وہ خود ہائے گا۔“

وہ تو مجھے پتا ہے کہ یہ نوکر کام ہے پر کسی وقت وہ ہانڈی ہون رہا ہوتا ہے بیچارہ، دروازے کیسے جائے گا....؟ پھر میں اسے کہتی ہوں: ”رشیدے پتر! تو کام کر میں دیکھ لیتی ہوں کہ دروازے پر ہون ہے۔“

چلی تو جاتی ہوں میں دیکھنے، پر سیما کہتی ہے، مہمان دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔

پھر سیما یہ بھی تو کہتی ہے.... کہتی ہے: ”گرین ما! کروں کے ساتھ اس طرح نہیں بولا کرتے۔ رشید تو کہہ، پتر نہیں!.... گرین ما، آپ کیوں نہیں سمجھتیں؟ اس طرح نوکر بگڑ جاتے ہیں۔“

شاید سچ کہتی ہو سیما۔ پر بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ لو بھلا، کسی کو پتر کہنے سے وہ بگڑ جاتا ہے کیا....؟ گاؤں میں تو میں سب کو پتر کہا کرتی تھی۔ کوئی نہ بگڑا۔ اماں سارے ہی جی جی کرتے پھرتے تھے۔ پر وہ گاؤں میں یہ شہر ہوا۔ گاؤں کی بات اور ہوتی ہے، شہر کی اور ہوتی ہے۔ مجھے کیا پتا شہر کی بات کیا ہوتی ہے۔ ضرور سیما سچ

۲۰۱۲ء

اس سے باتاں کروں، پر وہ بیٹھے بھی۔ جو بیٹھ بھی جائے ٹانگ چلتی رہتی ہے۔ ٹانگ نہیں تو پاؤں ہی چلتا ہے۔ یوں جیسے انڈا پھینٹتے ہوئے جھج چلتا ہے۔

چلو، اگر سیما بیٹھ بھی جائے تو میں بات کیسے کروں....؟ کوئی بات بھی کروں تو پتا ہے کیا کہتی ہے....؟ کہتی ہے:

”گرین ما، آپ سمجھتی نہیں۔“

چاہے موسم کی بات کروں، گاڑی کی بات کروں یا مکھن کی، یہی کہتی ہے:

”گرین ما، آپ نہیں سمجھتی۔“

پھر بے چاری مجھے سمجھاتی رہتی ہے۔ مجھے نہیں آتی سمجھ۔ آج کل کوئی بات بھی سیدھی نہیں ہوتی۔ ہر بات میں بل.... ہر بات کنڈلی مارے بیٹھی ہے.... میری سمجھ میں کیسے آئے بھلا!

ایک وہ زمانہ تھا جب میں سب کچھ سمجھتی تھی۔ گاؤں میں کوئی بات بھی ہوتی، عورتیں کہتیں:

”ہائے! اب کیا کریں؟ پتا نہیں یہ بات کیسے کی جاتی ہے....؟ مناسب کیا ہے....؟“

پھر کوئی نہ کوئی بول اٹھتی: ”چلو، ماسی مہراں سے پوچھ لیں۔“ پھر وہ سب میرے گھر آ جاتیں۔

کہتیں:

”ماسی! یہ بتا کہ یہ بات کیسے کی جاتی ہے؟ مثلاً منگنی کے لیے سواہی بن کر جانا ہو تو ساتھ کس کس کو لے جائیں یا جب پنچایت لگے تو گڑ کا شربت پلائیں یا دودھ....؟“

ان دنوں گاؤں والیاں سمجھتی تھیں کہ میں سب کچھ سمجھتی ہوں۔ اب صفی کے گھر میں ہر کوئی کہتا ہے.... سیما بھی، بہو بھی۔ خود صفی کہتا ہے ”اماں نہیں سمجھے گی اس بات کو۔“

ٹھیک ہی تو کہتا ہے۔ ساری چیزیں ہی بدل گئیں ہیں۔

رُومانی ڈائجسٹ

اس روز جب میں کچن میں بیڑھی پر بیٹھی روٹی کھا رہی تھی تو اسی کتنی ناراض ہوئی تھی۔ ”ہائے! گرینی۔ روٹی پر سالن؟ ایسا نہیں کیا کرتے۔ روٹی پر سالن نہیں ڈالا کرتے۔ سالن پلیٹ میں ڈالو۔ روٹی دوسری پلیٹ میں رکھو۔ ڈانگ میز پر بیٹھو پھر کھاؤ۔ ہاں۔“

اب میں کیا کروں؟ روٹی پر سالن ڈالنے کی پرانی عادت جو ہوئی اور پھر میز پر بیٹھ کر کھانے کی میری عادت نہیں نا۔ مجھے اوپر اوپر لگتا ہے۔

نہ، میں نہیں میز پر بیٹھتی۔ جیسی تو چوری چوری روٹی کھاتی ہوں، کچن میں بیٹھ کر کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ پھر کبھی کبھی پکڑی جاتی ہوں نا۔ پھر بچے مجھ سے لڑتے ہیں ”گرینی، تو چور ہے کیا؟ پھر چھپ چھپ کر کیوں کھاتی ہے روٹی؟“

لو، میں کیا چور ہوں۔ یہ میرے بیٹے کا گھر ہے۔ میرا پیٹ جایا، میرا ہٹا صفی، میرے جگر کا ٹکڑا۔

پھر وہ بڑی لڑکی ہے سیما، یوں تو رکی کی طرح نکلی ہے کہ حد نہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے جو ان ہو گئی ہے۔ بوٹا سا قد، اور ایسی چھب کہ دیکھتے ہی رہ جاؤ۔ یوں تکی پتنگ اونچی لمبی جیسے تر ہو تر۔ ٹپ ٹپ چلتی ہے جیسے میم ہو میم۔ بس منہ پر ماس (گوشت) نہیں آیا۔

پتا نہیں آج کل منہ پر ماس کیوں نہیں آتا! پہلے کے بچوں کے منہ کی طرف دیکھتے تھے تو گال بھرے بھرے ہوتے اور پھر لال جیسے سیب ہوں۔ آج کل تو گال پچکے ہوتے ہیں اور اللہ ماری زردی ہی زردی، جیسے منہ پر سرسوں کا کھیت اگا ہو۔

اونہوں!.... بیٹھے نہیں سیما کو تو چلتے دیکھو، یوں لگے ہے جیسے ناج رہی ہو۔ میرا تو جی خوش ہو جاتا ہے دیکھ کر۔ اتنی جان ہے اس میں کہ کوئی حد نہیں، جیسے بجلی بھری ہوئی ہو۔ اللہ عمر دراز کرے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ بیٹھ کر

نو آموز لکھنے والے متوجہ ہوں

اگر آپ کو مضمون نگاری یا کہانی نویسی کا شوق ہے



اور اب تک آپ کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع نہیں مل سکا ہے تو روحانی ڈائجسٹ کے لیے قلم اٹھائیے۔ یہ خیال رہے کہ موضوع

تحریری حسن ایسا ہو جس میں قارئین دلچسپی محسوس کریں۔ آپ طبع زاد تحریروں کے علاوہ تراجم بھی ارسال سکتے ہیں۔ ترجمہ کی صورت میں اصل مواد کی فوٹو اسٹیٹ کاپی منسلک کرنا ضروری ہے۔ مضمون کاغذ کے ایک طرف اور سطر چھوڑ کر خوشخط لکھا جائے۔ مضمون کی نقل اپنے پاس محفوظ رکھیں کیونکہ اشاعت یا عدم اشاعت دونوں صورتوں میں مسودہ واپس نہیں کیا جاتا۔

قلم اٹھائیے اور اپنے تعمیری خیالات کو تحریر کی زبان دیجئے۔

تحریر کی اصلاح اور نوک پلک سنوارنا ادارہ کی ذمہ داری ہے۔

شعبہ مضامین

روحانی ڈائجسٹ،

1-7/1D، ناظم آباد۔ کراچی

ہے: ”رشیدے! بڑی بیگم صاحبہ کو اپنے پاس کر، بری بات ہے۔“

پراس نے مجھے کبھی نہیں جتایا۔ وہ تو میں بیگم کو کہتے ہوئے سن لیا تھا، اس لیے مجھے پتا ہے۔ میں تو کبھی باورچی خانے نہ جاؤں۔ میں بھلا کو بیگم کی نظروں میں کیوں برا بناؤں؟ پر کیا کرو وقت جی چاہتا ہے کہ کسی سے بات کروں، کسی بیٹھوں، پر کس کے پاس بیٹھوں؟ سارے ہی کمرے میں بند رہتے ہیں۔ پتا نہیں یہ آج کل کے لوگ کمرے میں رہتے ہیں؟

مل کر ایک جگہ بیٹھتے ہی نہیں۔ میں تو سارا دن پچھلے ویڑے پر منجی پر ہوں۔ پڑے پڑے تھک جاتی ہوں تو رشیدے کے بیٹھتی ہوں۔ کیا کروں....؟

سارے گھر میں تین بیڈروم ہیں ناں، ایک اور بیگم سوتے ہیں۔ دوسرے میں ٹی اور اسی اور میں اکیلی سیما۔

جب میں نئی نئی آئی تھی تو صفی نے کہا تھا: پلنگ سیما کے کمرے میں لگا دو۔“ دو دن تو میں سیما کے ساتھ سوتی رہی، پھر دن بڑی دیر تک صفی، بیگم اور سیما ایک کمرے باتاں کرتے رہے۔ پھر صفی آیا اور کہنے لگا: ”بھئی اماں تو اس کمرے میں گھٹی گھٹی سی بات اس کی عادت تو کھلی جگہ میں رہنے کی ہے۔“

چارپائی تو رسیشن میں لگا دو.... کیوں اماں؟“ لو، میں بھلا کیا کہتی۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ کھلی جگہ میں رہنا پسند ہے۔

تو انہوں نے میری منجی رسیشن میں لگا دی



روحانی ڈائجسٹ

ہے میں بھلا کدھر سے بیگم ہوئی....؟ بہو ہوئی نا بیگم۔ چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، بولنا سب بیگم کا سا ہے۔

جب وہ آواز دیتی ہے: ”رشیدے!“ تو آواز ہی سے پتا چلتا ہے کہ بیگم بول رہی ہے۔ کہتی ہے: ”رشیدے! پھر شامی بنالو، ساتھ دال اور کریلے گوشت اور ڈنر پر چکن ہو، چاول ہوں، کوئی سائیڈ اور ہاں دیکھو، کریلے پہلے اُبال لینا، کیلے نہ ہوں۔“

”بہت اچھا بیگم صاحبہ!“ وہ بولتا پھر بیگم رکتی نہیں۔ یہ جاوہ جا۔ رشیدے سے زیادہ بات نہیں کرتی۔ کام بتایا اور گئی، جیسے بیگم کو کرنا چاہیے۔

اے، روز تو دیکھتی ہوں بیگمیں۔ بنی جی ہوئی آتی ہیں، منہ گول گول کر کے بولتی ہیں۔ بولتی اردو ہیں، پر یوں لگتا ہے جیسے انگریزی بول رہی ہوں۔ تو میں نے کہا: ”رشیدے پتر! مجھے بیگم نہ کہا کر۔ میں کدھر سے بیگم ہوں بھلا....؟“

”تو پھر کیا کہوں، بڑی بیگم صاحبہ!“ اس نے پوچھا۔ میں نے کہا: ”تو مجھے بی بی کہہ لیا کر۔“ اب وہ مجھے بڑی بی بی کہتا ہے۔ بڑا اچھا ہے بیچارہ! میری ساری باتیں سنتا ہے۔ کبھی یہ نہیں کہتا کہ آپ نہیں سمجھتیں، بڑی بی بی....!

وہ سمجھتا ہے کہ میں سب سمجھتی ہوں۔ اس کے ساتھ باتیں کرتی ہوں تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے میں پھر سے گاؤں آگئی ہوں۔

اس نے کبھی نہیں کہا کہ بڑی بی بی سالن روٹی پر نہ ڈالیں۔ کبھی نہیں کہا کہ بی بی! روٹی پلیٹ پر رکھ لیں یا پیڑھی نہ بیٹھیں، میز پر بیٹھیں۔ اس نے مجھے کبھی نہیں کہا کہ بڑی بی بی! آپ کچن میں نہ بیٹھا کریں۔

حالانکہ بیگم نے کئی بار رشیدے سے کہا

گلے میں ہو خراش آئے ورم یا آواز بیٹھ جائے

شریت توت سیاہ



سردی آئے اور جاتے وقت گلے کو اپنی لپٹ میں لے لیتی ہے ایسے میں
گلے میں خراش، ورم آنے یا آواز بیٹھ جانے
کی شکایات عام ہوتی ہیں۔ ہمد شریت توت سیاہ کی چند طور کیں گلے کی
ان شکایات کا فوری خاتمہ کرتی ہیں۔ اب سردی آئے یا جائے۔ آپ
کے گلے کو کیا لگے۔ کیونکہ آپ کو تو ہے ہمد شریت توت سیاہ ملا۔

ہمد شریت

بولو کھل کھلائے!



اگیا پیتال



راشد نذیر

گزشتہ قسط کا خلاصہ مئے قارئین کے لیے: کچھ عرصہ پہلے ہماری ملاقات شہاب صاحب سے ہوئی، جو ایک پڑھے
لکھے معزز تجارت پیشہ شخص ہیں، ماورائی علوم و ٹیلی پیشہ اور جنات کے وجود کے موضوع پر ہم دونوں کے خیالات اور ذوق
مشترک تھے، جو ہماری دوستی کا باعث بنے۔۔۔ شہاب صاحب نے ہمیں بتایا کہ ان کی جنات سے دوستی ہے اور کئی مرتبہ
کاروباری مشکلات سے نکلنے اور کاروبار کی ترقی میں ان کے دوست جنات کی مدد شامل رہی اور کئی مرتبہ انہوں نے بھی
امانت کی مدد کی۔ میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ جنات کے ایک معزز خاندان کا نوجوان زائسم، کراچی میں رہنے والی
ایک دوشیزہ عیشال پر بری طرح مر مٹا، دونوں گھرانوں کے والدین اس بات سے پریشان تھے، چنانچہ انہوں نے میری مدد
طلب کی لیکن چند شیطانی عمل کرنے والے آدمیوں کی وجہ سے ان کو مشکل پیش آئی۔ شہاب صاحب نے ہمیں جو قصہ سنایا
وہ کچھ اس طرح سے ہے:

”کراچی کے صنعت کار سلیم احمد اپنے کارخانے میں لگنے والی آگ کی وجہ سے کروڑوں روپے کے مقروض ہو گئے
ان کی بیٹی عیشال اس وقت کالج میں پڑھ رہی تھی، جس کی شادی کی ذمہ داری ابھی ان کے اوپر تھی۔ انہوں نے جیلہ
لم سے مشورہ کیا کہ اپنا مکان اور دیگر جائیداد بیچ کر قرضہ اٹاراجائے، جیلہ نیگم راضی نہ ہوئیں اور سلیم احمد سے کہا کہ پہلے

رودکانی ڈائجسٹ

اپنے وکیل دوست ناظم بھائی سے مشورہ کر لیا جائے.... ناظم بھائی کو کالت چھوڑے ہوئے عرصہ ہو گیا تھا، لیکن وہ کئی معاملات میں لوگوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ ناظم بھائی نے سلیم احمد کے فیصلہ کو درست مانتے ہوئے مشورہ دیا کہ اس مکان کو بیچ کر کوئی سستا مکان لے لیا جائے... ادھر عیشال کالج کے پارک میں بیٹھی تھی، جب اس نے محسوس کیا کہ کالج ایک لڑکا مسلسل اسے گھور رہا ہے۔ اس نے اس طرف دھیان نہیں دیا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا وہ لڑکا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ دوسرے دن لائبریری میں بھی عیشال نے کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے کھڑکی کی جانب دیکھا تو وہی لڑکا اسے گھورتا نظر آیا۔ عیشال وہاں سے ہٹ گئی لیکن اس کے ذہن میں سوالات ابھر رہے تھے کہ یہ کون ہے...؟ اور کیا چاہتا ہے....؟

اسی قہے میں شیطانی عمل کرنے والے افراد کے کردار بھی موجود ہیں۔ ایک چیلے نے اپنے گرو کے چروں میں کئی برس اس لیے گزار دیے کہ وہ جادو اور جنات پر قابو پانے کا عمل سیکھ سکے، ماورائی طاقت حاصل کر سکے، لیکن ان برسوں میں وہ صرف اپنے گرو کے لیے ادھر ادھر سے لوگوں کو کھینچ کر لاتا رہا تھا۔ وہ اب تک خالی تھا، اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آج وہ اپنے گرو سے ضرور پوچھے گا کہ کب تک وہ اس کے ہاتھوں کھلونا بنا رہے گا شیطانی عمل کرنے والے گرو نے اپنے چیلے کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا کہ جادو سیکھنے اور کھتی حاصل کرنے کے لیے اسے شیطان کی پوجا کرنی ہوگی اور جنات کو قابو کرنے کا چاب بہت مشکل اور خطرناک ہے۔ ناظم بھائی نے سلیم احمد کو مشورہ دیا کہ اپنا مکان و جائیداد فروخت کر کے سستا مکان لے لیا جائے تو قرضہ اتارا جاسکتا ہے۔ باتوں باتوں میں ناظم بھائی نے عیشال کے لیے اپنے بچے کا ذکر چھیڑا جو والدین کے انتقال کے بعد راولپنڈی سے کراچی آگیا ہے۔ شہاب صاحب نے عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر میری ملاقات ایک بزرگ سے کروائی۔ وہ جنوں کے بارے میں علم رکھتے تھے۔ ثرووی ایک روز اس لڑکے کو راستے میں روک لیتی ہے جو عیشال کو گھورتا ہے۔ وہ اللہ سے سوال جواب کرتی ہے مگر وہ کچھ کہہ بغیر چلا جاتا ہے۔ گرو چیلے کو اپنی شیطانی کھتی منتقل کرنے کے بارے میں ہدایت دیتا ہے۔ دوسری جانب سلیم احمد گلستان جوہر کے ایک بنگلوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس گھر میں بھی کچھ حیران کن واقعات رونما ہوئے....

قسط نمبر 4

”تم کو جنات سے ملنے کا شوق ہے نا....؟“

”کیا تم اپنی آنکھ کا پردہ ہٹا سکتے ہو....؟“ شاہ جی نے میری طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی!....“ میں سمجھ نہیں سکا ”آنکھ کا پردہ....؟“

”کون سا....؟“ انہوں نے مسکرا کر پہلے شہاب صاحب کی طرف دیکھا، پھر مجھ سے مخاطب ہوئے:

”ہاں.... آنکھوں پر پردہ ہی تو ہوتا ہے....“ ان کی بات میں تو گہرائی تھی ہی لہجہ بھی بہت

پُر معانی تھا۔

”جو مخلوق ہمیں دکھائی نہیں دیتی، یہ پردہ انہی کے لیے ہوتا ہے.... کیونکہ انسان جتنا مضبوط ہے، اتنا ہی کمزور بھی ہے.... یہ اتنا ہی بوجھ اٹھاتا ہے جتنا برداشت کر سکتا ہے.... سمجھے....؟“

”نہیں سمجھا....“ میں نے بے چارگی سے گردن ہلائی۔ شاہ جی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور سر کو جنبش دے کر بولے: ”اچھا تو میں سمجھاتا ہوں.... سنو....!“

”جی....“ میں جلدی سے بولا۔

”اب میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی جن تمہارے سامنے

رُوحانی طاقت

آگیا تو تم ڈر کے مارے بے ہوش ہو جاؤ گے، یا پھر اپنے حواس کھو بیٹھو گے.... ہاں البتہ اگر کوئی جن خود ہی تم سے ملنا چاہے تو شاید ایسا نہ ہو....“

”کیوں شاہ جی....؟ ایسا کیوں....؟“ میں نے پوچھا۔ ”اس لیے کہ تم سے ملنے کے لیے اس جن کو انسانی روپ میں یا کسی ایسے روپ میں آنا ہوگا، جسے تم اسے دیکھ سکو.... تمہاری آنکھ اسے قبول کر سکے....“

”اوہ....“ میرے منہ سے نکلا۔ اور اس سے پہلے میں کچھ اور کہتا، شہاب صاحب بول اٹھے:

”شاہ جی.... اگر آپ کے پاس ٹائم ہو تو میرے غریب خانے میں تشریف لے چلیں.... وہیں بیٹھ کر آرام سے باتیں کریں گے.... آپ کے آنے سے میرے گھر کی رونق بڑھ جائے گی....“

”میری کیا اوقات ہے بھی....“ شاہ جی فوراً بولے: ”میں تو جو کچھ بھی ہوں.... مرشد کی وجہ سے ہوں....“

”چل رہے ہیں میرے گھر....؟“ شہاب صاحب نے پھر پوچھا۔

شاہ جی مسکرائے اور سر ہلادیا۔

”تم ایک بات پھر بھول گئے....!“ گرو کا لہجہ سخت ہو گیا۔

”کیا بات.... گرو جی....؟“

”وہ یہ کہ کچھ پانے کے لیے بہت کچھ کھونا پڑتا ہے.... تم کراچی کبھی نہیں گئے.... لیکن اب جاؤ گے.... میں تمہارے ساتھ چلوں گا.... لیکن جہاں سے تمہارا کام شروع ہوگا.... میرا ساتھ ختم ہو جائے گا.... بس میں کبھی کبھار وقفاً وقفاً تم سے مل کر تمہیں

فروری ۲۰۱۲ء

کام بتاتا رہوں گا....“

یہ سن کر چیلے کی گھبراہٹ کچھ کم ہوئی وہ ایک طویل سانس لے کر بولا: ”جب آپ کا ساتھ ہوگا، تو پھر مجھے کیا پروا ہوگی....“

”ایسے لا پرواہی مت ہونا کہ اپنے آقا شیطان سے غافل ہو جاؤ....“

”یہ تو ناممکن ہے گرو.... میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں....!“ اس نے فوراً کہا۔

”ایک بات اور.... اس فیملی کے ساتھ رہنے کے لیے تم کو انہی کے رنگ ڈھنگ میں ڈھلنا ہوگا، وہ تمہارا بہروپ ہوگا.... ایسا نہ ہو کہ بہروپ بدل کر تم اپنا اصل روپ بھول جاؤ.... اگر تم نے ایسا کیا تو تم پر شیطان کی طرف سے عذاب نازل ہوگا۔ تم کو ایسی سزا ملے گی کہ تم مرتے دم تک اس سزا سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکو گے....“

”اے.... اے.... ایسا.... نہیں ہوگا....“ وہ ہکا گیا: ”میں اپنا عہد نبھائوں گا....“

”شباباش....“ گرو کے منہ سے نکلا: ”ان لوگوں میں شامل ہونے کے لیے تم اپنے آپ کو صاف ستھرا ضرور رکھو گے.... لیکن صرف دکھاوے کے لیے.... اور اندر سے تم کو گند اور غلیظ ہی رہنا ہے.... ان لوگوں کی خاطر تم صرف اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھو گے....“

”میں سمجھ گیا گرو جی.... میں سمجھ گیا....“

”ٹھیک ہے....“ گرو نے سر ہلایا: ”اب ہمیں اس مکان میں رہنے والے جن پر قابو پانے کے لیے سفر کی تیاری کرنی ہے....“

”وہ جن کیسا ہے گرو....؟“

”بہت زبردست ہے....“ جواب ملا: ”اگر وہ ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہماری طاقت میں اضافہ ہو جائے

گا.... ہم اور بھی مضبوط ہو جائیں گے۔“
اتنا کہہ کر گروچپ ہو گیا، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی سوچ میں پڑ گیا ہو۔

چید اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک ہی گرو نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:
”یہاں سے دو گلی چھوڑ کر راحیل نام کا ایک لڑکا رہتا ہے.... اسے دیکھ کر میری طبیعت بگڑنے لگتی ہے.... بہت برا لگتا ہے وہ مجھے.... کیونکہ وہ بہت نیک اور اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے....“

”اوہ....“ چیلے کے منہ سے اتنا ہی نکلا۔
مجھے اپنے ماں باپ کے فرمانبردار لڑکے زہر لگتے ہیں۔ ہمارا آقا شیطان چاہتا ہے کہ گھروں میں فساد ڈلوائے جائیں۔ ماں باپ کو اولاد سے اور اولاد کو ماں باپ سے بدگمان کر دیا جائے۔ شوہر اور بیوی میں شک اور خوف پھیلا کر گھروں کا سکون تباہ کیا جائے۔“

”جی گرو.... دونوں میں سے زیادہ مشکل کام کون سا ہے....“
”کیا مطلب....؟“

اولاد اور والدین میں دوریاں کروانا یا شوہر اور بیوی میں دوریاں کروانا، ان میں سے زیادہ مشکل کام کون سا ہے....“

”یاد رکھو! ہمارے آقا شیطان کا وار ہر آدمی پر چل سکتا ہے لیکن ہر جاہ طلب، لالچی اور دنیا پرست آدمی پر قابو پانا آسان ہے، مردوں کی نسبت عورتوں کو بہکانا زیادہ آسان ہے۔“

”گرو....! عورتوں کو بہکانا آسان کیوں کر ہے....؟“
”اکثر عورتیں خود پرست، تنگ دل اور بے رحم ہوتی ہیں۔“

”گرو.... عورتوں کا خود پرست ہونا تو سمجھ میں

آتا ہے کہ ہر عورت اپنی تعریف چاہتی ہے، تنگ دل ہونا بھی سمجھ میں آتا ہے، بہت سی عورتیں اپنے سامنے کسی دوسری عورت کا وجود برداشت نہیں کر پاتیں لیکن عام طور پر تو عورتیں رحم دل اور معاشرے کا معصوم طبقہ نظر آتی ہیں، گرو! آپ انہیں بے رحم کس طرح قرار دے رہے ہیں۔“

”اپنے ارد گرد گھوم پھر کر دیکھ لے، اس معاشرے میں زیادہ تر جھگڑے عورتوں کی وجہ سے ہیں۔ کہیں ساس بہو کا جھگڑا، کہیں تند بھابی کا جھگڑا، کہیں دیورانی جیٹھانی کے جھگڑے.... یہ جھگڑے کیوں ہوتے ہیں....؟“
”گرو! میں نے کبھی ان باتوں پر غور نہیں کیا۔“

”آنکھیں کھول اور اپنے ارد گرد ہونے والے واقعات پر غور بھی کرتا جا، تجھے لوگوں کو بہلانے پھسلانے میں بہت آسانی ہوگی۔ عورتوں کے درمیان مختلف رشتوں میں یہ جھگڑے عورت میں پائی جانے والی تنگ دلی کی وجہ سے ہوتے ہیں.... یہ تنگ دلی عورت میں رقابت کے جذبات کو بھڑکا دیتی ہے۔“

”واہ گرو واہ۔ آپ نے انسانوں کو خوب سمجھا ہے۔“
”ہمیں شیطان نے انسان کو تباہ کرنے کا مشن سونپا ہے۔ شیطان اور اس کے چیلے انسان کے دشمن ہیں، سو ہمیں اپنے دشمن کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات ہونی چاہئیں۔“

”گرو! آپ تو بہت بڑے چال باز ہو....“
ہاں.... انسانوں کے درمیان نفرتیں اور برائیاں پھیلانا ہمارا مشن ہے۔ شیطان کے چیلے گھروں میں فساد کروانا چاہتے ہیں۔ باپ کو بیٹے سے، بھائی کو بھائی سے، شوہر کو بیوی سے متنفر کر دینا چاہتے ہیں۔“

”گرو! آپ کو اور شیطان کو خوش کرنے کے لیے میں ہر برے کام کے لیے تیار ہوں۔“

جب تک ہم کراچی کے لیے روانہ نہیں ہوتے اس وقت تک تو اس محلے کے ایک نیک اور فرماں بردار لڑکے راحیل کو بہکانے اور اس کے ماں باپ سے لڑوانے کی کوشش کر....“

”جی گرو! میں کل ہی کسی طرح راحیل سے ملتا ہوں....“
”جتنی جلدی ہو سکے یہ کام کر ڈال.... اسے اچھے کام کرتے دیکھ کر میرا خون جلتا ہے.... میں چاہتا ہوں کہ یہ شہر چھوڑنے سے پہلے وہ برائیوں کی دلدل میں گر جائے....“
”آپ کا حکم سر آنکھوں پر گرو جی....“
”اب تم جاؤ.... شیطان زندہ باد....!“

یہ ان دونوں کا وہم تھا، اس نوجوان نے سر ضرور گھمایا تھا، لیکن وہ ان دونوں کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔ عیشال کے تو جیسے بدن میں لہو نہیں تھا، اس کی ناگئیں بھی کپکپا رہی تھیں۔

تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ وہ اب اس کے گھر کی دعوت میں گھس آیا تھا.... یہ لڑکا آخر چاہتا کیا تھا....؟؟
”ادھر آؤ....“ ثروٹی نے یکدم ہی اسے ایک جانب کھینچا۔

اب وہ نوجوان آڑ میں ہو گیا تھا۔
”دیکھ لیا تم نے....؟“ ثروٹی دبی دبی آواز میں بولی۔
”ہاں....“ عیشال کی آواز جیسے کسی گہرے کنوئیں سے نکلی تھی۔

”مجھے اس کے ارادے کچھ اچھے نہیں لگ رہے تھے....“ ثروٹی کی آواز اس کے کانوں سے گرائی: ”ہاں.... ہاں.... بولو....“ عیشال جیسے ہوش میں آگئی۔
ثروٹی نے اسے غور سے دیکھا:

”میرا خیال ہے کہ تم بہت زیادہ گھبرا گئی ہو.... تم بالکل پریشان مت ہو.... وہ تمہارا بال بھی

بیکا نہیں کر سکتا.... ابھی انکل کے پاس چلو اور ان کو ساری بات بتادو....“

”ابو.... کو....؟“ عیشال نے ہچکچا کر پوچھا۔
”ہاں بھئی.... اور کس کو بتاؤ گی....؟“
چلو.... جلدی.... وہ اس طرف ہوں گے، اچھا ہے.... ان کو شکل بھی دکھا دینا اس بد معاشرے کی....“
”وہ.... نہ جانے کیا سوچیں گے....“

”ارے چلو.... کچھ نہیں سوچیں گے، میں ہوں ناں....“ یہ کہتے ہوئے ثروٹی نے اسے گھسیٹا۔
دونوں نے اس دوران پیچھے گھوم کر بھی دیکھا تھا، لیکن اس نوجوان کا کچھ پتا نہیں تھا۔ وہ شاید ان دونوں کو دیکھ نہیں سکا تھا۔

سلیم احمد اس وقت ناظم بھائی اور دوسرے مہمانوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ثروٹی نے قریب جا کر آہستہ سے ان کو آواز دی:
”انکل.... ذرا ادھر آئیے گا....“
سلیم احمد نے چونک کر اسے دیکھا:
”کیا ہوا بیٹی....؟“

”ادھر تو آئیں....“ ثروٹی نے پھر کہا:
سلیم احمد ان لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے اٹھے اور ثروٹی کی طرف بڑھے۔ اس وقت انہیں عیشال بھی دکھائی دی، جو کچھ پریشان سی لگ رہی تھی۔

انہوں نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا:
”کیا ہوا بھئی....؟“ ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں تم دونوں کے چہروں پر....!“

ثروٹی نے جلدی جلدی انہیں مختصر انداز میں ساری بات بتائی، اس نے کوشش کی تھی کہ آواز دھیمی رہے۔
سلیم احمد سن رہے تھے اور غصہ ان کے چہرے پر

جب ثروٹی کی بات ختم ہوئی تو وہ بول اٹھے:

”ہوں.... کہاں ہے وہ....؟ بتاؤ....؟“

”آئیے ہمارے ساتھ....“

ثروٹی، سلیم احمد کے ہم قدم ہو کر آگے بڑھی، عیشال پیچھے تھی۔

”اس کی اتنی ہمت ہوگئی کہ وہ یہاں تک

آپہنچا.... دیکھ لیتے ہیں ابھی اسے....“

سلیم احمد نے ثروٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی، پھر سلیم احمد نے گردن موڑ

کر عیشال کو گھورا:

”اگر ایسی کوئی بات تھی، تو تم نے مجھے پہلے کیوں

نہیں بتایا....؟“

عیشال فوری طور پر کچھ نہ بولی، پھر نظر چراتے

ہوئے اس نے کہا:

”مجھے کیا معلوم تھا ڈیڈی کہ وہ اس حد تک بڑھ جائے

گا.... میں نے تو اسے بالکل ہی نظر انداز کر دیا تھا۔“

پھر وہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے۔ وہ نوجوان اب بھی

وہیں موجود تھا۔

لوگوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ثروٹی نے

غیر محسوس طور پر ہاتھ کے اشارے سے سلیم احمد کو بتایا:

”وہ رہا نکل.... وہ سامنے....!!“

سلیم احمد نے سامنے دیکھا اور ان کی آنکھوں میں

دنیا بھر کی حیرت سمٹ آئی۔

وہ بت بن کر اس جانب دیکھ رہے تھے، جدھر ثروٹی

نے اشارہ کیا تھا۔



گرد اور چیلے کے حلیے قدرے تبدیل ہو گئے تھے۔

اب ان کے جسموں پر سادہ سے لباس تھے۔

گرد اور چیلے کو کراچی آئے ہوئے دو دن گزر چکے تھے، یہاں شہر کے مضافات کچی آبادی کے ایک علاقے میں دو کمروں کے ایک مکان میں ان کا قیام تھا۔

یہ مکان گرد کو اپنا تھا.... یا اس نے کرائے پر لیا

تھا....!! اس کے بارے میں چیلے کو کوئی علم نہیں تھا۔

ریلوے اسٹیشن پر اترنے کے بعد انہوں نے عیسیٰ

کی تھی اور ادھر کارخ کیا تھا۔

یوں لگ رہا تھا جیسے سب کچھ گرد کا دیکھا بھالا ہو۔ اس

سے چیلے نے اندازہ لگایا کہ گرد کی اس شہر میں پرانی

واقفیت تھی۔

اس مکان میں آنے سے پہلے وہ اسے علاقے کے

ایک ہوٹل میں لے گیا تھا، جہاں دونوں نے کھانا کھایا تھا۔

گرد نے ہوٹل کا مل نہیں دیا اور جہاں تک چیلے نے

اندازہ لگایا تھا، تو گھر کی چابی بھی اسے اس ہوٹل کے مالک

سے ہی ملی تھی۔

یہ مکان کسی کے استعمال میں ضرور رہا ہوگا۔ کیونکہ

اس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

یہاں آکر گرد نے اپنے آپ کو گویا ایک کمرے میں

بند کر لیا تھا، صرف شدید ضرورت کے تحت ہی وہ چیلے سے

ملاقات کرتا اور دوبارہ کمرے میں بند ہو جاتا۔

البتہ اس نے چیلے کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ

جہاں جانا چاہے جاسکتا ہے۔

چیلے کے لیے ابھی یہ شہر نیا تھا، اس لیے جب اس کا

دل گھبراتا تھا، تو وہ علاقے میں اس پاس ہی گھوم پھر کر

واپس آ جاتا۔

پہلی بار وہ اپنے گرد سے اس قدر قریب رہا تھا، لیکن

اس قربت میں اب بھی کتنی دوری تھی....؟؟

وہ کمرے میں بند رہ کر اپنے آپ پر پردہ ڈالے رکھتا

تھا، اور کچھ چیلے میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس سے

...

...

...

کوئی فالتو بات کر سکے۔

لیکن آج خلاف معمول گرد اپنے کمرے سے سر شام

ہی باہر نکل آیا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک فخریہ

مسکراہٹ بھی تھی....

مسکراہٹ....!! جو بہت کم اس کے ہونٹوں پر

بیرا کرتی تھی۔

اپنے ارد گرد کئی جانوروں کا گوبر بکھیرے وہ اس

وقت اپنی زبان سے غلیظ الفاظ کا جاپ کر رہا تھا....

شیطان مردود کی تعریف میں مصروف تھا وہ....!!

”تم ضرور کامیاب ہو گے چیلے....!“ گرد کی آواز

نے اسے چونکا دیا۔

وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو.... بیٹھو....“ گرد نے ہلکی سی مسکراہٹ سے

اسے تسلی دی: ”میرا من گواہی دے رہا ہے کہ شیطان تم

سے خوش ہے....“

”جی.... گرد....!“ وہ سر جھکا کر بولا۔

”تم نے راحیل کو....“

”میں نے پوری کوشش کی تھی گرد....“ چیلے نے

اس کی بات کاٹی: ”میں کئی دن اس کے پیچھے لگا رہا.... لیکن

وہ تو ٹس سے مس نہیں ہوا.... وہ پابندی سے نماز ادا

کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی مدد کے کاموں میں بھی

مصروف رہا.... اس پر کوئی اثر نہیں ہوا.... بہت ڈھیٹ تھا

وہ.... لیکن پھر میں نے سوچا کہ اس پر وقت ضائع کرنے

کے بجائے اس کے بوڑھے والد کو پھنسیا جائے....“

”ہاں.... ہاں....“ مجھے اندازہ تھا کہ میرا چالاک

شاگرد کچھ نہ کچھ ضرور پھیلانے لگا....“

”جی گرد! میں نے راحیل کے باپ سے تعلقات بنانے

کی کوشش کی، بڑے میاں جلد ہی قابو میں آ گئے....“

”وہ کس طرح؟“ گرد نے اشتیاق سے پوچھا۔

...

...

...

”گرد! آپ کی خراب صحبت میں رہ کر مجھے بھی کچھ

گندی باتیں سمجھ میں آنے لگی ہیں....“

”شاباش! تو جلد ہی ایک بہت خبیث شخص بن کر

شیطان کی نظروں میں اپنا مقام بنالے گا، تو نے اس

بوڑھے آدمی کے ساتھ کیا کیا....“

”سب سے پہلے تو میں نے بڑے میاں سے ان کے

ماضی کے بارے میں پوچھا، وہ بہت خوش ہوئے اور اپنی

واجبی سی تعلیم اور معمولی سی نوکری کو اپنی بہت بڑی

خوبی بتاتے رہے۔“

”دراصل بوڑھے انسانوں خصوصاً ریٹائرڈ لوگوں کا

سب سے بڑا مسئلہ ان کے دل میں پایا جانے والا خوف ہوتا

ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہماری اہمیت ختم ہو گئی ہے....

اب ہم اپنے بچوں کے ماتحت ہو جائیں گے۔ بچے پتہ نہیں

ہمارا خیال رکھیں گے یا نہیں۔“

”جی گرد! آپ نے بالکل سچ کہا۔ میں نے ان بڑے

میاں میں بھی یہ خوف محسوس کر لیا اور اسی خوف کو ابھار

کر انہیں ان کی اولاد سے بدگمان کرنا شروع کر دیا۔“

”شاباش۔“

”مجھے یقین ہے کہ جلد ہی میں اس گھر کے بہت نیک

صفت لوگوں کو آپس میں لڑوانے میں کامیاب ہو جاؤں گا

اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے میاں کی نظروں میں اپنے

لیے مقام بھی بنالوں گا۔“

”شاباش، شاباش! اب تو یہاں سے واپس اپنے شہر

جائے گا تو کئی شکستیاں اور شیطانی قوتیں بھی تیرے ساتھ

ہوں گی۔ ان گندی قوتوں کی مدد سے تجھے راحیل کے گھر کو

تباہ کرنے میں اور ان لوگوں پر قبضہ جمانے میں بہت

آسانی ہوگی۔ تیری چالوں کی وجہ سے باپ کی طرف سے

بدگمان ہو کر جلد ہی بیٹا بھی باپ کے خلاف ہو جائے گا۔“

چیلے چپ چاپ سن رہا تھا، پھر اسے خیال آیا:

...

...

...

”معاف کرنا کرو۔۔۔! میں نے ابھی آپ کی بات کاٹ دی تھی۔۔۔ گستاخی کی تھی میں نے۔۔۔“

”کوئی بات نہیں۔۔۔“ وہ پھر مسکرایا: ”اب اٹھو۔۔۔ تم کو میرے ساتھ چلنا ہے۔۔۔“

چیدہ فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا:

”چلیے کرو۔۔۔“

”شاباش۔۔۔ پوچھو گے نہیں کہ کہاں۔۔۔!“

”آپ جہاں بھی لے جاؤ۔۔۔ میری آنکھیں بند ہیں۔۔۔ حکم سننے کے لیے صرف کان کھلے ہیں۔۔۔“

”ہوں۔۔۔“ گرو نے ہنکارا بھرا: ”میں تمہیں وہ گھر دکھاؤں گا جہاں وہ جن رہتا ہے، جسے ہم نے اپنے قبضے میں لینا ہے۔۔۔ تمہیں اسی گھر میں رہنا ہو گا۔۔۔“

”میں۔۔۔ وہاں کیسے رہوں گا گرو۔۔۔؟“

”وہ میں بتا دوں گا۔۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔۔ پھر واپس آ کر تم کو کچھ چا پ بھی سکھاؤں گا، جن سے تمہاری قوت ارادی مضبوط ہوگی۔۔۔ اور تم کو ذہنی و جسمانی قوت ملے گی۔۔۔ تاکہ پھر تم اپنے کام کا آغاز کر سکو۔۔۔“

پھر وہ دونوں باہر نکل آئے تھے۔ روڈ پر آ کر گرو نے ایک ٹیکسی روکی:

”کہاں جانا ہے۔۔۔؟“ ٹیکسی والے نے پوچھا۔

چیلے نے گرو کی طرف دیکھا، گرو کے ہونٹ ہلے:

”گلستان جوہر۔۔۔“

نہ جانے کتنے لمحے اسی عالم میں گزر گئے، اور شاید مزید کچھ وقت اسی کیفیت کی نظر ہوتا کہ ٹروئی نے سلیم احمد کا کندھا جھنجھوڑا:

”انکل۔۔۔! آپ نے اسے دیکھ لیا نا۔۔۔؟“

”آں۔۔۔“ وہ چونکے: ”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ وہ نیلی شرٹ والا۔۔۔؟“

”ہاں انکل۔۔۔ وہی۔۔۔ اور اب یہ یہاں پہنچ گیا ہے۔۔۔ اس کی حرکت تو دیکھیں۔۔۔“

”ہوں۔۔۔۔۔“ سلیم احمد نے طویل سانس لی۔

پھر انہیں محسوس ہوا کہ کافی نظریں انہی کی طرف اٹھی ہوئی ہیں۔ البتہ وہ ان سے بالکل بے خبر تھا۔

اپنے آپ میں گمن۔۔۔ اور لا پرواہ سا۔۔۔ یہ دانیال تھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ وہی دانیال۔۔۔ جس سے ناظم بھائی نے ان کو متعارف کروایا تھا اور جس کی تصویر بھی وہ پہلے سلیم احمد کو دکھا چکے تھے۔

لیکن اس وقت ٹروئی نے عجیب انداز میں اس تصویر کا دوسرا رخ ان کے سامنے رکھ دیا تھا۔

”بتائیں نا انکل۔۔۔ آپ تو چپ ہیں۔۔۔“ ٹروئی نے پھر کہا۔

”ہاں۔۔۔“ وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولے: ”تم لوگ جاؤ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ اور ویسے بھی اگر میں اسی وقت کوئی بات کروں گا تو تماشہ بن جائے گا۔۔۔“

”تو پھر۔۔۔“ ٹروئی نے حیرت سے انہیں دیکھا: ”آپ کچھ نہیں کریں گے۔۔۔؟“

”یہ میں نے کب کہا۔۔۔؟“ سلیم احمد نے جواب دیا: ”لیکن میں ایک بیٹی کا باپ ہوں۔۔۔ اس لیے مجھے سوچ سمجھ کر اس مسئلے کو حل کرنا ہو گا۔۔۔ تم لوگ جاؤ۔۔۔ شاباش۔۔۔ جاؤ عیشال بیٹا۔۔۔!“

یہ سن کر دونوں تھوڑا سا ہچکچائیں اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر واپس مڑ گئیں۔

سلیم احمد کافی دیر تک کھڑے ہوئے کچھ سوچتے رہے، ان کی نظر بار بار دانیال کی طرف اٹھ رہی تھی۔

پھر وہ بھی واپس پلٹ آئے، اور دوبارہ ناظم بھائی وغیرہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

”خیریت تو مہی ناسب۔۔۔!“ ناظم بھائی نے پوچھ ہی لیا۔

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔“ سلیم احمد زبردستی مسکرا کر بولے: ”خیریت ہی رہی۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اب کھانے کا وقت ہو چلا ہے۔۔۔ میں ذرا اندر سے ہو کر آتا ہوں۔“

یہ کہہ کر سلیم احمد دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ پوری کوشش کر رہے تھے کہ خود کو نارمل رکھ سکیں۔

دھم۔۔۔ دھم کی آوازیں گونجیں، اور وہ دونوں اب اس مکان کے اندر تھے۔ گرو تو فوراً ہی اکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا، البتہ چیلے کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اس کے دل میں خوف اور گھبراہٹ عود کر آئی ہے۔

”کیا تم کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے۔۔۔؟“ گرو کی کڑک دار سرگوشی نے اسے ہلادیا۔

”نہیں گرو۔۔۔“ وہ تڑپ گیا: ”ہر گز یہ بات نہیں ہے۔۔۔ مجھے آپ پہ بھروسہ کیوں نہ ہو گا۔۔۔؟“

”تو پھر۔۔۔ میں تمہارے چہرے پر یہ کیا پڑھ رہا ہوں۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ مکان اس وقت خالی ہے۔۔۔ اور پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ پھر تم کیوں ڈر رہے ہو۔۔۔؟“

چیدہ چپ چاپ اٹھ کھڑا ہوا، اور گرو کی شکل دیکھنے لگا۔

”آؤ میرے ساتھ۔۔۔“

گرو یہ کہہ کر شاہانہ انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھا، چیدہ اس کے پیچھے ہولیا۔

جس حصے میں دونوں کود کر آئے تھے، یہ چھوٹا سا باغیچہ تھا، فرشی گھاس کے علاوہ کئی پھول پودے چاروں اطراف دکھائی دے رہے تھے۔

گو کہ چاروں طرف رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا، لیکن مکان کے برآمدے میں روشنی تھی جو لان میں بھی

فروری ۲۰۱۲ء

پہنچی ہوئی تھی۔

کھلے آسمان سے آتی ہوئی چاند کی روشنی اور برآمدے میں جلنے والی لائٹوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس باغیچے کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔

برآمدے کے سامنے لان میں کرسیاں بکھری پڑی تھیں۔ کچھ دیر پہلے ہونے والی بارش کی خوشبو بھی پھیلی ہوئی تھی۔

لیکن ان باتوں کی طرف بے چارے چیلے کی توجہ کہاں تھی۔۔۔ اس کے ذہن میں تو طرح طرح کے خدشے سر اٹھا رہے تھے۔

بس گرو کے بچے تلے قدم تھے، جو اسے حوصلہ دے رہے تھے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ چوروں کی طرح مکان میں کودنا پڑے گا۔

اگر وہ اکیلا ہوتا، تو کیا ایسا کر سکتا تھا۔۔۔؟؟

ہر گز نہیں۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔۔۔؟

قسمت اچھی تھی کہ اس وقت گلی سنان تھی۔

برآمدے کے پاس آ کر گرو روک گیا:

”مکان خالی ہے نا۔۔۔؟“ گرو کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

”جی۔۔۔ جی۔۔۔“ چیلے نے جلدی سے سر ہلایا: ”کیا یہاں کوئی رہتا نہیں ہے۔۔۔؟“

”یہ مکان پھر سے آباد ہو چکا ہے۔۔۔ خالی نہیں ہے۔۔۔“

”پھر اس کے مکین کہاں گئے۔۔۔؟“

”کچھ دیر پہلے تو دعوت اڑا رہے تھے۔ اب کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ بے چارے۔۔۔ آؤ۔۔۔ میں تم کو مکان دکھاؤں۔۔۔ تاکہ تم ہر چیز کو ذہن میں بٹھالو۔۔۔ اور تم کو کوئی پریشانی نہ ہو۔۔۔“

”اور۔۔۔ اور وہ جن۔۔۔ کہاں ہے گرو۔۔۔؟“ چیلے نے سوال کیا۔

ہم ناکام کیوں ہوتے ہیں؟

ہستی کا محوری نقطہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں لوگوں کی اکثریت متوسط سوچ اور فکر کے مالک ہے، اس طرز کے لوگ اپنی محدود سوچ کی وجہ سے ترقی نہیں کر پاتے اور ناکام ہو جاتے ہیں۔ ان کی ناکامی کی پہلی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ علم ہی نہیں رکھتے کہ ہم نے ترقی کیوں کرنی ہے؟ کیسے کرنی ہے؟ وہ معمولی معمولی چیزوں پر اتفاق کر لیتے ہیں۔ کم وسائل اور کم آمدنی کی وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں۔ ہماری ناکامی کی پہلی وجہ ہماری ناکام سوچ ہوتی ہے، جو ہمیں آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ ہمارے معاشرے کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ تعلیم کو صرف نوکری کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ تعلیم کا اصل مقصد معاشرے کے افراد کو شعور مہیا کرنا ہے۔

چستی اور تحریک

ناکامی کی دوسری اہم وجہ سستی ہے۔ ناکامیوں کا رونا رونے اور مسائل و مشکلات سے گھبرا کر پیچھے ہٹ جانے والوں کا تجربہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ ہر کام سست روی سے کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اُن کی توجہ عموماً اپنے کام کی طرف نہیں ہوتی، ہر کام میں سستی کی وجہ سے اپنا بہت سا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے، یہی رویہ

کوئی شخص اس وقت تک خود مختار نہیں ہو سکتا جب تک وہ خود سے سوچنا نہیں سیکھتا اور اپنے اندر اتنی جرأت پیدا نہیں کرتا کہ اپنی اندرونی تحریک پر پیش قدمی کر سکے۔ آپ بلند مقاصد کی جانب قدم بڑھائیں، مواقع خود آپ کو تلاش کر لیں گے۔ ہر مشکل میں ایک کامیابی چھپی ہوتی ہے جو اس مشکل کو ختم کر دیتی ہے۔ عظیم تخلیق کار وہ ہوتے ہیں جو اپنی ناکامیوں سے سبق سیکھ کر کامیابیوں کا راستہ ہموار کر لیتے ہیں۔ یوں وقت ان کے جذباتوں کے سامنے سرخم تسلیم کر دیتا ہے، پھر بظاہر دکھائی دینے والی ناکامی بھی اکثر کامیابی میں بدل جاتی ہے۔ غیر اپنے بن جاتے ہیں، دشمن تعریفیں کرنے لگتے ہیں اور کامیاب مستقبل ان کو دور بہت دور سے مانتا بھرے جذبے کے ساتھ اپنی بائیں پھیلائے آوازیں دیتا ہے۔

ناکام سوچ

زندگی ایک ایسا میدان عمل ہے جہاں ہر شخص کو انفرادی جدوجہد کے ذریعے اپنے لیے کامرانی، خوشی، اطمینان و آسودگی حاصل کرنا پڑتی ہے۔ خود انحصاری، خود اعتمادی اور خود گری ہی انسانی

اندر آجاء.... آ.... آ....
یہ کہہ کر گرو نے دروازہ کھول دیا۔ چیلے نے بے ساختہ اندر جھانکا، لیکن وہاں تو اندھیرا تھا۔
گرو نے ہاتھ بڑھا کر دیوار ٹٹولی، دفعتاً وہاں روشنی پھیل گئی اور ایک مسکور کن سی خوشبو چیلے کی ناک سے ٹکرائی۔



سب مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد سلیم احمد اپنی بیگم اور عیشال کو ساتھ لے کر اس کی سہیلی ثروٹی کو چھوڑنے چل دیے۔ سلیم احمد مناسب رفتار سے کار چلا رہے تھے، جیلہ بیگم ان کے برابر میں بیٹھی ہوئی انہیں خاندان بھر کے احوال سے آگاہ کر رہی تھیں، جبکہ عیشال اور ثروٹی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی سرگوشیوں میں مصروف تھیں۔

ثروٹی کو اس کے گھر ڈراپ کرنے کے بعد سلیم احمد نے اپنے علاقے کا رخ کیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ اپنی گلی میں داخل ہو کر گھر کے قریب پہنچے، انہیں چونک کر بریک لگانا پڑا:

”یہ.... یہ کیا ہو رہا ہے....؟“ سامنے کا منظر دیکھ کر جیلہ بیگم کے منہ سے نکلا۔

دو آدمی ان کے گھر کے پاس آپس میں جھگڑ رہے تھے، جیسے ہی ان دونوں پر کار کی ہیڈ لائٹ کی روشنی پڑی، وہ ہڑبڑا کر سیدھے ہو گئے۔

ان میں ایک جوان تھا اور دوسرا ادھیڑ عمر.... جوان نے اب بھی اپنے مخالف کا گریبان ایک ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا۔

سلیم احمد نے کار ان کے قریب روک دی۔

(جباری ہے)



رومانی ٹائٹل

یہ سن کر گرو کے چہرے کی کیفیت بدل گئی۔ وہ چپ سا ہو گیا: ”بتائیں گرو جی....؟ وہ.... وہ جن کہاں ہے....؟ جس کے لیے ہم نے یہ سب کچھ کیا ہے....!“
”ابھی ہم نے کچھ نہیں کیا چیلے....!“ گرو نے سرد آہ بھری: ”ابھی تو عمل کا آغاز بھی نہیں ہوا.... ابھی وہ کام کرنا ہے، جو تم سنے میں بھی سوچنا گوارا نہ کرو گے.... ہاں....“

”ایسا کیا کام ہے گرو....؟“
”آؤ.... اب وقت کم ہے.... جلدی کرو....“ گرو اس سوال کا جواب دینے کے بجائے اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

چیلے نے چپ سا دھ لی، اب کچھ کہنا مناسب نہیں تھا۔

گرو نے اسے تمام کمرے دکھائے، جو خالی پڑے تھے۔ اور پھر اس نے دوسری طرف کا رخ کیا۔ یہاں ایک چھوٹے دروازے کے پاس آکر گرو روک گیا۔

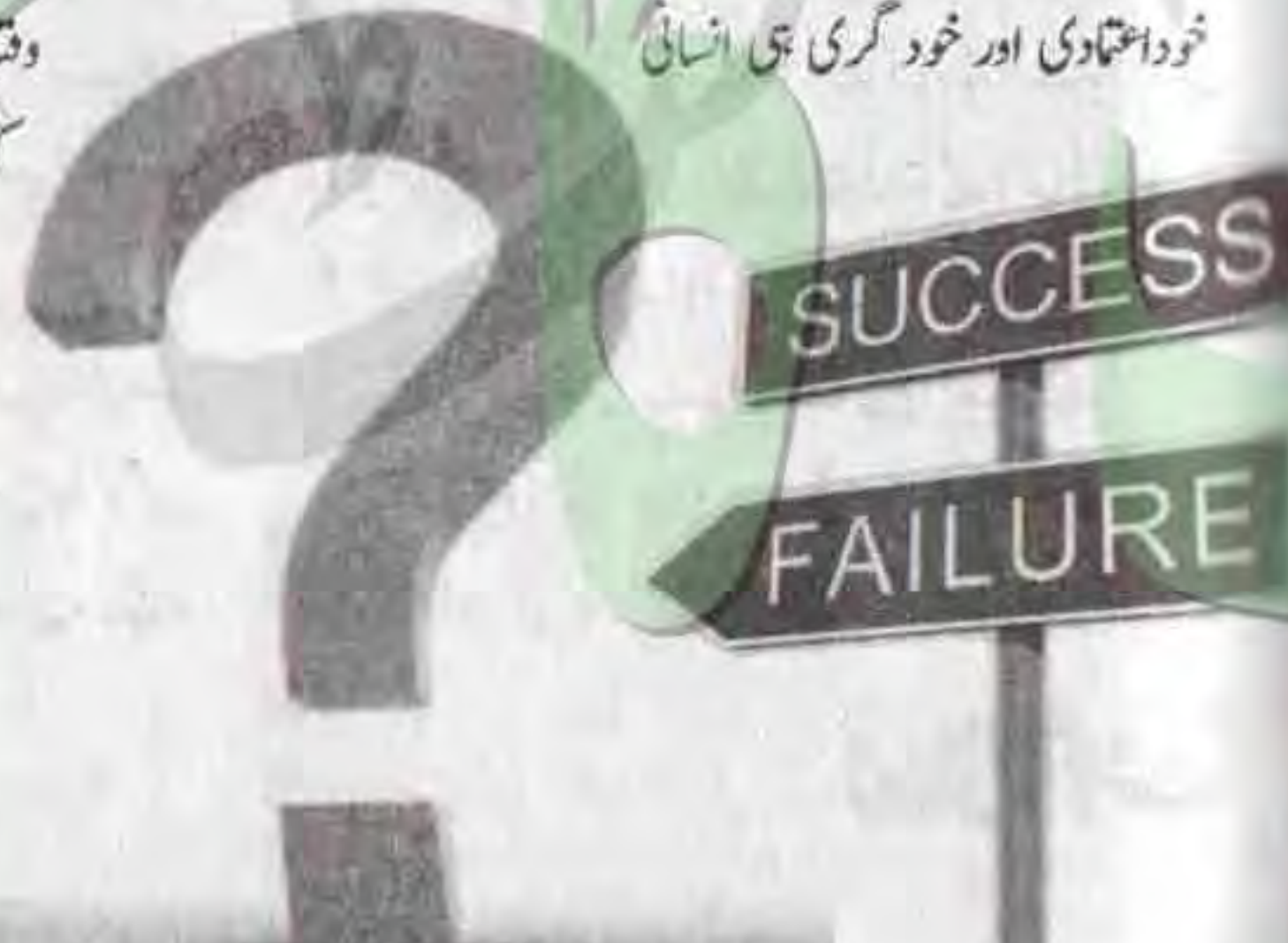
یہاں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ اب گرو اس کی طرف مڑا:

”وہ جن.... یہاں ہے....“
یہ الفاظ سن کر چیلے کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی:
”اوہ.... اچھا....“ وہ اتنا ہی کہہ سکا۔

”ہاں.... اور اس سے پہلے کہ میں یہ دروازہ کھولوں.... تم میری بات کان کھول کر سن لو.... اس گھر سے باہر نکلنے کے بعد تم.... مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے.... مجھے مارو گے....!“

”یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہو گرو....؟“ چیلہ دنگ رہ گیا، وہ حیرت سے گرو کی شکل دیکھنے لگا۔

”مجبوری ہے.... یہ ہمارے مشن کا حصہ ہے.... میں تم کو بتاتا ہوں کہ تم ایسا کیوں کرو گے.... پہلے



ایسے لوگوں کو کم پیداوار، کم تنخواہ اور کم مواقع کی جانب لے جاتا ہے۔ اس طرح ناکامیاں کسی آسیب کی مانند اُن کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ دنیا میں کامیابی کا پہلا سبق چستی اور تحریک ہے جو لوگ یہ سبق یاد کر لیتے ہیں وہ ہر قدم پر کامیاب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ ذاتی محنت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کا معیار تعلیم خواہ کچھ بھی ہو، ان کی قابلیت کچھ بھی ہو، لیکن وہ زندگی میں آنے والی ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہیں، پھر بار بار کوشش کرنے سے ایک دن وہ اپنی منزل کو پا لیتے ہیں۔ اگر آپ کوئی خاص مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں، اپنے خوابوں کی تعبیر پانا چاہتے ہیں، تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ اپنے باطن میں تحریک پیدا کریں۔

معاف کر دینا چاہیے

ناکام رہنے کی تیسری اہم وجہ انتقام کا وہ جذبہ ہے جو اکثر لوگ فضول میں دوسروں کے ساتھ روا رکھتے ہیں، اس بنا پر وہ کمزور ہو جاتے ہیں، اس لیے کہ اُن کی توجہ اپنے مقاصد اور ذمہ داریوں سے ہٹ کر انتقام کی طرف چلی جاتی ہے۔ ایسے لوگ بلا وجہ اپنے لیے دکھ اور غم کا راستہ چن لیتے ہیں۔ عام طور پر ایسے لوگوں کا ذہنی تناؤ بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے مقاصد اور ذمہ داریوں پر توجہ دیں، تو آپ کو ان لوگوں کو بھی معاف کر دینا چاہیے جو آپ کو تکلیف پہنچاتے رہے، اس لیے کہ معاف کرنے سے آپ کی بہت سی ذہنی الجھنیں ختم ہو جائیں گی، آپ کا اعتماد بحال ہو جائے گا۔ جب آپ معاف کر کے دوسرے کو آزاد کر دیتے ہیں، تو آپ خود بھی آزاد ہو جاتے ہیں۔ آپ کا غصہ، ناراضگی اور انتقام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ آپ خود کو طاقتور، خوش اخلاق اور پُر اعتماد محسوس کرتے ہیں، اپنی بھرپور توجہ اپنے مقاصد اور ذمہ داریوں پر مرکوز کر دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جنہیں ہمیں معاف کر دینا چاہیے وہ ہمارے والدین، بچے،

رشتہ دار، دوست، آئس میں کام کرنے والے، قریبی تعلقات والے کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کسی سے بھی تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ ان سے کسی صورت میں تکلیف پہنچی ہو۔ مگر یہ کہ انہیں معاف کر دینا چاہیے بلکہ ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انہوں نے آپ کو جینے کے قابل بنایا۔ وہ لوگ جن کا آپ کی زندگی کے ساتھ تھوڑا بہت تعلق رہا ہو، مثلاً آپ کا اعلیٰ افسر، کاروبار کا شراکت دار، دوست اور ہر وہ شخص جو چالاک بن کر آپ کو پریشان کرتا رہا، ان تمام لوگوں کو معاف کر کے خود کو آزاد کر دیں تاکہ آپ کا شعور آپ کو ترقی کی جانب گامزن کر سکے۔

اپنے جذبات کو قابو

میں رکھیں

یاد رکھیں! بہت سے لوگ غیر معمولی جذبات کی وجہ سے دوسروں سے اچھے تعلقات بگاڑ لیتے ہیں۔ آپ کے منفی جذبات آپ کو کبھی بھی اچھا انسان نہیں بننے دیتے۔ یہ منفی جذبات نہ ہی دوسروں کو متاثر کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ آپ کی زندگی کو تبدیل کر سکتے ہیں بلکہ یہ آپ کی خوشیوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ آپ کے اعتماد کو مٹی میں ملا دیتے ہیں۔ آپ کی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کر دیتے ہیں۔ لہذا اپنی ناکامی اور غصے کا جواز تلاش کرنے کی بجائے آپ کو چاہیے کہ اپنی ذہانت کو استعمال کر کے ناخوشگوار صورت حال کو بہتر بنائیں۔

اگر آپ کو کوئی مسئلہ درپیش ہے مثلاً ازدواجی مسائل یا معاشی پریشانی ایسے حالات کو بار بار مت یاد کریں اور نہ ہی دوسروں کو بار بار اپنی پریشانی بتائیں اس کی بجائے منفی خیالات کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس مشکل صورتحال سے باہر آنے کی پلاننگ کیجئے۔ جب منفی خیالات دور ہو جائیں گے تو خوشگوار حالات خود بخود ان کی جگہ لے لیں گے۔ کامیابی اور خوشگوار

زندگی کا اصول ہے کہ اس کام یا بات کے بارے میں پریشان مت ہوں جو آپ کر رہی نہیں سکتے اور جسے آپ بدل ہی نہیں سکتے، اس کے بارے میں فکر کرنا فضول ہے۔ اگر آپ نے اپنے ذہن میں روشن اور خوشگوار توقعات کی تصویر بنائی ہوگی تو آپ کے لیے خود بخود ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے، جس سے آپ اپنے اہداف تک پہنچ جائیں گے۔ اس کائنات میں صرف ایک ہی چیز ہے جس کو آپ قابو میں رکھ سکتے ہیں اور وہ ہے آپ کی سوچ۔

دو بڑے خوف

ہمارے اندر دو بڑے خوف ”ناکامی یا نقصان کا خوف اور روکے جانے کا خوف“ پایا جاتا ہے۔ جب ہم کوئی نیا کام شروع کرتے ہیں تو ہمیں تنقید یا سزا کا خوف ہوتا ہے، لوگ ہمیں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ہمیں سختی سے منع کیا جاتا ہے کہ ایسا مت کرو اس طرح ہم اپنے آپ کو غیر محفوظ شمار کرتے ہیں۔ یہ وہ سبق ہوتا ہے جو ہمیں بچپن میں دیا جاتا ہے۔ جس سے ہمارا دل و دماغ بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کمزور صلاحیتیں دن بہ دن ہمارے معمولات کا حصہ بن جاتی ہیں جو ہمیں ناکامی کی اندھی کھائی میں دھکیل دیتی ہیں۔ یوں ہم ایک روز ناکام ہو کر پستی کو قبول کر لیتے ہیں۔

ہماری عادات

انسان ہمیشہ مطلب پرست ٹھہرا ہے۔ یہ دوسروں کی مدد کرنے سے عار محسوس کرتا ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے۔ لیکن دوسروں کی مدد کرنا دراصل اپنی مدد کرنا ہے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص دوسروں کو بلند یوں تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے وہ خود اس سے بھی زیادہ بلند مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ ہم آج جو کچھ کرتے ہیں اس کا اثر ہمارے مستقبل پر بھی پڑ رہا ہوتا ہے۔ اگر ہمارے آج کے عمل میں عقل، سمجھ بوجھ کا ذرا سا بھی عنصر شامل ہو تو ہمارا کل کامیاب رہے گا۔ اگر ہم بظاہر ”بے ضرر“ غلطیاں

دہراتے چلے جائیں گے تو مستقبل میں اچانک حادثوں کا شکار ہو جائیں گے۔ انسانی عادات ایک بہت ہی باریک جالے کے تاروں کی مانند ہوتی ہیں، جو روزانہ آپس میں جٹی رہتی ہیں اور آخر کار ایک مضبوط رسے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ عادات اگر اچھی ہوں تو یہ رسہ آپ کو کامرانی کی بلندیوں کو چھونے میں مدد دے گا اگر یہ عادات بری ہیں تو یہی رسہ آپ کو ناکامی کے اندھے غار میں لٹکا دے گا۔

جوان مردی

مشکلات اور رکاوٹوں سے کبھی گھبراتا نہیں چاہیے کیونکہ کوئی شخص پانی میں گرنے سے نہیں ڈرتا، بلکہ ڈوبتا اس وقت ہے جب وہ پانی سے باہر نکلنے کی کوشش ہی نہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ زندگی کی ڈگر پر کسی جگہ ٹھوکر لگ جائے اور آپ گر جائیں تو اسی جگہ مت پڑے رہیے بلکہ اٹھ جائیے اور دوبارہ چل پڑیے۔ یہی اصل جوانمردی ہے۔

ایک مرتبہ کسی شہزادے نے اکبر بادشاہ سے دریافت کیا کہ ”بادشاہ سلامت! آپ کی فتح کا کیا راز ہے۔“

تو بادشاہ نے مسکرا کر کہا:

”جان جو کھم میں ڈالنے اور مشکلات کا مردانہ

وار مقابلہ کرنے میں ہی میری فتح کا راز ہے۔“

زندگی سکون کا نام نہیں بلکہ زندگی تو حرکت سے عبارت ہے۔ جو لوگ متحرک رہتے ہیں اور محنت کرتے ہیں، وہی انعام پاتے ہیں۔ آپ بھی حرکت کیجیے، اپنی عادات و حرکات و سکنات اور کام کرنے میں چستی کا ثبوت دیجیے، یہی اصل زندگی ہے اور یہی وقت کا تقاضہ ہے۔

تسلی پسندی خود اعتمادی کے منافی ہے۔ ساحل پر بیٹھ کر لہریں گننے سے موتیوں تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی اور نہ اس طرح ہم زندگی کے امتحان میں پورے اتر سکتے ہیں۔ فتح اس کا دامن چھوتی ہے جسے فتح کا یقین ہو۔



عقل خیران ہے...!

سائنس خاموش ہے...!

دلچسپ، عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات و آثار
سائنس جن کی حقیقت سے آج تک پردہ نہ اٹھا سکی....

موجودہ دور میں انسان سائنس ترقی کی بدولت
کھستانی نظام سے روشناس ہو چکا ہے، سمندر کی
تہ اور پہاڑوں کی پوٹھوں پر کامیابی کے جھنڈے گاڑ رہا
ہے۔ زمین کے بطن میں اور ستاروں سے آگے نئے
جہانوں کی تلاش کے منصوبے بنا رہا ہے۔ یوں تو
سائنس نے انسان کے سامنے کائنات کے حقائق
کھول کر رکھ دیے ہیں لیکن ہمارے ارد گرد اب بھی
بہت سے ایسے راز پوشیدہ ہیں جن سے آج تک پردہ
نہیں اٹھایا جا سکا ہے۔ آج بھی اس کرۂ ارض پر
بہت سے واقعات رونما ہوتے ہیں اور کئی آثار
ایسے موجود ہیں جو سادہ لوح سے انسانی عقل کے
لیے غیرت کا باعث بنے ہوئے ہیں اور جن کے
متعلق سائنس سوالیہ نشان ہی ہوتی ہے۔

ULTIMATE ANSWER TO YOUR MEDIA NEEDS.

سند کا کثیر الاشاعت مقبول اردو اخبار



الأخبار

جدت

مسیحا

جرات ہاؤس۔ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی فون: 32637641-4 فیکس: 32212613
ای میل: juraat@juraat.com // www.juraat.com URL:

اہرام مصر کی تعمیر کا عجوبہ

عہد قدیم کا سب سے حیرت انگیز، سائنس اور عقل سے بعید ذہانت اور تعمیرات کا جیتا جاگتا اور ٹھوس ثبوت جو ہمارے سامنے ہے، وہ ہے اہرام مصر!....

اہرام کا نام سننے ہی ہمارے ذہن میں دنیا کے سات عجائبات میں سب سے قدیم پتھروں سے بنے ہوئے فرامین کے دیوہیکل مقبرے آجاتے ہیں۔ یہ اہرام سرزمین مصر کی پہچان ہیں اور صدیوں بلکہ قرونوں سے ریگستان کی جھلسا دینے والی گرم ہواؤں، آندھی، بارش اور بجلی کی کڑک کے باوجود دھرتی پر ایستادہ ہیں۔ اپنی عجیب و غریب ساخت، حیرت انگیز خصوصیات اور پراسراریت کے سبب آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اہرام مصر کشش اور تجسس کا باعث ہیں۔ بڑے بڑے پتھروں کو اس عمدگی سے اس قدر بلند پر جڑے ہوئے دیکھ کر ہر کوئی قدیم مصری تہذیب کے کاریگروں کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

یہ حیرت انگیز اہرام آج سائنس دانوں کے ذہنوں کو بھی ورطہ حیرت میں ڈالے ہوئے ہیں۔ انہیں

دیکھتے ہی ذہن میں سب سے پہلے یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر اس نادر اور عجوبہ روزگار عمارت کو کیوں اور کس طرح تعمیر کیا گیا ہوگا....؟

اہرام پر صدیوں سے ریسرچ جاری ہے۔ جدید سائنسدانوں، فلسفیوں، آرکیالوجسٹ اور ماورائی علوم کے ماہرین نے اہرام کی تعمیر کے مقصد کے بارے میں گزشتہ دو سو سالوں سے بہت کچھ لکھا ہے، مگر آج بھی اہرام کے متعلق بہت سے سوالات جواب طلب ہیں۔

بعض ماہرین مصریات Egyptologist اہرام کو محض مقبرہ یا پھر معبد قرار دیتے ہیں لیکن بعض مورخین کا خیال ہے کہ اہرام قدیم علوم کے محافظ ہیں.... انتہائی ہولناک تباہیوں اور طوفانوں کے خطرہ کے پیش نظر قدیم لوگوں نے اپنے علوم، کتابیں، ایجادات اہرام کے خفیہ کمروں میں محفوظ کر لی تھیں تاکہ انہیں محفوظ رکھ سکیں۔ کچھ ریسرچرز کا خیال ہے کہ اہرام خلائی مخلوق U.F.O نے تعمیر کیے ہیں، تاکہ وہ دوسرے سیاروں سے رابطہ قائم کر سکیں یا پھر یہ علم نجوم کے لیے بنائی گئی رصد گاہ ہے۔ بعض ماہرین کے مطابق اہرام زلزلوں کو روکنے کا کام کرتے ہیں....

چند سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اہرام دراصل پاور پلانٹ ہیں، جنہیں قدیم ادوار کی ترقی یافتہ قومیں توانائی کے حصول کے لیے استعمال کرتی تھیں۔ یہ توانائی شمسی تھی یا کرسٹل انرجی یا پھر کاسمک ریز، اس حوالہ سے تحقیق

ابھی جاری ہے....

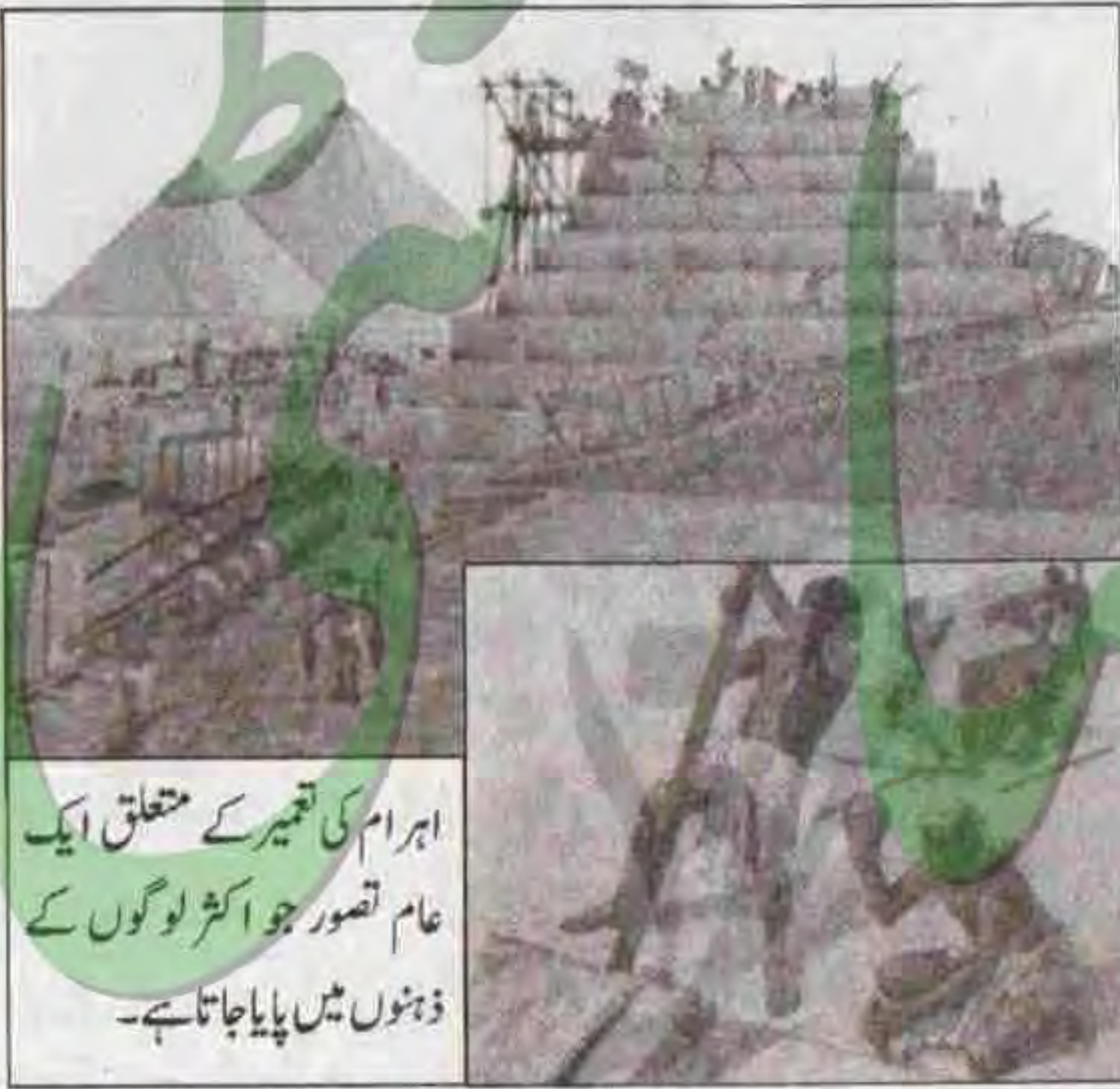
پیرانارمل سائنسٹ کا کہنا ہے کہ اہرام دراصل ایسے اینٹینا کا کام کرتے ہیں جو توانائی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل اور دوسری جگہ کی توانائیوں کو موصول بھی کر سکتے ہیں۔ ان کے مطابق قدیم اقوام کے لوگ اسے بطور مواصلاتی نظام بھی استعمال کرتے تھے۔ اسی لیے یہ دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چند محققین کا یہ بھی ماننا ہے کہ یہ مواصلاتی سسٹم ٹیلی پتھی کے

ذریعہ چلتا تھا۔ قدیم مصر کے لوگ اہرام میں بیٹھ کر اپنے ذہن سے خیالات کو دور دراز فاصلے پر موجود اہرام میں بیٹھے ہوئے لوگوں تک منتقل کر دیتے تھے۔

بعض مغربی ریسرچرز کے مطابق اہرام کی ساری پراسراریت اس کی مخصوص بناوٹ اور زاویہ میں پوشیدہ ہے، ان ماہرین کے مطابق اہرام کی ساخت میں ایک خاص توانائی پنہاں ہے، جسے وہ ”بائیو کاسمک انرجی“ کا نام دیتے ہیں۔

اہرام کے مختلف پہلوؤں پر سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں، مگر اس کے بارے میں جو کچھ بھی تحقیق پیش کی گئی، وہ ماورائیت یا پراسراریت کے دائرہ سے باہر نہ نکل سکی.... اہرام کا مقصد کیا تھا یہ جاننا تو دور، ابھی تک سائنس اس بات کا کھوج نہیں لگا پائی ہے کہ یہ اہرام تعمیر کیسے ہوئے....؟

ایک عام تصور جو اہرام کے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں پایا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی تعمیر پانچ ہزار سال قبل فرعون خوفو کے عہد میں شروع ہوئی۔ ایک لاکھ سے زیادہ مزدور درختوں کے رولروں پر بڑے بڑے پتھر



اہرام کی تعمیر کے متعلق ایک عام تصور جو اکثر لوگوں کے ذہنوں میں پایا جاتا ہے۔

رکھ کر رشتوں کی مدد سے کھینچتے ہوئے لاتے.... مگر اس تصور کو ماننے میں بعض قباحتیں بھی ہیں، اول یہ کہ صرف غزہ Giza کے اہرام کی تعمیر میں 30 لاکھ کے قریب گرینائٹ کے پتھر استعمال ہوئے ہیں، جن کا وزن 2.6 ٹن سے 70 ٹن تک ہے۔ گرینائٹ کے پتھروں کو بغیر کسی اشن لیس اسٹیل کٹر یا لیزر ٹیکنالوجی کے کاٹنا ناممکن ہے اور پتھر کی سطح اتنی چکنی ہے جیسے چاندی کا ورق۔ اگر آج کی جدید ترین مشینریز کے ذریعہ سینکڑوں میل دور ”اسوان“ کے پہاڑوں سے ٹنوں وزنی گرینائٹ کے بلاکس کاٹ کر فی دن دس بلاکس کے حساب سے بھی لاکھ لگائے جائیں تو مکمل اہرام کی تعمیر میں 385 سال لگیں گے.... اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی ایک فرعون کی عمر بھی اتنی نہیں تھی کہ وہ محض اپنے مقبرہ کی تعمیر اپنی موت سے 385 سال قبل شروع کر سکے....

دوسری بات یہ کہ آج سے پانچ ہزار سال قبل پوری دنیا کی آبادی دو کروڑ کے لگ بھگ ہوگی ایسے میں صرف مصر جیسے صحرائی خطہ میں جہاں صرف دریائے نیل کے



مصری میوزیم میں رکھے وہ اوزار، جو ماہرین آثار قدیمہ کے خیال کے مطابق اہرام کی تعمیر میں استعمال ہوئے تھے۔

کنارے زرخیز پٹی ہے، وہاں ایک لاکھ سے زیادہ افراد کا جمع ہونا، جن میں معمار، سنگتراش، ملاح، راہب، سوداگر، کسان سرکاری اہلکار اور فرامین کا اپنا کنبہ الگ، پھر اس صحرائی خطہ میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرنا سراسر ناممکن ہے.... دوسری جانب دیوہیکل پتھروں کو درختوں کے تنوں پر لٹھکانے کی بات تو مصر کے صحرائی خطہ میں درختوں کے اتنی بڑی تعداد میں درختوں کے تنے کہاں کہ ان سے صرف لٹھکانے کا کام لیا جاسکے، کھجور کے چند درخت وہاں ضرور پائے جاتے ہیں مگر ان کی کھجوریں بطور خوراک استعمال ہوتی تھیں.... ایک برطانوی ریسرچر کرستوف فریڈیون برسوں سے اہرام پر ریسرچ کر رہے ہیں، انہوں نے قدیم مصر میں ایڈوانس مشینری کے حوالے سے کئی مضامین اور کتابیں تحریر کی ہیں۔ کرستوف فریڈیون اپنی کتاب ”غزہ پاور پلانٹ“ میں تحریر کرتے ہیں کہ وہ 1986ء کے دوران جب مصر میں قاہرہ میوزیم کی سیر کے لیے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ میوزیم کے ایک کمرے میں پیتل کے مختلف اوزار رکھے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”ہمارے گائیڈ نے بتایا کہ یہ اوزار اہرام مصر کی تعمیر میں استعمال ہوتے تھے۔ میں نے معلوم کیا کہ وہ لوگ تانبہ سے گرینائٹ کیسے کاٹ لیتے تھے۔ گائیڈ نے کئی نظریات بتائے مگر میں مطمئن نہیں ہو سکا کیونکہ میں

آرکیالوجسٹ نہیں بلکہ ٹیکنالوجسٹ ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اتنے بڑے گرینائٹ کو تانبہ سے کاٹنا ناممکن سی بات ہے.... پھر میرا اگلا سفر اسوان کا تھا جہاں سے یہ پتھر کاٹ کر لائے جاتے تھے۔ وہاں ملکہ حتشپسوت کا ایک نامکمل ستون موجود ہے جس کا وزن 1170 ٹن کے قریب ہے۔ اس کی تراش خراش اور کٹائی کا گہرا جائزہ لینے پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیتھ مشین کے بغیر ممکن نہیں۔ تقریباً تمام پتھروں کی کٹائی ایک ہی سائز کی ہے اور ان میں 0.001 کا فرق بھی موجود نہیں۔ دوسری اہم چیز جو دیکھنے میں آئی وہ پتھروں میں ہونے والے سوراخ تھے جو ڈرل مشین کے ذریعے ہی کیے جاسکتے ہیں۔ بعض سوراخ ڈھلوانی طور پر کیے گئے تھے اور بعض لچھے دار انداز کے تھے، بعض سوراخ کا قطر 12 انچ اور گہرائی 100 انچ تک ہے۔ یہ بات طے ہے کہ قدیم مصری موجودہ دور میں استعمال ہونے والی جدید مشینوں کی مانند مشینوں کے استعمال سے واقف تھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گرینائٹ کی چٹانوں میں سوراخ کرنے کے لیے وہ الٹراسونک مشین استعمال کرتے ہوں کیونکہ ان کے انیس سے پچیس ہزار سائیکل فی سیکنڈ کے ارتعاش سے ہی گرینائٹ میں سوراخ کیے جاسکتے ہیں۔ قدیم مصریوں نے جو گرینائٹ کاٹے تھے، جدید ترقی یافتہ دور کی ڈائمنڈ ڈرل مشین بھی اس کا صرف 500 واں حصہ کاٹ سکتی ہے۔“

ان پتھروں کو اٹھا کر یہاں لانا اتنا بڑا کارنامہ نہیں، اس سے بڑا کارنامہ ان کو اس ترتیب سے کھڑا کرنا ہے کہ ان میں ہر ایک کے درمیان انچ کے ہزاروں حصے کا بھی فرق نہیں۔ اتنی بڑی چٹانوں کو اس کارنگری سے لگانا کہ ذرا بھی عجیب باقی نہ رہے اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ کام موجودہ دور میں زیر استعمال دیوہیکل مشینوں کے ذریعہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا.... یعنی اس کام کے لیے جو

رُوحانی کا مجسٹ



اسوان میں موجود ساڑھے تین ہزار سال قدیم ملکہ حتشپسوت کا ایک نامکمل ستون، جس کا وزن 1170 ٹن کے قریب ہے۔ اس کی کٹائی، تراش خراش اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل جدید قسم کی مشینریز کے بغیر ممکن نہیں۔

کے طریقے سے پوری طرح واقف ہوں گے۔ اہرام کی تعمیر کرنے والے ماضی کے لوگ نجوم اور ریاضی میں بھی کافی حد تک ایڈوانس تھے۔ ایک اور مغربی ریسرچر ایرک وان ڈی سنکن کے خیال میں اہرام کمپیوٹر کی مدد سے تعمیر ہو سکتا ہے یا پھر شاید دوسرے سیاروں کی ذہین مخلوق نے لیزر شعاعوں سے بڑے بڑے پتھروں کو تراشا ہو گا اور ایٹمی گریوٹی یعنی چیزوں کو بے وزن کر دینے والے آلات سے کام لے کر وزنی پتھروں کو نو سو فٹ کی بلندی تک ترتیب وار جوڑا ہو گا۔ ایرک کے مطابق قدیم زمانے میں مصر ایسا مقام رہا ہے جہاں طوفان نوح جیسا عظیم اور تاریخی سانحہ پیش آیا، لہذا ہو سکتا ہے کہ طوفان سے قبل اپنی باقیات کو محفوظ رکھنے کے لیے اہراموں کی تعمیر کی گئی اور طوفان نوح سے قبل ایسی قوم موجود رہی ہو جو ہم سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہو۔

سائنسدانوں کے مطابق اہرام مصر آج سے تقریباً پانچ ہزار برس قبل تعمیر کیے گئے، لیکن موجودہ دور میں بھی ایسی ہی محیر العقول واقعات رونما ہو رہے ہیں، جن کی

ایک ماہر علوم مصریات ولیم کنکس لینڈ اپنی کتاب ”گریٹ پیرامڈ ان فیکٹ اینڈ فکشن“ میں تحریر کرتے ہیں کہ ”اہرام مصر کی تعمیر میں استعمال ہونے والے پتھروں کو ان ستروں کے ذریعے وہاں تک لایا گیا ہے جو پادری اور مزدور پڑھتے تھے....“

محترم قارئین! یہ بھی تو ممکن ہے کہ مصری راہب کسی ایسے مخفی علم سے واقف تھے جو کشش ثقل کو ختم کر دیتا ہو....؟ اور یہ علم بتدریج وقت کی پنہائیوں میں کہیں کھو گیا ہو....؟

ایک اور پراسرار علوم کے ماہر اور تھیوسوفسٹ اے پی سینٹ اپنی کتاب ”دی پیرامڈ اینڈ اسٹون منیج“ میں لکھتے ہیں ”عظیم اہرام کی تعمیر میں ایسے بھاری پتھروں کو اس قدر سلیقے اور ہنرمندی سے استعمال کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ لوگ فطرت کے کسی ایسے علم پر دسترس رکھتے تھے جو آج انسان کی نظروں سے اوچل ہو چکا ہے۔ پوشیدہ فطری علوم کے ماہرین ان پتھروں کو اپنی مرضی کے مطابق ہوا میں تیراتے ہوئے اپنی مطلوبہ جگہ پہنچانے

فروری ۲۰۱۲ء



ڈاکٹر جمیل صدیقی

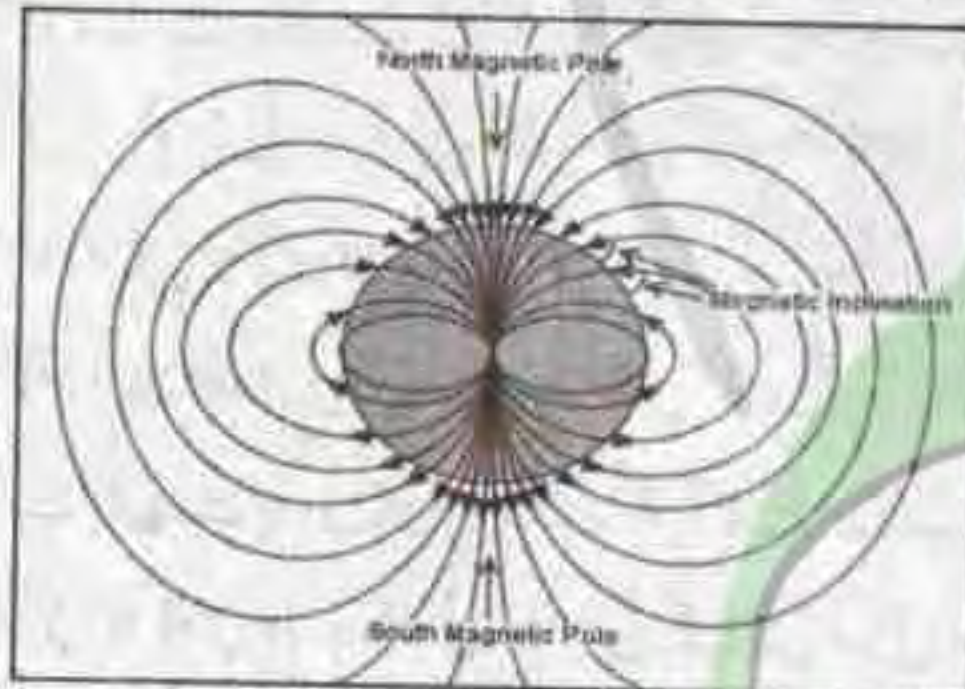
ان صفحات پر آپ بھی سائنسی حقائق کے بارے میں دریافت کر سکتے ہیں۔ سوال مختصر اور واضح الفاظ میں تحریر کریں اور اس پتہ پر ارسال کر دیں۔

سائنس کارٹر Q&A معرفت روحانی ڈائجسٹ 1/7-D، 1 ناظم آباد، کراچی

Q: زمین کے قطب کیوں بنے اور کیا یہ قطبین تبدیل بھی ہوتے ہیں....؟

(صائمہ اصغر۔ گجرانوالہ، ماریہ بتول۔ حیدر آباد، محمد عثمان۔ نوشہرہ)

A: زمین کا بیرونی خول سخت ہے مگر اندرونی حصہ مائع حالت میں ہے، جس میں کثیر مقدار میں لوہے کے ذرات پائے جاتے ہیں۔ زمین کی محوری گردش کے سبب اندرونی مائع ہمیشہ متحرک رہتا ہے۔ اس حرکت کی وجہ سے برقی رو پیدا ہوتی ہے جو مقناطیسی میدان بناتی ہے، اس مقناطیسی میدان کی حد زمین کے اطراف فضائی کرہ میں بھی کئی کلومیٹر دور تک پھیلی ہوئی ہے جسے magnetosphere کہا جاتا ہے۔ زمین کا جغرافیائی شمالی اور جنوبی قطب



ہمیشہ مستقل رہتا ہے اور ہم اسے نقشہ میں پیش کر سکتے ہیں لیکن زمین کا مقناطیسی شمالی اور جنوبی قطب مستقل نہیں رہتا کیوں کہ زمین کے اندرونی مائع کے متحرک رہنے کے سبب مقناطیسی قطبین کی جگہ اور سمت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس متحرک مائع کی وجہ سے پیدا ہونے والا مقناطیسی میدان زمین پر موجود ہر شے کو اپنی جانب کھینچنے کا سبب بنتا ہے۔ اسی خصوصیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سائنس دانوں نے مقناطیسی سوئی سے سمت بتانے والا آلہ دریافت کیا جسے Compass کہا جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ شمالی قطب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اگر آپ شمالی قطب پر موجود ہیں اور آپ کے پاس D 3 مٹی آلہ ہے تو وہ بالکل نیچے کی جانب اشارہ کرے گا۔ جس کا مطلب ہے کہ آپ کے قدم اس وقت زمین کے شمالی قطب پر ہیں۔ جیسا کہ ہم نے جانا کہ زمین کے مقناطیسی قطبین کی سمت ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے اسلئے فضائی سفر کے دوران ہوائی جہاز کے پائلٹ مقناطیسی مٹی آلہ اور نقشہ دونوں کا استعمال کرتے ہوئے زمینی اسٹیشن سے مزید رہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں تاکہ انہیں سمت کا مناسب اندازہ ہو سکے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سائنس کے مقناطیسی اصول کے مطابق دو یکساں قطبین

فیصد دائرے برطانیہ میں دیکھے گئے ہیں، جبکہ باقی دس فیصد کا تعلق امریکہ، افریقہ، کینیڈا، آسٹریلیا، جنوبی امریکہ، روس اور جاپان سے ہے۔ ان پر اسرار دائروں کے اندر کا تجزیہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ یہاں عموماً مقناطیسی لہریں بہت طاقتور ہوتی ہیں۔ ماہرین کو ان پر اسرار دائروں کے اندر آواز کی ہائی فریکوئنسی لہروں کی موجودگی کے شواہد بھی ملے ہیں۔ جب کہ کئی ماہرین نے پر اسرار دائروں کے اندر تابکاری کی پیمائش بھی کی ہے۔

یہی صورتحال اہرام مصر کے ساتھ بھی نظر آتی ہے.... اہرام بھی دنیا کے کئی خطوں میں پائے جاتے ہیں اور ان میں بھی مقناطیسی لہروں کی شدت نوٹ کی گئی ہے اور

اس کی تعمیر میں بھی انسانی ہاتھوں کا سراغ نہیں مل سکا ہے اور نہ ہی موجودہ دور کی جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ حساس اور دیو ہیکل مشینز اس قابل ہیں کہ ایسی محیر العقول تعمیر کا کام انجام دے سکیں....

اگر یہ انسانی ذہانت کا کمال نہیں ہے تو کیا ان کو جثات یا کسی اور ماورائی مخلوق نے بنایا تھا۔ یا پھر کسی دوسرے سیارے سے آنے والی خلائی مخلوق نے اس حیرت انگیز تعمیر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اہرام کی تعمیر کی اصل وجہ ابھی تک اسرار کے پردوں میں ہے، کیا سائنس دان ان پر اسرار حقائق منظر عام پر لانے میں کامیاب ہو جائیں گے....؟؟



ماضی کے اہرام کی طرح موجودہ دور کے پر اسرار دائروں کا وجود بھی عقل کو حیران کیے ہوئے ہے.... جس کی خبریں گذشتہ 40 سال سے منظر عام پر آرہی ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کھڑی فصلوں میں یہ دائرے عموماً رات کی تاریکی میں بنتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ دائرہ یا ڈیزائن بننے میں ایک منٹ سے بھی کم وقت لگتا ہے۔ موجودہ دور کے اس محیر العقول عجوبہ کے بارے میں بھی سائنس دان محو حیرت ہیں اور سمجھ نہیں پا رہے کہ انہیں کس نے اور کیسے بنایا.... اگر یہ انسانی ہاتھ کا کرشمہ ہے ایسی ہزاروں کارروائیوں کے باوجود ان کے کسی تخلیق کار کو آج تک پکڑا یا دیکھا کیوں نہیں جاسکا....؟؟

حقیقت کے حوالے سے سائنس دان انگشت بدنداں ہیں اور سمجھ نہیں پا رہے کہ انہیں انسانوں نے کیسے بنایا.... مثال کے طور پر نومبر 2011ء کے شمارے میں ہم نے انہی صفحات پر ہم نے تذکرہ پیش کیا تھا کہ اس دور میں دنیا کے مختلف ملکوں میں کھیتوں میں تیار فصلوں کی اس خوبصورتی کے ساتھ پر اسرار طور پر کثافت کی جارہی ہے کہ پُر اسرار دائرے اور جیومیٹرکل اشکال نمودار ہو جاتی ہیں، ان پر اسرار دائروں کی تشکیل میں انسانی ہاتھ کا سراغ نہیں مل سکا ہے۔ 70 کے عشرے کے بعد سے 2011ء تک تقریباً 1900 اقسام کی دس ہزار سے زیادہ اشکال اور دائرے دریافت ہو چکے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ 90

Yoga Madra Posture

یوگا مدرا آسن



ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے جسم کی دیکھ بھال کریں۔ آپ کو اپنی غذا پر توجہ دینا چاہیے۔ ورزش کریں اور مثبت طرز زندگی اپنائیں۔ اس عمر میں یوگا کی مشقیں آپ کو جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مندرکھنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ ویسے تو یوگا کی مشقیں ٹین ایج میں شروع کرنا مفید رہتا ہے۔ مگر تیس سال کے بعد جسم کو ان مشقوں کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ مرد ہوں یا خواتین سب کی خواہش ہوا کرتی ہے کہ وہ ہمیشہ خوبصورت اور پرکشش نظر آئیں۔ یوگا کی مشق ”یوگا مدرا“ اس سلسلے میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

طریقہ: آپ آلتی پالتی مار کر، آسان اور پرسکون حالت میں بیٹھیے، اس طرح بیٹھنے کے بعد آپ کمر کے پیچھے اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں بازو کی کلائی پکڑیں۔ پھر سانس خارج کرتے ہوئے آگے کی جانب جھکیں، یہاں تک کہ آپ کی پیشانی فرش تو چھونے لگے۔ اپنے بازوؤں اور ہاتھوں کو ڈھیلا رکھیں، پھر سانس خارج کرتے ہوئے آہستگی سے پہلی بیٹھی ہوئی پوزیشن میں واپس آجائیں۔ کلائی کی گرفت کو چھوڑ دیں، ٹانگوں کو سیدھا کر لیں اور آرام کریں۔

فوائد: اس مشق سے چہرے پر تازگی آتی ہے، آنکھوں میں رونق پیدا ہوتی ہے، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور چہرے پر پڑی جھائیاں دور ہوتی ہیں اور تھکاوٹ ختم ہو کر جسم ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

۱۵۱

ورزش کا سب سے بڑا مقصد جسم میں دوران خون کو صحیح حالت میں رکھنا ہے۔ اگر خون جسم کے تمام اعضاء اور ہر ایک ترین نسلوں تک باقاعدگی سے پہنچتا رہے تو انسان نا صرف ہر قسم کے امراض سے محفوظ رہتا ہے بلکہ جسم کی قوت مدافعت میں بھی بہتری آتی ہے۔ یوگا کی مشقیں جسم کو فعال اور قوت مدافعت کو مضبوط بنانے میں مفید ہیں۔

ہم زندگی کو دو مختلف ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا دور جسم کی تعمیر کا ہے، جو پیدائش سے شروع ہو کر تقریباً تیس سال کی عمر پر ختم ہو جاتا ہے، جب فطرت ہماری دیکھ بھال کرتی ہے۔ کسی نوزائیدہ بچے کو دیکھیں! وہ زیادہ تر سوتا رہتا ہے کیونکہ فطرت کو اس کے جسم پر کام کرنا ہوتا ہے۔ اس دوران جسمانی ساخت بنتی ہے، دماغ کی پرورش ہوتی اور مدافعتی سسٹم تروتوج پاتا ہے۔

اس دوران ہماری توانائی بھرپور ہوتی ہے اور اس کے ذریعے جسم میں لچک موجود رہتی ہے۔ اسی دوران بے شک آپ اپنی دیکھ بھال نہ کریں کیونکہ فطرت اپنا رول ادا کرتی رہتی ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بچے کس قدر سرگرم ہوتے ہیں۔ کس قدر ان میں لچک ہوتی ہے اور یہ توانائی سے لبریز ہوتے ہیں۔

دوسرا دور تعمیر شدہ جسم کی دیکھ بھال کا ہے۔ جو تیس سال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ہماری جسمانی اور ذہنی نشوونما مکمل ہو چکی ہوتی ہے اور فطرت اپنا کام کر چکی ہوتی

فروری ۲۰۱۲ء

کے درمیان دفع کا عمل ہوتا ہے اور مختلف قطبین کے درمیان کشش کا عمل ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ دو مقناطیس ہاتھ میں لے کر دونوں کے شمالی قطب ایک دوسرے کے قریب لائیں تو دفع کی قوت انہیں ایک دوسرے سے دور ہٹا دیتی ہے۔ اس کے برعکس ایک مقناطیس کا شمالی قطب دوسرے مقناطیس کے جنوبی قطب کو کشش کرتا ہے لیکن مقناطیسی سوئی کا شمالی قطب زمین کے مقناطیسی میدان کے شمالی قطب کی جانب اشارہ کیوں کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سمت ہٹانے والی مقناطیسی سوئی کا شمالی قطب دراصل زمین کے جس قطب کی جانب اشارہ کرتا ہے وہ جنوبی قطب ہے لیکن چونکہ نقشہ اور گلوب میں ہم اسے اوپر کی جانب دکھاتے ہیں اس لیے ماہرین نے یہ فیصلہ کیا کہ سستی آکر کا شمالی قطب اور زمین کا شمالی قطب ایک ہی رکھا جائے تاکہ سمجھنے میں کشش نہ ہو۔ مقناطیس کے شمالی قطب کو جنوبی قطب سے جوڑنے والی غیر مرئی شعاعیں مقناطیسی میدان بنتی ہیں۔ ان شعاعوں کے خطوط قطبین پر ایک دوسرے سے قریب ہوتے ہیں جبکہ درمیانی حصے میں ایک دوسرے سے دور ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے مقناطیسی میدان کی طاقت درمیانی حصے کی بہ نسبت قطبین پر زیادہ ہوتی ہے۔ زمین کے مقناطیس ہونے کا ہمیں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ سورج سے آنے والی شعاعوں میں چارج شدہ ذرات پائے جاتے ہیں۔ جو مقناطیسی میدان کی وجہ سے قطبین کی جانب مڑ جاتے ہیں۔ اس طرح مقناطیسی میدان ہمیں سورج کی جانب سے فضائی کرہ میں داخل ہونے والی مضر ذرات سے محفوظ رکھتا ہے۔



Q: خزاں کے موسم میں پتوں کے رنگ کیوں تبدیل ہو جاتے ہیں۔؟

(صاحبزادہ عبدالودود۔ سا نگھڑ)

A: جب دن چھوٹے ہونے لگتے ہیں اور موسم میں خنکی آ جاتی ہے۔ ایسے میں، درختوں کے سرسبز و شاداب پتے اپنی شاخوں سے جدا ہونے سے قبل سرخ، نارنجی، زرد اور بھورے رنگ میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ سردیوں کے موسم میں پودوں میں ”فونو سینتھیسز“ کے لیے روشنی اور پانی کم ہونے کی وجہ سے یہ تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اس موسم میں درخت اور پودے اسی خوراک کو استعمال کرتے ہیں جسے وہ گرمیوں کے موسم میں ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ خوراک کی نامناسب مقدار کی وجہ سے پودوں میں ”کلوروفل“ غائب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ کلوروفل ایک کیمیکل ہے جس سے پودوں میں سبز رنگ نظر آتا ہے اور جب یہ کیمیکل ختم ہونے لگتا ہے تو ہم انہی سبز پتوں کو زرد، نارنجی اور سرخ رنگ میں تبدیل ہوتا دیکھتے ہیں۔

”فونو سینتھیسز“ عمل کیا ہے؟ اس کی مختصر سی تفصیل کچھ یوں ہے کہ پودے اپنی جڑوں کی مدد سے خوراک حاصل کرتے ہیں، اور ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے ہیں۔ یہ سورج کی روشنی کی مدد سے پانی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو آکسیجن اور گلوکوز میں تبدیل کرتے ہیں۔ اس عمل کو فونو سینتھیسز کہا جاتا ہے۔ آکسیجن ہوا میں موجود ایک گیس ہے جس سے ہم سانس لیتے ہیں۔ گلوکوز کو شکر کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے۔ پودے اس گلوکوز کو بطور خوراک استعمال کرتے ہیں۔ ..



فونو سینتھیسز

ریکی رگسٹرس



ریکی توانائی صحت اور زندگی کی بنیاد ہے۔ ہر ذی روح میں یہ توانائی موجود ہوتی ہے۔ اس توانائی کی کمی سے صحت اور مزاج میں تبدیلی آسکتی ہے۔ اگرچہ یہ توانائی پیدا انشی طور پر ہمارے جسم میں موجود ہوتی ہے لیکن اس میں کمی بیشی آتی رہتی ہے۔ ایک صحت مند جسم میں اس کا بہاؤ توانائی کی مخصوص گزر گاہوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ ذہنی دباؤ، منفی رویے اور زندگی گزارنے کا غلط اسلوب اس کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ ریکی کا مخصوص عمل ان رکاوٹوں کو دور کر کے اس قوت کا آزادانہ بہاؤ بحال کر دیتا ہے۔ ریکی علاج کے دوران بعض اوقات جسم کے جس حصہ میں کوئی مسئلہ ہوتا ہے وہاں مریض کو حدت، سنسنی یا درد محسوس ہو سکتا ہے لیکن چند لمحوں کے بعد ہر جسم کا تناؤ ختم ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات پٹھے جب تناؤ سے نکلتے ہیں تو پھڑکنے لگتے ہیں۔ اس طرح عموماً سونے سے پہلے لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ علاج یعنی ریکی سیشن کے دوران مریض کا انداز تنفس بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ ان کا سانس نہایت گہری سٹح سے آنے لگتا ہے۔ سانس کی آمد و رفت ست لیکن گہری ہو جاتی ہے۔ ریکی علاج لوگوں کو ایک طرح کی استغراقی حالت میں لے جاتا ہے، جس سے انہیں سکون ملتا ہے۔ بعض لوگوں کو تو اتنا سکون ملتا ہے کہ وہ سو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت جسمانی

اور ذہنی لحاظ سے بہتر ہوتی ہے۔

ریکی توانائی سے علاج کا طریقہ کار بھی نہایت سہل ہے۔ اس کے لیے آپ پر سکون حالت میں صوفے پر یا بیڈ پر بیٹھ یا لیٹ جائیں یا اس کے علاوہ کوئی آرام دہ حالت ہو، ریکی ہیلر اپنے ہاتھ آپ کے تکلیف والے حصے کے اوپر رکھ دے گا اور پندرہ یا بیس منٹ یا اس سے زیادہ ریکی دے گا، اس بات کا انحصار بیماری کی حالت پر ہے۔ یہ ایک گھنٹہ بھی ہو سکتی ہے۔ یہاں ریکی کی ایک مفید مشق دی جا رہی ہے جو آنکھوں کے مسائل اور سائی نس کی بہتری میں مفید پائی گئی ہے۔

طریقہ: مریض کو آرام دہ حالت میں لٹادیں۔ آپ مریض کے سرہانے بیٹھ جائیں اور اپنی ہتھیلیوں کو مریض کی پیشانی پر رکھیے، اس طرح کہ آپ کی شہادت کی انگلیاں اور انگوٹھے آپس میں ملتے ہوں۔ آپ اپنے ہاتھوں کو آرام سے مریض کے چہرے پر رکھیں، اس طرح کہ وہ آسانی سانس لے سکے۔ یکسوئی اور سکون کے لیے آپ مریض کی آنکھوں پر نشو و نما بھی رکھ سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ اس کے سانس لینے میں رکاوٹ نہ ہو۔

فوائد: یہ مشق سانس، آنکھوں کے مسائل، سردی، الرجی، بخار اور دانتوں کے امراض میں مفید پائی گئی ہے۔



دودھ کیلشیم سے بھرپور اور قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ غریب اور امیر، چھوٹا بڑا، مرد عورت ہر کوئی اس نعمت سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے۔ مکمل غذا بھی پاتا اور اپنے ذہن و جسم کی پرورش بھی کرتا ہے۔

دنیا میں دودھ کے بڑے قدرتی ذرائع میں بھینس، گائے، بکریاں اور بھیڑیں شامل ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے باشندے گائے کا دودھ ترجیحاً اور وافر مقدار میں استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ ایشیا میں بھینس کا دودھ اولیت اختیار کیے ہوئے ہے۔ تاہم مشرق وسطیٰ، بالخصوص عرب ممالک میں بھیڑ کے دودھ کی بھی خاص اہمیت ہے، اسی

دودھ



طرح ہمارے ملک کے دیہی علاقوں میں بکریوں کا دودھ گھروں میں کسی حد تک استعمال ہوتا ہے۔

دودھ اپنی اصلی حالت اور حیثیت میں استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف مصنوعات کی تیاری میں بھی بنیادی

کیلشیم و دیگر صحت بخش اجزاء سے بھرپور ”دودھ“ ناصرف مکمل غذا ہے بلکہ ذہن و جسم کو فوری طاقت و تسکین پہنچانے کا انمول قدرتی تحفہ بھی ہے۔ دودھ کا زیادہ استعمال دانتوں کے اوپر چڑھی ہوئی قدرتی پالش کو خراب ہونے سے روکتا ہے اور اسے بحال کرنے میں مدد دیتا ہے۔ بڑھتی عمر کے بچوں کو باقاعدگی سے دودھ کا استعمال کرانے سے ان کی ہڈیوں کی نشوونما تیز ہوتی ہے۔

کردار ادا کرتا ہے۔ مثلاً دہی، گھی، پنیر، کھویا، آئس کریم، چائے، لٹھی، کھیر، فالودہ وغیرہ۔

بھینس کے دودھ کے غذائی اجزاء

ماہرین کے مطابق بھینس کا دودھ مکمل طور پر ایک فطری غذا ہے، جو دیگر جانوروں کے دودھ کے مقابلے میں زیادہ صحت بخش ہے۔ بھینس کے دودھ کا ذائقہ بھی دوسرے دودھ سے اچھا ہوتا ہے۔ یہ گاڑھا اور

لذیذ ہوتا ہے، اس میں وافر مقدار میں چکنائی موجود ہوتی ہے۔ یہ دودھ بہت ہی سفید اور صاف ہوتا ہے۔ جبکہ بھینس کے دودھ میں دیگر جانوروں، یعنی گائے، بھیڑ اور بکری کے دودھ کے مقابلے میں کولیٹرول کی مقدار کم ہوتی ہے۔



کے دودھ میں کیلشیم کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے، اس طرح یہ دودھ آئرن، فاسفورس اور وٹامن کی فراہمی کا بھی ایک بڑا ذریعہ ہے۔ گائے کے دودھ کے مقابلے میں بھینس کے دودھ میں دو سے چار گنا زیادہ Natural Peroxidase اور Antioxidant Tocopherol مرکبات پائے جاتے ہیں جو انسانی جسم کو مضبوط بناتے ہیں۔ بھینس کے دودھ کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے کوئی بیماری نہیں ہوتی، جبکہ گائے کے دودھ سے اکثر لوگوں کو الرجی ہو جاتی ہے، جسے سی ایم ای یعنی Cow Milk Allergy کہتے ہیں۔

دودھ کے خواص

دودھ غذائیت سے بھرپور خوراک ہے جس میں پروٹین، لیکٹوز اور معدنیات پائے جاتے ہیں۔ 200 گرام دودھ کی مقدار میں 40 ملی گرام دودھ پایا جاتا ہے۔ اتنی کم مقدار موجود ہونے کے باوجود بھی یہ بہت زیادہ توانائی بخش ہے اور خون کی کمی کے مرض کو ختم کرتا ہے۔ دودھ سے حاصل ہونے والا پروٹین ہمیں سرطان سے محفوظ رکھتا ہے۔ دودھ میں Tryptophan شامل ہوتا ہے اور یہ مادہ Serotonin میں تبدیل ہو جاتا ہے اور نیند کو کنٹرول کرتا ہے۔

دودھ ہمیں ایسے بہت سے امینو ایسڈز فراہم کرتا ہے جنہیں ہمارا جسم خود نہیں بنا سکتا۔ دودھ کا زیادہ استعمال دانتوں کے اوپر چڑھی ہوئی قدرتی پالش کو خراب ہونے سے روکتا ہے، اور اسے دوبارہ بحال کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یوں دانتوں کے جلد خراب ہونے کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں۔ دودھ میں پروٹین کی کافی مقدار پائی جاتی ہے، جس سے خلیات کی مرمت ہوتی ہے، جسم میں شکر کی مقدار کو کنٹرول کرتا ہے، پروٹین کی وجہ سے جسم میں آکسیجن کے جذب ہونے کی رفتار باقاعدہ رہتی ہے اور اس

کی غیر موجودگی میں خون کے سرخ ذرات کی تعداد کم ہو جاتی ہے، بڑھتے ہوئے بچوں کا قد اور وزن رک جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ دودھ بچوں کی پیدائش سے ہی ان کو پلایا جاتا ہے۔ دودھ کیلشیم سے بھرپور قدرتی غذا ہے، یہ بڈیوں کی بیماریوں، آنتوں کے سرطان اور ہائپر ٹینشن کو روکنے میں مدد کرتا ہے۔

وٹامن D انسانی خون میں فاسفورس اور کیلشیم جذب ہونے میں مدد دیتا ہے۔ یہ وٹامن بالائی، مکھن اور دودھ میں موجود ہوتا ہے۔

نیشل اکیڈمی آف سائنسز کی طرف سے بچوں کی کیلشیم کی ضروریات کو پورا کرنے کی ریسرچ میں بتایا گیا ہے کہ 500 گرام دودھ ایک سے تین سال کے بچوں کے لیے، 8000 ملی گرام تین سے آٹھ سال کے بچوں کے لیے، 1300 ملی گرام نو سے اٹھارہ سال کے بچوں کے لیے دودھ ضروری ہے۔ 18 سال کے بچوں کے لیے انہیں ان کی جسمانی ضرورت کے مطابق کیلشیم ملنا چاہیے، کیونکہ وہ اپنے جسم کی ہڈیوں کی مضبوطی اور طاقت کا آدھا حصہ اسی بلوغت کے عرصہ میں حاصل کرتے ہیں۔ دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی تمام اشیاء میں Dopamine کی بھرپور مقدار پائی جاتی ہے۔ جس سے انسانی جسم میں اچھے جذبات کی تحریک، پڑھائی میں توجہ اور مصروف رہنے کی خوبی حاصل ہوتی ہے۔ دودھ میں موجود Lecithin بھی نیورو ٹرانسمیٹر یعنی یادداشت کے لیے بہتر ہے۔ دودھ کا استعمال ہماری روزمرہ زندگی میں بہت ضروری ہے۔ بہت سے روایتی اور جدید میٹھے کھانے یا سوئیٹ ڈشز زیادہ تر دودھ سے تیار کی جاتی ہیں، مشرقی روایتی میٹھے میں سب سے زیادہ اہمیت دودھ اور چاول سے تیار کی جانے والی کھیر اور فیرنی کو حاصل ہے۔ پاکستانی کھیر چاولوں کے علاوہ چھوہاروں، شکر قندی، گاجر، لوکی وغیرہ سے بھی تیار کی

جاتی ہے۔ ربڑی اور قلفی بھی پسندیدہ میٹھے کھانوں میں شامل ہے۔ زیادہ تر بچے دودھ پینا پسند نہیں کرتے لیکن وہ دودھ سے بنے ہوئے روایتی یا جدید میٹھے کھانے ضرور پسند کرتے ہیں اور اسی طرح دودھ سے بنی ہوئی تمام قسم کی مٹھائیاں، ملک شیک اور میٹھے کھانے سے اس کے فوائد اور خواص حاصل ہوتے ہیں۔



نشاستہ: 4.5 گرام
چکنائی: 8.0 گرام
کاربوہائیڈریٹ: 4.9 گرام
توانائی: 110 کیلو ریزی فی لیٹر
توانائی: 463 کلو جول (KJ)
شکر: 4.9 گرام
سیر شدہ تخمی ترشے Saturated
Fatty Acid 4.2 گرام
نیم غیر سیر شدہ تخمی ترشے Monounsaturated Fatty
Acids: 0.2 گرام
کولیسٹرول: 8 ملی گرام
کیلشیم (انٹر نیشنل یونٹ): IU-195

دودھ صحت و حسن بخش غذا

خالص دودھ خوش ذائقہ، سفید اور دیر سے ہضم ہوتا ہے۔ کمزور معدے کے لوگوں کو جلد ہی اس کے باعث پیٹ میں اچھا رہا ہو جاتا ہے اور پیٹ خراب ہونے کی شکایت ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں دودھ میں پانی ملا کر اسے زیادہ معتدل کیا جاتا ہے۔

کمزوری سے چکر آنے کی صورت میں سات دانے میٹھے بادام کی گری، پانچ گرام کدو کے بیج، پانچ گرام خشکاش اور بیس گرام گیہوں رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح بادام چھیل کر 200 گرام دودھ میں پیس لیں اور تمام چیزیں چھان کر اس میں ایک چمچ گھی میں ایک لونگ کا بگھار دے کر دودھ میں ملائیں اور گرم گرم پی لیں۔ اس سے چکر آنا بند ہو جائیگا۔

پیشاب میں زکاوٹ ہو تو اراروت کو دودھ کے ساتھ پکا کر پینے سے شفاء مل جاتی ہے۔ اسکے علاوہ چھوٹی الائچی کے دانوں کو تھوڑا سا توتے پر سینک کر سونف اور مصری

کو پیس کر دودھ کے ساتھ کھانے سے پیشاب کی جلن ختم ہو جاتی ہے۔ اگر پیشاب میں خون آتا ہو تو دودھ میں پرانا گڑ اور مصری ملا کر پینے سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

دودھ میں لہسن کا پیسٹ بنا کر مکس کر کے پینے سے دل کے مرض میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ دودھ، دہی، مکھن اور ان سے تیار کردہ اشیاء کا استعمال کرنے سے جسم کی خشکی ختم ہو جاتی ہے۔

آدھا چائے کا چمچ ارند کا تیل، ایک گلاس گرم دودھ کے ساتھ کھانے سے جوڑوں کے درد کا اضافہ ہوتا ہے۔

گلاب کے تازہ پھول پانچ عدد، مصری آدھا چمچ پیس کر کھانے سے اور اس کے بعد ایک گلاس میٹھا دودھ پینے سے پیشاب کی جلن، لیکوریا، خونی بواسیر، گرمی دانوں کی شدت اور قبض وغیرہ کے عذاب سے

نجات مل سکتی ہے۔

گرم دودھ کے ساتھ ایک سے دو چٹکی پٹی ہوئی اجوائن کھانے سے خواتین میں ایام کی بندش کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

بچے کو اگر دودھ ہضم نہ ہو تو بچے کو دودھ نہ پلائیں۔ جب پیٹ ٹھیک ہو جائے تو اسے دودھ میں سونف ابال کر پلائیں۔

قوت یادداشت کو تیز کرنے کے لیے صبح دودھ کے ساتھ گھنٹہ دو چٹکی کھائیں۔ اسے کچھ روز استعمال کریں۔

دودھ کے ساتھ مٹی، مصری اور گھی ملا کر کھانے سے وزن تیزی سے بڑھتا ہے، اس سے دانت صاف ہوتے ہیں، نیا خون بنتا ہے۔ کمزوری سے چکر آتے ہوں تو اس کے لیے یہ تیر بہدف علاج ہے۔

صبح نہار منہ ایک آم چوس کر دودھ پینے سے اور رات کو سوتے وقت بھی یہ عمل دہرانے سے سستی اور کابلی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نہار منہ ٹماٹر کھا کر اوپر سے دودھ پینے سے خون صاف ہو جاتا ہے اور تازہ خون بھی بنتا ہے۔

ایک کپ دودھ کے ساتھ دار چینی کا پاؤڈر آدھا چمچ صبح و شام استعمال کرنے سے بواسیر میں آرام آ جاتا ہے۔

جن لوگوں کو سانس کا عارضہ ہو یا بلغمی مزاج والے ہوں، انہیں چاہیے کہ دودھ میں الائچی چھوہارے یا معمولی سی چائے کی پتی ملا کر پیئیں۔

دودھ معدے کی تیزابیت کو ختم کرتا ہے اگر مرغن غذائیں زیادہ کھانے سے معدے میں جلن ہو رہی ہو تو ایک کپ ٹھنڈا دودھ پی لینے سے فوراً ہی فرق پڑ جاتا ہے۔

پر لطف خند اور بے خوابی سے نجات کے لیے ایک گلاس دودھ کے ساتھ آدھا چمچ خشک پسا ہوا دھنیا کھانا مفید ہے۔ کم عمری میں جھریاں پڑ گئی ہوں تو نیم گرم

دودھ روزانہ رات کو پینا مفید رہتا ہے۔

بادام کی چند گریاں پیس کر اس میں گرم دودھ ڈال کر پیسٹ بنالیں اور چہرے پر لگائیں۔ آدھا گھنٹہ بعد نیم گرم پانی میں تولیہ بھگو کر چہرہ صاف کریں اور صابن استعمال نہ کریں۔

اس ماسک سے جلد میں حیرت انگیز دلکشی اور خوبصورتی پیدا ہو جائے گی۔

دودھ ایک چمچ، بادام ایک عدد پسا ہوا، لیموں کا رس، گلیسرین اور عرق گلاب کے ساتھ مکس کریں پھر چہرے، گردن اور بازوؤں پر اس پیسٹ کی مالش کریں، آدھے گھنٹے بعد اس پیسٹ کو صاف کر لیں۔ جلد نرم اور رنگ صاف ہو جائے گا۔

دودھ میں جو کا آٹا ایک چمچ اور باریک پسا ہوا سیب ایک چمچ تینوں چیزیں اچھی طرح ملا کر پیسٹ بنالیں اور چہرے اور گردن پر لگائیں۔ 15 منٹ بعد نیم گرم پانی سے دھولیں، ایک مرتبہ استعمال کرنے سے ہی فرق محسوس ہو گا۔

دودھ میں 3 بادام اور آدھا چمچ سفید تل پیس کر رات کو سوتے وقت چہرے پر لگائیں اور ایک گھنٹے کے بعد منہ دھولیں، چہرے کی جھانیاں ختم ہو جائیں گی۔



ایک معلوماتی اور مفید رسالہ ہے۔ اسے اپنے حلقہ احباب میں بھی متعارف کرائیے.....

رومانی ڈائجسٹ

(گزشتہ سے پیوستہ)

دوسرے ہارٹ اٹیک سے تحفظ:

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے بس میں ہی نہ تھا کہ پہلے ہارٹ اٹیک کو روک سکیں لیکن ایسی بات نہیں۔ اوسط درجے کے مریض کے ساتھ ایسا

معاملہ نہیں ہوتا۔ ایسے افراد جنہیں ہارٹ اٹیک کا شدید

ترین خطرہ ہوتا ہے وہ بھی دشواریوں پر قابو پاسکتے

ہیں۔ کوئی بھی ہارٹ اٹیک ناگزیر نہیں ہوتا مخصوص

حالات اسے ایسا بناتے ہیں۔ میڈیکل اور

سرجیکل اقدامات صورتحال بہت بہتر

بناسکتے ہیں۔ لیکن باقی

معاملات میں یعنی خوراک، سرگرمیاں، علاج ماحول اور انداز فکر ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ مریض کے اپنے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ تمباکو نوشی ترک کر دیجیے۔ یہ پیغام ہر

اس فرد کے لیے ہے جو ہارٹ اٹیک سے بچنا چاہتا ہے۔ تمباکو نوشی کے بعد اگلا خطرہ موٹاپے سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی دل کا مریض زیادہ وزن یا موٹاپے کا شکار ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا وزن کم کرے۔ اس سے دل کا بوجھ کم ہو گا۔ اس طرح انجانا کا

فروری ۲۰۱۲ء

امکان بھی ختم ہو جاتا ہے اور بلڈ پریشر کم کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ ڈاکٹر کے مشورہ کے ساتھ معتدل قسم کی ایکسرسائز وزن کم کرنے میں مدد دے گی۔ ڈاکٹر آپ کو غذائی احتیاط سے بھی آگاہ کرے گا کیونکہ وزن کم کرنے کی مؤثر صورت ایکسرسائز کے ساتھ

ساتھ کھانے پینے میں کمی اور احتیاط ہے۔ بہتر یہی ہوتا ہے کہ ایسی

چیزیں کم استعمال میں لائیں جو موٹاپا طاری

کرتی ہیں۔ خاص طور پر چینی اور روغنیات

ضرورت سے زیادہ کیلوریز مہیا کرتی ہیں۔

ایسے افراد جن کا میٹابولزم (غذا کو جزو

بدن بنانے والا نظام) زیادہ چربی

پیدا کرتا ہے انہیں غذائیں سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے مریض عموماً نوجوان ہوتے ہیں چنانچہ ان میں دل کے امراض کا خدشہ موجود ہوتا ہے۔ ایسی صورت

میں خون میں کو لیسترول کی سطح کم کرنے والی ادویات کا استعمال سود مند رہتا ہے۔

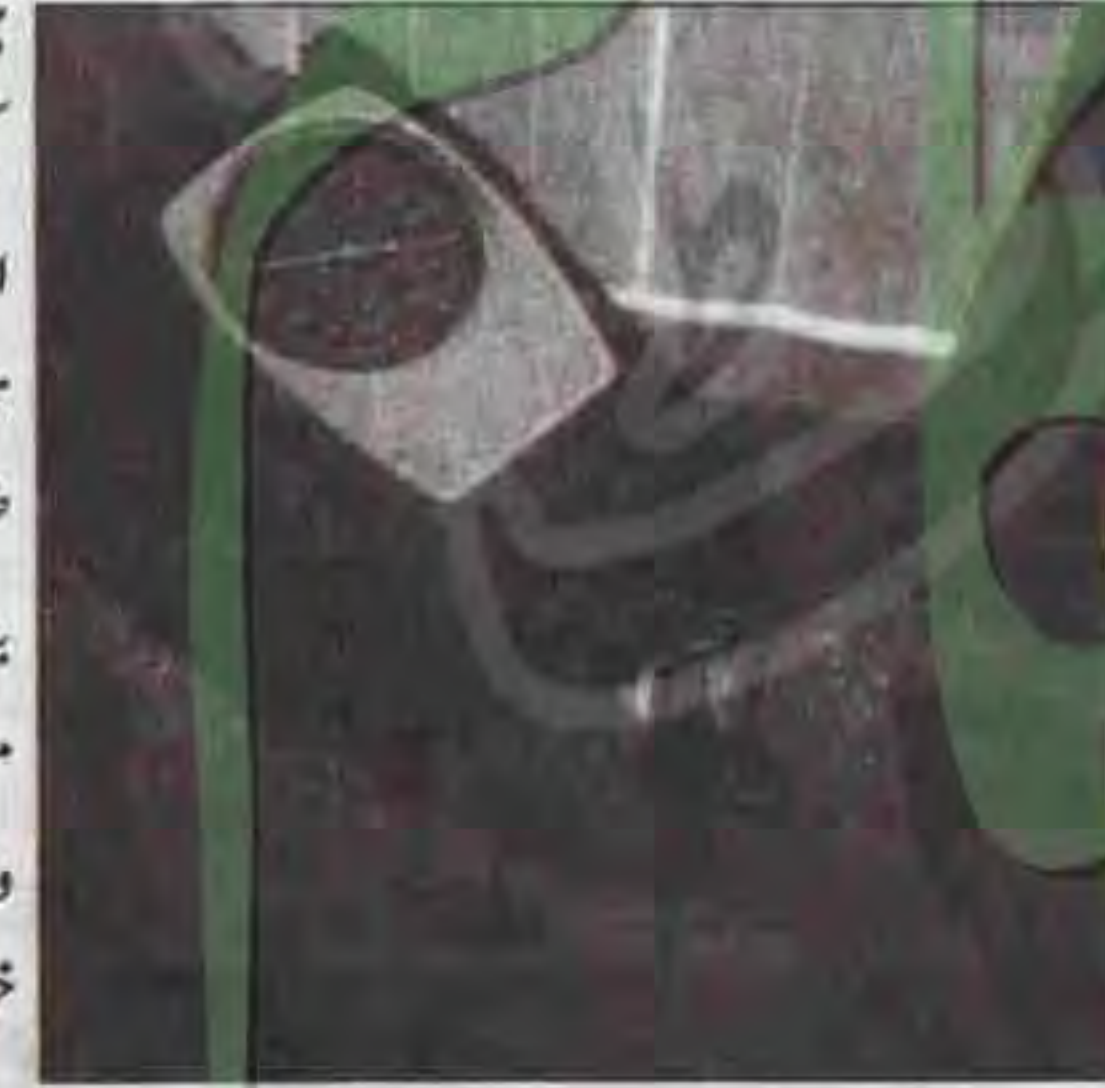
تاہم ایسے افراد جن کا جسم ضرورت سے زیادہ چربی نہیں بناتا ان کے لیے خوراک کوئی مسئلہ نہیں ہوتی۔ بہر حال

وزن کم کرنے کے لیے انہیں خوراک میں احتیاط کی



ڈاکٹر جاوید سمیع

دل کا معاملہ بہت ناممکن ہوتا ہے



ضرورت ہوتی ہے۔
دل کے امراض میں
غذائی کو لیٹرول کے
کردار پر بحث بہت پرانی
ہے اور کئی پہلو رکھتی ہے۔
ماہرین کا مشورہ اس ضمن
میں یہی ہوتا ہے کہ دودھ
کی بنی اشیاء اور حیوانی چربی
کی جگہ نباتاتی تیل اور مچھلی
انتہائی مناسب اور سود مند
متبادل ہے۔



انتظار میں تھا اپنی رفتار
بہت ست کر دے گا۔
اس ضمن میں
آخری بات یہ ہے کہ
جس فرد کو ایک ہارٹ
ایک ہو چکا ہے، وہ خود
ایسی بہتر پوزیشن میں ہوتا
ہے کہ دوسرے سے
نمٹ سکے۔ بد قسمتی سے
تمام تر احتیاط کے باوجود
اگر دوبارہ علامات ظاہر ہوں تو اپنے فیملی ڈاکٹر یا ہسپتال
سے بروقت رجوع کیجیے۔

ذیابیطس (شوگر): رسک فیکٹرز میں ذیابیطس
کا ذکر سب سے آخر میں کیا جا رہا ہے۔ ذیابیطس ایک قدیم
مرض ہے۔ ماہرین کے مطابق اس بیماری کے شکار افراد
میں دل کی شریانوں کے امراض پیدا ہونے کا خدشہ رہتا
ہے۔ ایسے افراد جنہیں پہلے دل کی شریانوں کے امراض
لاحق ہوں، انہیں اگر ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہو جائے تو
ان کا مرض بہت پیچیدگی اختیار کر سکتا ہے۔ ذیابیطس کے
سبب خون کے نظام میں بے قاعدگی پیدا ہونے لگتی
ہے۔ تب عموماً حیاتیاتی اور کیمیائی بے قاعدگیاں،
شریانوں میں ایٹھروما (چربی کے لفٹے) کے فروغ کی
حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ذیابیطس جسم کے
دیگر پٹھوں کی طرح دل کے پٹھوں کو بھی بتدریج ناقابل
تلافی نقصان پہنچاتا ہے۔

ذیابیطس کیا ہے؟ انسانی جسم میں معدہ سے
ذرا نیچے لبلبہ (Pancreas) واقع ہوتا ہے جو انسولین نامی
ہارمون پیدا کرتا ہے، انسان جو بھی خوراک کھائے، اس
خوراک کا اکثر حصہ خاص طور پر میٹھی اور نشاستہ دار اشیاء،

دباؤ دل کے مرض کا ایک سبب بھی ہو سکتا ہے اور
محض ایک محرک بھی جس نے دل کو تیزی سے آگے
بڑھایا ہو۔ جب انسان دباؤ میں ہوتا ہے تو "لڑنے یا بھاگ
اٹھنے" کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے والے ہارمونز
کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔
یہ ہارمونز دل کو تیز تر کر دیتے ہیں چنانچہ اسے
آکسیجن کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن کیا یہ مختصر مدت کا
دورانیہ طویل مدت خطرے کے اثرات میں تبدیل ہو جاتا
ہے؟ یہ ثابت کرنا خاصا مشکل ہے۔

کچھ لوگ اگر کام کرنا چھوڑ دیں تو انہیں زندگی
ویران اور بے مقصد محسوس ہوتی ہے یا انہیں پچھلی صفوں
میں رکھا جائے تو وہ ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت
ہارٹ ایک کو قریب تر لانے میں تیزی دکھاتی ہے لیکن
اگر ایسے لوگ تبدیلی کے جبر کو قبول کر لیں اور حالات
سے سمجھوتہ کر لیں۔ مثلاً ایسا فرد جس نے زندگی میں کوئی
اعلیٰ ترین عہدہ حاصل کرنا اپنی مقصد بنا رکھا تھا، اس میں
ناکام ہو کر اب وہ اب پوتے پوتیوں اور پھولوں سے دل
بہلانے لگ گیا ہے تو وہی ہارٹ ایک جو مناسب موقع کے

مثلاً روٹی یا آلو، شوگر میں تبدیل ہو جاتا ہے، اسی شوگر کو
گلوکوز کہتے ہیں۔ گلوکوز دوران خون کے ذریعے انسانی جسم
میں گردش کرتا رہتا ہے۔ کئی افراد میں ذیابیطس کے علاوہ
کسی دوسرے عارضے کے سبب ایسی علامات پیدا ہو سکتی
ہیں جن سے یہ شبہ ہو کہ ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہو گیا
ہے۔ مثلاً حاملہ عورتوں میں حمل کی وجہ سے بھی زیادہ
پیشاب کی حاجت ہو سکتی ہے۔

اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب گردے خون
میں شوگر کی زیادتی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیں تو بھی
زیادہ سے زیادہ پیشاب پیدا کر کے شوگر خارج کرنے کی
کوشش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ دوران حمل جسمانی ہارمونز کی مقدار
میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ہارمونز خون میں
شوگر کی مقدار بڑھا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے خون میں
شوگر کی زیادتی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ
یہ مرض موروثی ہو۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ اگر
ماں کو ذیابیطس ہو تو بچے کو بھی لاحق ہونے کا ایک فیصد
امکان ہوتا ہے، جبکہ باپ کو یہ مرض لاحق ہو تو بچے میں

اس کی منتقلی کا امکان چھ فیصد ہوتا
ہے۔ انگریزی میں ذیابیطس کا طبی
نام Diabetes Mellitus
ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ پہلی قسم کی ذیابیطس پیدا نشی
طور پر بچوں کو لاحق ہوتی ہے،
عرف عام میں اسے ذیابیطس
ٹائپ۔ ون کہتے ہیں۔ اس کا
علاج اب تک انسولین کے
انجکشن لینے سے ہوتا ہے۔

۲۔ ذیابیطس کی دوسری قسم عموماً

پختہ عمر کے افراد کو لاحق ہوتی ہے۔ اسے ذیابیطس
ٹائپ۔ ٹو کہا جاتا ہے۔

۳۔ ذیابیطس کی تیسری قسم دوران حمل خواتین کو وزن کی
زیادتی کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے۔

ذیابیطس کا اچھا کنٹرول: اچھے کنٹرول
کے معنی یہ ہیں کہ ذیابیطس میں مبتلا افراد کے خون میں
گلوکوز کی مقدار جس حد تک ہو سکے، ان لوگوں کے
قریب تر رکھا جائے جو ذیابیطس سے محفوظ ہیں۔ اس کا
حصول دن میں کئی مرتبہ گلوکوز کے ٹیسٹ، مناسب غذا
کے استعمال، ورزش اور مناسب دوا یا انسولین کی صحیح
مقدار کے تعین کے ذریعے ممکن ہے۔

ضروری نہیں کہ ذیابیطس کی وجہ سے کوئی مخصوص
پیدا نشی نقص لاحق ہو لیکن دماغ، ریزہ کی ہڈی اور دل
کے نقائص ہونے کے امکانات ذیابیطس کے خراب
کنٹرول کے باعث بڑھ جاتے ہیں۔ پیدا نشی نقائص کا
خطرہ ذیابیطس کی وجہ سے ناصرف تین گنا زیادہ ہوتا ہے
بلکہ شدت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ذیابیطس کے اچھے
کنٹرول کے ذریعے خون میں شکر کی مقدار درج ذیل



حدود میں ہونی چاہیے:

ناشتے سے قبل

Preprandial 70-100 mg/dl

ناشتے کے بعد

Postprandial 1 hr < 140 mg/dl

2 hr < 120 mg/dl

* نہار منہ یا کھانے سے فوراً پہلے شکر کا کنٹرول:

* اچھا کنٹرول۔ 80-110 ملی گرام فیصد

* قابل قبول کنٹرول۔ 110-126 ملی گرام فیصد

* خراب کنٹرول۔ 126 ملی گرام فیصد سے زیادہ

* ناشایا کھانے کے 2 گھنٹہ بعد شکر کا کنٹرول:

* اچھا کنٹرول۔ 80-126 ملی گرام فیصد

* قابل قبول کنٹرول۔ 126-180 ملی گرام فیصد

* خراب کنٹرول۔ 180 ملی گرام فیصد سے زیادہ

ذیابیطس اور دل کے عوارض: بظاہر

ذیابیطس اور دل کے عوارض دو مختلف چیزیں ہیں، لیکن یہ

ایک حقیقت ہے کہ ذیابیطس میں مبتلا افراد کی اکثریت کئی

ایک پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان پیچیدگیوں میں

امراض قلب سرفہرست ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق

ذیابیطس میں مبتلا افراد میں سے پچاس فیصد کی اموات

کا سبب عارضہ قلب ہی ہوتا ہے۔ ایک شخص مختلف وجوہ

کے باعث ذیابیطس کا نشانہ بنتا ہے۔ اس کے لیے ہائی بلڈ

پریشر کے امکانات بھی یکساں ہیں۔ لیکن ہائی بلڈ پریشر

میں مبتلا شخص ذیابیطس

میں مبتلا ہو سکتا ہے،

خصوصاً اس صورت

میں جب وہ عام لوگوں

کی نسبت ذیابیطس میں

مبتلا ہونے کے زیادہ

خطرات رکھتا ہو۔ اسی طرح ذیابیطس میں مبتلا افراد

ذیابیطس کے خراب کنٹرول کے باعث گردوں کی خرابی

کی زد میں آجاتے ہیں اور اس کے بعد ہائی بلڈ پریشر کے

مریض بن جاتے ہیں۔

عام افراد میں دل کی شریان کی بیماری ایک فیصد سے

چار فیصد تک ہوتی ہے۔ ذیابیطس سے متاثرہ افراد میں اس

کا تناسب چار گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ دل کے بند ہونے کا

امکان، مردوں میں دو گنا زیادہ ہو جاتا ہے اور خواتین میں

یہ امکان پانچ گنا بڑھ جاتا ہے۔

بلڈ پریشر کی زیادتی اکثر اوقات ذیابیطس کے ساتھ

ہی موجود ہوتی ہے، بلڈ پریشر کی زیادتی گردوں کی خرابی

کے عمل کو تیز کر دیتی ہے۔ تب باریک خُون کی نالیوں

(کیپیلریز) کی پیچیدگی بھی واقع ہونے لگتی ہے۔

ذیابیطس میں مبتلا افراد کے گردوں کی شریان میں

سوزش کے سبب تنگی پیدا ہو جاتی ہے، یہ حالت غیر

ذیابیطسی مریضوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے، جس سے

بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ بلڈ پریشر کی مقدار اور کنٹرول

کا انحصار دل سے خُون کے اخراج اور بیرونی و سطی خُون

کی نالیوں کی مزاحمت سے ہوتا ہے۔

امراض قلب اور ہائی بلڈ پریشر کی صورت میں

ذیابیطس کا آسان ہدف بننے والے افراد کی بڑی تعداد

موروثیت یا بے تحاشہ مٹاپے کے باعث اس میں مبتلا ہوتی

ہے۔ ایسے مریض ہائی بلڈ پریشر کے سبب پیدا ہونے والی

انسولین کے خلاف

مزاحمت سے ذیابیطس

میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ وہ

ہائی بلڈ پریشر کنٹرول

کرنے والی کچھ ادویات

کے استعمال پر ان

چربی میں اضافے سے جگر اور دل کی بیماریاں پھیلتی ہیں: ماہرین



جسم میں چربی میں اضافہ دل کے امراض کا سبب بن سکتا ہے۔ برطانوی جریدے کی تازہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پیٹ اور دل کے ارد گرد جمع ہونے والی چربی نہ صرف جگر کو خراب کرتی ہے بلکہ اس کے باعث دل کی کئی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ چربی کو کم کرنے کے لیے ادویات کی نسبت غذا اور ورزش زیادہ مفید ہے۔ پیدل چلنا بھی مفید ثابت ہو رہا ہے۔

دل کو خُون اور آکسیجن فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے، لیکن اگر ان میں سے ایک یا کئی شریانیں تنگ ہو جائیں تو دل کے پٹھوں میں دورانِ خُون اور آکسیجن کم ہونے لگتی ہے جو انجانا کا باعث بنتی ہے۔ یہی درد یا انجانا کی کیفیت خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے۔ عموماً یہ درد چند سیکنڈ سے لے کر چند منٹ تک رہتا اور آرام کرنے سے دور ہو جاتا ہے اور دل کے عضو کو مستقل طور پر کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ اگر خدا نخواستہ یہ عارضہ کافی عرصہ تک برقرار رہے تو قلب کو بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے اور نتیجے کے طور پر دل کا دورہ واقع ہوتا ہے۔ ذیابیطس سے متاثرہ افراد کو عموماً براہ راست دل کے دورے سے ہی واسطہ پڑتا ہے کیونکہ انہیں انجانا کے درد کی کوئی علامت محسوس ہی نہیں ہو پاتی، ایسے دل کے دورے کو خاموش دل کا دورہ (silent ischaemia) کہا جاتا ہے۔ ذیابیطس سے متاثرہ افراد میں درد کا احساس دلانے

دواؤں کے ذیلی اثرات کے باعث بھی ذیابیطس میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ جب یہ دونوں بیماریاں مل جائیں تو سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس دونوں میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس کی الگ الگ وجوہ کے ساتھ یہ قدر بھی مشترک ہے کہ یہ دونوں

امراض، ایک دوسرے

کے لیے سازگار ماحول

فراہم کرتے ہیں۔ ہائی

بلڈ پریشر پر کنٹرول اس

اعتبار سے اہم ہے کہ

بہت سی صورتوں میں

صرف احتیاط ہی سے یہ

مرض کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

غیر علامتی یا بغیر درد کے دل کا

دورہ: دل مضبوط پٹھوں سے تشکیل پایا ہوا ایک عضو

ہے اور اس کا کام سارے جسم کو خُون سیراب کرنا ہے۔ ہر

شعبے یا عضو کی طرح دل کو بھی پمپ کا فعل انجام دینے کے

لیے آکسیجن اور خُون کی ضرورت ہوتی ہے۔ دل کی سطح پر

پائی جانے والی شریان قلب (coronary arteries)



”میری روزمرہ کی مصروفیت جلد کو کھر دری اور سخت بنادیتی ہے، بہت سونو کا روزانہ استعمال میرے چہرے، ہاتھوں اور بازوؤں کو نرم اور ریشم کی طرح ملائم بناتا ہے۔“



”بہت سونو میرے چہرے کو خوبصورت اور دلکش بناتی ہے اور گردوغبار سے محفوظ رکھتی ہے۔“



بہت سونو کا روزانہ استعمال جلد کو ریشم کی طرح نرم و ملائم بنائے جھانپاں، داغ دھبے دور کرے اور اس کے خاص اجزاء جلد کو عمر کے اثرات اور جھریوں سے عرصہ دراز تک محفوظ رکھیں۔ بہتر نتائج کے لئے دن میں اور رات سونے سے پہلے استعمال کیجئے۔

بہت سونو - ایشیا کی مشہور ترین بیوٹی کریم



TS/44/1

والی نہیں متاثر ہو جاتی ہیں اور دل کے درد کا احساس دماغ خاندانی ہسٹری مدد کرتی ہے۔ اس مقصد کے لیے حالیہ اور تک نہیں پہنچا پاتیں۔

میٹابولک سینڈروم! امراض قلب اور ذیابیطس کی بنیادی وجہ: میٹابولک سینڈروم جسے انسولین مزاحمت سینڈروم یا سینڈروم



ایکس بھی کہا جاتا ہے، ان پر خطر عوامل کا مجموعہ ہے جو مٹاپے کا شکار نیز ذیابیطس قسم دوم میں مبتلا افراد میں قلب، شریانوں کی بیماری اور ان کی خرابیوں کا ذمہ دار ہے۔ جسم میں چکنائی کی تقسیم کے فرق (I.E Gynecoid Versco android)

کا تعلق ترمیم یا تبدیل شدہ میٹابولک پروفائل، طبی لٹریچر میں پچاس برس قبل دستاویزی صورت میں سامنے آ یا تھا اور اسے 1988ء میں سینڈروم ایکس کا نام دیا گیا۔

سینڈروم کا جزو، قلب اور شریانی بیماری کے بڑھتے ہوئے خطرے سے منسوب کیا گیا۔

میٹابولک کی نمایاں خصوصیات میں انسولین مزاحمت، پیٹ کے گرد چربی کا اکٹھا ہونا، ہائی بلڈ پریشر اور کو لیسٹرول کی بڑھی ہوئی سطح (ٹرائی گلیسرائیڈ کی بڑھی ہوئی سطح اور ایچ ڈی ایل کی کمتر سطح) شامل ہیں۔ میٹابولک سینڈروم کا اندازہ لگانے کے لیے یا کارڈیو اسکینر کی بیماری اور ذیابیطس کا خطرہ رکھنے والے مریضوں کی نشاندہی کے لیے معمول کی طبی اور

(جباری ہے)



روحانی کا مجسم

میں اس تیزابی مادے کی مقدار بڑھنے لگتی ہے۔ جب مرض کاشت سے حملہ ہوتا ہے تو یوریت کی قلمیں تیزابی مادے سے چھن کر باہر آ جاتی ہیں یا نرم نشور میں جمع ہونے لگتی ہیں۔ عام طور پر وہ کسی ایک جوڑ میں جمع ہوتی ہیں اور سب سے عام پاؤں کے انگوٹھے کا جوڑ ہوتا ہے جس کے نچلے حصہ میں یوریت کے ذرات یکجا ہو جاتے ہیں۔ تاہم یہ قلمیں گھٹنے، شہنے، کلائی، پاؤں اور ہاتھ کے چھوٹے جوڑوں میں بھی جمع ہو سکتی ہیں۔ درحقیقت کوئی بھی نرم نشور ان کی جائے پناہ ہو سکتا ہے۔ یوریت کے کرشز کی وجہ سے وہ جگہ سوجی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ یہ ابھار کانوں اور کہنیوں میں بھی ہو سکتا ہے۔

عام طور پر اس مرض کے نمایاں ہونے سے قبل یعنی 20 سال سے ہی پہلے خون میں یورک ایسڈ کی سطح بڑھنی شروع ہو جاتی ہے۔ مردوں میں خاص طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ یورک ایسڈ ان کے بلوغت کے ساتھ ہی بڑھنے لگتا ہے لیکن مرض 30 ویں یا 50 ویں دہائی میں سامنے آتا ہے۔

گٹھیا (Gout)

جوڑوں کا ایک تکلیف دہ عارضہ ہے۔ یہ ایک عام بیماری ہے۔ خواتین کے مقابلے میں مرد حضرات دو سے تین گنا زیادہ اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بلوغت کے بعد کسی بھی وقت یہ بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔ تاہم خواتین میں یہ بیماری عموماً اس وقت دیکھی جاتی ہے جب وہ سن یاس میں داخل ہوتی ہیں کیونکہ جب تک ان کے جسم میں اسٹیروجن ہارمون تیار ہوتا رہتا ہے وہ اس مرض سے محفوظ رہتی ہیں۔ جو لوگ

خود کو بالکل تندرست اور فٹ محسوس کرتے ہیں ان کو بھی یہ بیماری دبوچ سکتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ خاندانی وراثت کے طور پر یہ مرض ایک سے دوسرے فرد میں منتقل ہو جاتا ہے۔ گٹھیا اس وقت لاحق ہوتا ہے جب جسم میں تیار ہونے والا ایک مادہ یورک ایسڈ جسم سے مناسب طور پر خارج نہیں ہو پاتا۔ عام طور پر یورک ایسڈ کی بڑی مقدار پیشاب کے راستے گردے خارج کر دیتے ہیں لیکن گردے اگر مناسب طور پر کام نہ کریں تو اس کے نتیجے میں خون

گٹھیا (Gout)

جوڑوں کی ایک تکلیف دہ بیماری

فروری ۲۰۱۲ء

Break-Free from stress Dis-Eases illnesses

پیشہ ور

ہر طبقہ فکر

طلبہ



کام میں اعلیٰ کارکردگی
کاروبار میں نمایاں کامیابی
زندگی میں بہترین نتائج
اچھی صحت اور سکون



اپنے اعصابی تناؤ اور دباؤ پر قابو حاصل کیجئے
بیماریوں سے بچکارہ حاصل کیجئے۔
عہدہ حاضر کی جدید سائنسی تحقیق سے ثابت شدہ
انتکار اور بے سکونی کو ختم کرنے والی ٹیکنالوجی کے
ذریعے کامیابی کی ضمانت کے ساتھ اپنے انتشار
اور بے سکونی کو محبت، خوشی اور آگے بڑھنے کی
صلاحیت سے تبدیل کیجئے۔



تعلیمی میدان میں اعلیٰ کارکردگی
اور بہترین نتائج حاصل کیجئے۔
امتحان میں بہترین نمبر لے کر اچھی کارکردگی
حاصل کیجئے۔
سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، بہترین یادداشت اور
تعلیمی میدان میں مقابلے کی قابلیت حاصل کیجئے۔

خود انحصاری کو حاصل کرنے کا حیرت انگیز سسٹم جسکے ذریعے اعصابی تناؤ اور دباؤں کے بغیر زندگی گزاریں
امن و بروری کے ساتھ - شفا محبت کے ساتھ

اس اشیا کا اپنے ساتھ لائے اور
10% رعایت حاصل کیجئے

دو محل وقوع: کلینک ہسپتال (دو توار)، بہادر آباد کلینک

ملاقات کے لئے کال کیجئے: 0336-2200400, 0321-3894095

www.medicinilessclinics.com

ہمارے میڈیسن لیس کلینکس میں خلاہ بازی طرح معرکشش ٹیٹل کا تجربہ کریں۔



آنکھوں کی بینائی چھین سکتا ہے۔
آنکھ کے تمام حصوں کے نسبت بینائی کے
پردے کا اعصابی نظام سب سے زیادہ حساس
اور نازک ہے

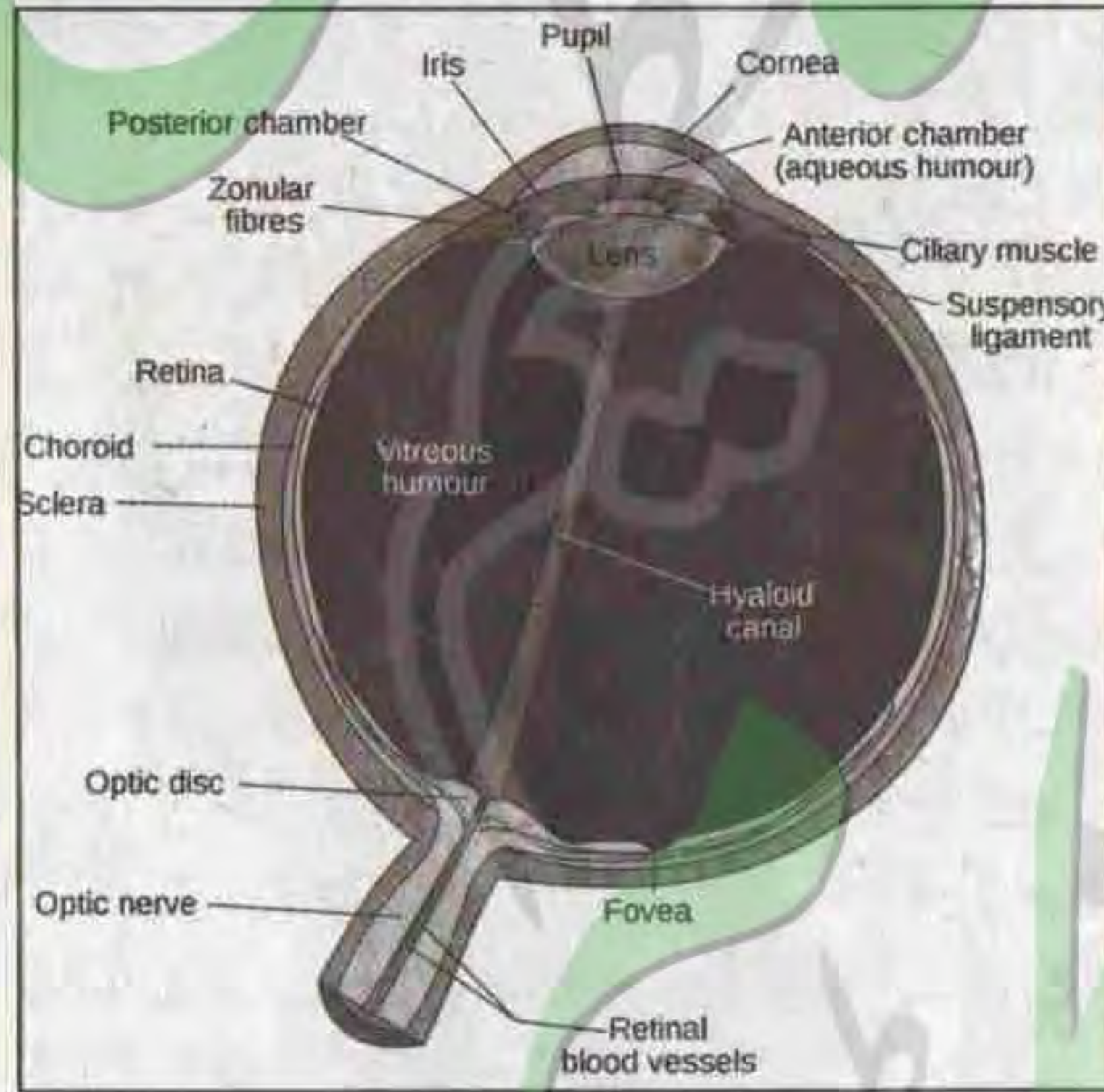
گالاپانی

آنکھوں میں کالاپانی ایک خطرناک بیماری ہے۔ اس
کا بروقت علاج نہ ہونے کے باعث بینائی متاثر ہو جاتی ہے۔
یہ کالاپانی کیا ہے....؟

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ آنکھ کا ڈھیلا ایک گیند کی
مانند ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اس گیند کو گول رکھنے

کے لیے عوامل کیا ہوتے ہیں؟ اس
ضمن میں پہلا یہ ہے کہ وہ ایک ایسا
خول ہے جس کی بناوٹ گول ہے اور
دوسرا یہ کہ اس گیند کے اندر موجود
ہوا کا دباؤ اس خول کی گولائی کو قائم
رکھتا ہے۔ اگر آپ فٹ بال کی ہوائی گول
دیں گے تو اس کا اندرونی دباؤ ختم
ہو جائے گا جس کے نتیجے میں فٹ بال
اپنی گولائی قائم نہیں رکھ سکے گا۔ آنکھ
کا ڈھیلا بھی اپنی گولائی برقرار رکھنے
کے لیے اسی اندرونی دباؤ کا محتاج ہے۔
یہ دباؤ آنکھ کے ڈھیلے میں موجود پانی
اس خول کو فراہم کرتا ہے جسے
Aqueous Humour کہتے ہیں۔

یہ پانی، خون کی شریانوں اور رگندار مادہ پر مبنی ڈھیلے
کی درمیانی تہہ سے مسلسل نکل کر آنکھ کے ڈھیلے میں
داخل ہوتا رہتا ہے۔ ڈھیلے کا حجم محدود ہوتا ہے، اگر یہ پانی
اسی طرح جمع ہوتا رہے تو پانی کی مقدار بڑھتی چلی جائے
گی۔ خالق کائنات نے آنکھ میں مسلسل رسنے والے پانی اور



اندرونی دباؤ بھی برقرار رہتا ہے۔ یہ دباؤ سولہ اعشاریہ بیس
میٹر مری کے برابر ہوتا ہے۔ ی
آنکھوں کے اس نظام میں گڑبڑ دو طرح سے ممکن
ہے، اول یہ کہ آب رسانی کا نظام اتنا تیز ہو جائے گا کہ
نکاسی ممکن نہ ہو جس کے نتیجے میں ڈھیلے کے اندر پانی کی
مقدار بڑھ جائے گی۔ دوم یہ کہ نکاسی آب کے راستوں

کو رس سے آرام آجاتا ہے۔ گھٹیا کے مزید حملے سے محفوظ
رہنے کے لیے خون میں یورک ایسڈ کی سطح کو کنٹرول کرنا
بہت ضروری ہوتا ہے۔
اس مقصد کے لیے طبی ماہرین درج ذیل ہدایات پر
عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں:

*... ان غذاؤں سے پرہیز کریں جن میں Purines
کیمیکلز کا ایک خاص گروپ بہت زیادہ ہوتا ہے۔
ان غذاؤں میں اوجھڑی، تیل
چھوڑنے والی مچھلیاں، دالیں اور
مرغی کا گوشت شامل ہیں۔

*... سافٹ ڈرنکس کے علاوہ
ایسے تمام مشروبات کا استعمال
بھی کم کر دیں جن میں شکر
گھلی ہوتی ہے۔ حالیہ ریسرچ
سے ثابت ہوا ہے کہ ان
مشروبات سے مردوں
میں گھٹیا کی شکایت بڑھ جاتی ہے۔

*... اپنا جسمانی وزن مناسب حد کے اندر رکھیں۔ جن
لوگوں کا وزن زیادہ ہوتا ہے ان میں اکثر گھٹیا کی تکلیف
دیکھی جاتی ہے۔

*... ڈاکٹر کے مشورے سے ایسی دواؤں کا استعمال
شروع کریں جو خون میں یورک ایسڈ کو جمع ہونے سے
روکتی ہیں۔

*... اگر آپ پہلے سے کچھ دوائیں استعمال کر رہے ہیں تو
ان کے بارے میں اپنے ڈاکٹر کو بتائیں۔
یاد رہے کہ گھٹیا کے مریض اگر احتیاط کریں تو وہ مکمل طور
پر ایک نارمل زندگی گزار سکتے ہیں اور مرض پر قابو پانے
میں انہیں مدد ملتی ہے۔



جن عوامل کے باعث یورک ایسڈ سے کرملز نرم نشوز
میں جمع ہونے لگتے ہیں ان میں موروثی جینیاتی نقائص،
بڑھتی ہوئی عمر، گردے کے امراض، غذا کی عمل انجذاب
میں کمیاب قسم کی خامیاں اور بعض دواؤں مثلاً پیشاب آور
دواؤں کا استعمال شامل ہیں جو ہائی بلڈ پریشر یا ہارٹ فیل
کے علاج میں دی جاتی ہیں۔

گھٹیا کی تکلیف اچانک حملہ آور ہوتی ہے اور آنا نانا
مریض کا چلنا پھرنا دو بھر ہو جاتا ہے۔ 24 گھنٹوں کے
اندر جوڑ سرخ، گرم اور



اتنے زیادہ حساس
ہو جاتے ہیں کہ محض
ان کو چھونے سے بھی
تکلیف بہت زیادہ محسوس
ہوتی ہے۔ اگر اس تکلیف کا
کوئی علاج نہ کیا جائے تو دو چار
ہفتوں کے اندر درد کی شدت
ختم ہو جاتی ہے۔

گھٹیا کے مریض پر اس بیماری
کا دوسرا حملہ چھ ماہ سے دو سال کے اندر ہو سکتا ہے۔ بعض
اوقات اس دوسرے حملہ میں پہلے کے مقابلے میں زیادہ
جوڑ متاثر ہو سکتے ہیں لیکن ممکن ہے ناقابل برداشت درد کی
شکایت کرتے رہتے ہیں اور ان کے جوڑ بھی تباہ ہونے لگتے
ہیں۔ اس بات کا بھی خطرہ ہوتا ہے کہ یورک ایسڈ کے
کرملز گردوں میں تشکیل پانے لگیں جس کی وجہ سے
گردے متورم ہو سکتے ہیں ان میں زخم بن سکتے ہیں اور
پتھریاں بھی بن سکتی ہیں۔

گھٹیا کا حملہ چند روز تک جاری رہتا ہے اور اگر نان
اسٹیروئڈل اینٹی انفلیمزری ڈرگز (NSAIDs) سے اس کا
علاج فوری طور پر شروع کر دیا جائے تو بہت جلد اس کے

میں رکاوٹ حائل ہو جائے، دونوں ہی صورتوں میں ڈھیلے کے اندر پانی کی مقدار میں اضافہ ہو جائے گا۔

آنکھوں کے تمام حصوں کی نسبت پینائی کا پردہ اور اس کا اعصابی نظام سب سے زیادہ حساس اور نازک حصہ ہے اور اس بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے زیادہ تر پردے ہی کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور دباؤ اگر زیادہ دیر تک برقرار رہے تو دیگر اعصاب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ دباؤ کے بڑھ جانے کی اس حالت کو کالا پانی کہتے ہیں۔

یہ عارضہ عام طور پر دو طرح سے لاحق ہو سکتا ہے۔

- 1۔ شدید نوعیت کا کالا پانی
- 2۔ دائمی نوعیت کا کالا پانی

شدید نوعیت کا کالا پانی ایک دورے کی طرح اور ایک وقت میں ایک ہی آنکھ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی علامت میں شدید نوعیت کا درد، آنکھ میں سرخی اور دیکھنے میں دھندلاہٹ شامل ہیں۔

شدید درد میں اچانک ہی آنکھ کا نکاسی آب کے سارے راستے بند ہو جانے کی وجہ سے دباؤ بہت بڑھ جاتا ہے۔ جس کا فوری علاج لازمی ہے۔

اکثر شدید نوعیت کے دورے سے قبل کچھ علامات ظاہر ہوتی ہیں مثلاً روشنی کی طرف دیکھتے وقت اس کے گرد رنگین دائروں کا نظر آنا، آنکھ میں ہلکا ہلکا درد جو کہ کچھ آرام کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ہر بار رفتہ رفتہ درد کی شدت میں کی شکایت بڑھتی ہے اور پھر ایک دن شدید نوعیت کا دورہ پڑتا ہے۔ ایک بات یاد رکھیں کہ کالا پانی دونوں آنکھوں کی بیماری ہے اگر ایک آنکھ پر اس کا حملہ ہو چکا ہے تو دوسری آنکھ پر بھی حملہ ہوگا۔

دائمی نوعیت کے کالے پانی میں دورے یا حملے کی کیفیت کبھی کبھی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں نہ ہی درد اور نہ ہی آنکھیں سرخ ہوتی ہیں۔ مہینوں بلکہ سالوں

میں انتہائی ست روی سے نکاسی آب کے سارے راستے سکر جاتے ہیں اور اکثر و بیشتر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کوئی شکایت تو کجا مریض کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کالے پانی کا شکار ہو چکا ہے اور یوں انجانے میں 90-95 فیصد بصارت ناقابل تلافی نقصان کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ضائع ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ بھی کالے پانی کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً پیدائشی نوعیت کا کالا پانی جس میں نکاسی آب کے راستے کھل نہیں پاتے چنانچہ دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات آنکھوں کی بیماریاں اس آبی رسد و نکاسی میں خرابی پیدا کرتی ہیں جس کا نتیجہ کالا پانی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ آنکھ کی درمیانی تہہ میں ذیابیطس کی صورت میں نکاسی آب کے راستے بند ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ نیز چوٹ لگنے سے بھی کالا پانی ہو سکتا ہے۔

بہت سی بیماریاں آنکھ کے پردے کے اعصاب پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہیں کہ اس کی کارکردگی محدود ہونے لگتی ہیں۔ مثلاً حلقہ بصارت کا سکر جانا یا مختلف اقسام کی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

وہ لوگ جن کے والدین، تھیلیاں یا دودھیال کے قریبی رشتے دار کالے پانی کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ عام لوگوں کی نسبت ان میں تیس فیصد امکانات کالے پانی کے زیادہ ہوتے ہیں، چنانچہ بروقت معائنہ ضروری ہے۔

کالا پانی سے ضائع ہو جانے والی روشنی واپس لانا یا بحال کرنا ممکن نہیں ہے مگر یہ ضرور یاد رکھیے کہ یہ ایک بروقت قابل علاج بیماری ہے۔ فوری تشخیص اور علاج آپ کو ناصرف کالے پانی سے ہونے والے نقصان سے بچا سکتا ہے بلکہ نجات بھی ممکن ہے۔



دنیا بھر میں غذائی استعمال کے لیے تیار کردہ رنگ فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی سے منظور شدہ ہوتے ہیں، یہ ایک امریکی ادارہ ہے، جس کی عمدہ شہرت کی وجہ سے اکثر

غذائی ملاوٹ

غذاؤں میں رنگوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔

زردہ، بریانی، رنگ برنگی مٹھائیاں اور میٹھی چھالیہ کی جانب باتلہ بڑھانے سے پہلے ایک لمحے کے لیے سوچیں کہ کہیں اس میں مضر صحت رنگ کا استعمال تو نہیں کیا گیا ہے۔

قدرت نے ہر رنگ میں ایک مخصوص افادیت رکھی ہے۔ ماہرین طب نارنجی اور زردی مائل نارنجی رنگ کی سبزیوں اور پھلوں کو بچوں کی پینائی تیز کرنے اور خاص طور سے شب کوری سے بچانے کا موثر ذریعہ بتاتے ہیں۔

گاجر، آم، پیپتہ ہمارے بچوں اور ماں بننے والی خواتین کی خوراک کا اہم جزو ہونا چاہیے۔ کیشیم کے لیے دودھ، دہی اور پنیر بچوں کے لیے خصوصاً اور بڑوں کے لیے عموماً ضروری ہے۔ اودائیٹنگن ہمارے جسم میں فولاد کی فراہمی، لال ٹماٹر اور سرخ مرچ وٹامن سی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری رنگین طبع صرف قدرتی رنگدار سبزیوں اور پھلوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ ہم اس سے چند قدم آگے جا کر کھانوں کو مزید خوش نما اور زیادہ رنگدار بنانے کے لیے بہت سے غذائی رنگ بھی استعمال کرتے ہیں۔



ممالک اس ادارے کی منظور شدہ اشیاء پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں کہیں کہیں کم علمی لیکن اکثر زیادہ منافع کے شوقین بیوپاریوں کے ہاتھوں دھوکہ کھا کر جو رنگ ہم میں سے اکثر لوگ اپنی غذا میں استعمال کر رہے ہیں، اکثر مضر صحت ہیں اور ان میں زیادہ تر وہ رنگ ہیں جو کپڑا رنگنے میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ مضر صحت رنگ منظور شدہ غذائی رنگوں کے مقابلے میں



خاصے سے ہوتے ہیں۔ مصدقہ فوڈ کلرز خاصے مہنگے ہیں جب کہ یہ ناقص رنگ بہت کم قیمت پر آسانی سے دستیاب ہو جاتے ہیں۔

مقامی تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ گھریلو سطح سے لے کر تجارتی پیمانے تک کھانے پینے کی اشیاء میں استعمال شدہ مختلف رنگ تصدیق شدہ غذائی رنگ نہیں ہیں اور اکثر میں کیمیائی اجزاء جنہیں ایزوڈائنز کہا جاتا ہے موجود ہوتے ہیں۔ یہی ایزوڈائنز ہمارے ہاں کپڑوں کی صنعت میں اور کپڑوں کی عام رنگائی کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ غذا میں ان مضر صحت رنگوں کا حد سے بڑھتا ہوا استعمال کینسر کے ساتھ ساتھ پیٹ اور جگر کی دیگر بیماریوں کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔

اگرچہ غذا میں مضر صحت رنگوں کے بارے میں جان کر اکثر اوقات ہم اپنے دل کی تسلی کے لیے کہہ اٹھتے ہیں کہ جن کھانوں میں ایسے رنگوں کا استعمال کیا جاتا ہے، وہ ہماری روزمرہ کی خوراک کا حصہ نہیں ہیں لہذا یہ زہر ہمارے جسم میں بڑی مقدار میں داخل نہیں ہو رہا۔ مگر ذرا غور کیجیے، غذا کے اعتبار سے اپنے بدلتے ہوئے رجحانات پر توجہ دیجیے اور دیکھیے کہ غذا میں رنگوں کے استعمال کا شوق ہمیں آج کس مقام پر لا چکا ہے....؟

تہواروں، دعوتوں اور زبان کے چٹخارے کے حوالے سے زردہ اور بریانی لازم و ملزوم ہیں۔ ان کے لیے زعفران دستیاب نہیں تو کیا ہو پانچ روپے کا پیکٹس گرام زردہ رنگ تو آسانی سے مل جاتا ہے۔

دعوتوں یا خاص تہواروں سے ہٹ کر عام روزمرہ زندگی میں بھی کھانے پینے کی اشیاء میں معیار سے زیادہ اس کے رنگ اور چٹخارے پر توجہ دی جاتی ہے۔ ان رنگ برنگ کھانوں میں کون سے رنگ استعمال ہو رہے

ہیں یہ سوچنے کی نہ فرصت ہے اور نہ ضرورت۔ کسی دن دفتر کھانا نہیں لے گئے، باہر سے بریانی منگوا لی یا کیچپ کے ساتھ برگر کا شوق پورا کر لیا۔ گرم کچوری کے ساتھ بے تحاشہ ہلدی پڑی آلو کی بجیا اور انتہائی کھٹا اچار کھالیا۔ شام کو گھر میں کھانے کو دل نہیں چاہا تو مچھلی والے کی دکان کا رخ کیا ”کیا رنگین مسالوں والی مچھلی ہے؟“ تلقی ہوئی مچھلی سے اٹھتی خوشبو اسے جلد سے جلد نوش جاں کرنے پر اکساتی ہے، ایسے میں کوئی اور خیال کیسے پاس پھٹک سکتا ہے....؟؟

کھلی اشیاء میں رنگوں کی اس ملاوٹ کے ہونے کے زیادہ امکانات ہو سکتے ہیں، کیونکہ بڑی پیمانہ پر کمپنیاں عموماً اپنی ساکھ کی خاطر معیار کا خاص خیال رکھتی ہیں خصوصاً جب سے کوالٹی کنٹرول پروسس کا بین الاقوامی سطح پر چرچا ہوا ہے۔

وہ ادارے جو غذائی اشیاء مثلاً کیچپ، جام جیلی، اچار اور جو مسالہ جات وغیرہ ایکسپورٹ بھی کرتے ہیں پہلے سے زیادہ محتاط بھی ہو گئے ہیں۔ مگر یہی چیز ان کی پروڈکشن میں اضافے کا باعث بن کر مہنگی اور عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہو جاتی ہیں۔ عام آدمی کو سستی اشیاء کی جانب راغب کرنے میں معیاری اشیاء کا مہنگا ہونا بھی ایک سبب ہے۔

رنگوں کی آمیزش کے علاوہ غذائی اجزاء میں بہت سی دوسری اشیاء کی آمیزش بھی پائی جاتی ہے، مثلاً جامعہ کراچی کے فوڈ سائنس اور ٹیکنالوجی ڈپارٹمنٹ اور پی سی ایس آئی آر کے ذرائع کے مطابق ہماری روزمرہ خوراک کے اہم جزو ہلدی کے مختلف جگہوں سے اکٹھے کیے گئے نمونوں میں لیڈ کرومیٹ کی آمیزش پائی گئی۔ اس کے علاوہ رائی کے پاؤڈر میں زردے کا رنگ، مٹھائی اور چاکلیٹ میں سکرین کا استعمال دیکھا گیا ہے۔

ڈاکٹر عابد حسین صدر فوڈ سائنس اور ٹیکنالوجی جامعہ کراچی کے مطابق سائنسی ترقی نے آج ہم کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ ہم انتہائی حساس آلات کی مدد سے ان مضر صحت کیمیکلز کی انتہائی معمولی مقدار کا بھی پتا لگا سکتے ہیں۔ پاکستانی حالات کے تناظر میں جہاں صورتحال دیکھی علاقوں میں خاص طور سے دگرگوں ہے اور لوگ ناواقفیت کی بنا پر عموماً غذائی آلودگی کا شکار ہو رہے ہیں، ڈاکٹر عابد حسین موبائل لیبارٹریز کے قیام کی تجویز پیش کرتے ہیں تاکہ غذائی نمونوں کی موقع پر چیکنگ کی جاسکے۔ ڈاکٹر عابد کے خیال میں شہری حکومت اپنی شعوری کوششوں اور موجود تکنیک کا موثر استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو اس زہر سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ ڈاکٹر عابد حسین لوگوں میں آگہی کے لیے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ساتھ ساتھ اسکولوں اور کالجوں میں مستقل بنیاد پر ہونے والے لیکچرز کی اہمیت پر بھی زور دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو مختلف کھانے کی اشیاء میں ہونے والی ملاوٹ چاہے وہ رنگ کی صورت میں ہو یا اس کے ذائقے میں اضافے یا حجم کو بڑھانے کے لیے کی گئی ہو، کے بارے میں علم ہو سکے۔

ہمارے ہاں غذا میں رنگوں کے استعمال کے شوق کی فہرست خاصی طویل ہے اور بچوں کے حوالے سے ہماری غفلت خطرناک حدوں تک پہنچ گئی ہے۔ آپ نے یہ منظر کئی مرتبہ دیکھا ہو گا اور شاید آپ خود بھی ایسا کرتے ہوں.... ماں دوکان کے اندر خریداری میں مصروف ہے جب کہ بچے اور باپ سخت اکتائے ہوئے گاڑی میں بیٹھے یا سڑک پر کھڑے ہیں۔

”گڑیا کے بال“ یا ”میٹھی روٹی“ والا گھنٹی بجا بجا کر بچوں کو اپنی طرف راغب کرنے میں مصروف ہے۔ بچے کی ضد پر باپ نے سب بچوں کے لیے گلابی اور پیلے رنگ

کے ”رنگین میٹھے بال“ یا ”روٹی“ کے گولے خرید لیے۔ بچوں کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوا، وہیں یہ مٹھائی منہ میں ڈالتے ہی ان کی زبان بھی گلابی یا پیلی ہو گئی (روٹی کے رنگ کے مطابق)۔ اپنی اکتاہٹ سے گھبرا کر باپ نے بھی روٹی کا ایک چھوٹا سا گولہ منہ میں ڈال لیا لمحے بھر کو تو زبان کو مٹھاس کا احساس ہوا مگر کچھ ہی لمحوں میں ایک کڑواہٹ سی حلق میں اتر گئی۔ اس کڑواہٹ کو ہی خطرے کی گھنٹی سمجھ لینا چاہیے۔

بازار میں دستیاب سستی ٹافیوں میں مختلف قسم کے رنگ ملائے جاتے ہیں۔ اندرونی اطلاعات کے مطابق ان ٹافیوں میں مضر صحت رنگ استعمال کیے جاتے ہیں کیونکہ سستی ٹافیوں میں مہنگے رنگوں کا استعمال ناممکنات میں شامل ہے۔

اسی تناظر میں بچوں اور نوجوانوں میں یکساں طور سے میٹھی اور رنگین چھالیہ کا بڑھتا ہوا استعمال ملاحظہ کیجیے۔ پاکستان کینسر سوسائٹی کے صدر اور سندھ میڈیکل کالج کے استاد پروفیسر سراج الدولہ اپنے تجربے کی بنیاد پر بتاتے ہیں کہ میٹھی چھالیہ کے صرف تین سال کے مستقل استعمال سے منہ میں کینسر کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے مطابق اس سے بھی خطرناک گٹکا اور تین پوری ہیں جو خراب یا سڑی ہوئی چھالیہ، چونا اور مختلف کیمیائی اجزاء کا مرکب ہے۔

پروفیسر منظور حسین زیدی جو بیالیس سال سے کینسر کے مریضوں کا علاج کر رہے ہیں ڈاکٹر سراج الدولہ کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میٹھی چھالیہ کھانے سے منہ کے پٹھے اور ریشے سخت ہو جاتے ہیں اور زبان ربر کی طرح محسوس ہونے لگتی ہے، جو منہ کے سرطان کی ابتدائی شکل ہے اور جس کے نقصان کا کوئی مداوا نہیں۔ ماہرین کے مطابق صرف کراچی میں یہ مرض اٹھارہ برس سے کم عمر

کے لوگوں میں تیزی سے پھیلتا ہوا نظر آرہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ میٹھی اور رنگدار چھالیہ ہے، جس میں ایسے کیمیائی اجزاء شامل ہیں جو کہ بذات خود زہریلی ہیں۔

ڈاکٹر سجاد عباسی شہید ہسپتال میں ناک، کان اور گلے کے سرجن ہیں وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر بتاتے ہیں کہ میٹھی چھالیہ کھانے سے جہاں جوان آدمی دس سال کے عرصے میں منہ کے کینسر میں مبتلا ہو سکتا ہے، وہیں بچے صرف دو سال کے استعمال سے ہی مریض بن جاتے ہیں۔ بات صرف یہیں تک ہی محدود نہیں ہے، اکثر مٹھائی کی دکانوں میں رکھی ہری، گلابی، زرد مٹھائیاں بھی زہر قاتل سے کم نہیں۔ مگر اس کی کسے پرواہ ہے اگر ہوتی تو کیا میں اور آپ شوق سے گولہ گنڈا کی دوکان کا رخ کرتے...؟ جہاں برف کے گولے میں رنگ کا بے تحاشہ استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ سوال یقیناً آپ کے دماغ میں اٹھ رہا ہو گا کہ کپڑا رنگنے والے ناقص رنگ جسے بہت سے ممالک نے اپنی پارچہ بانی کی صنعت کے لیے بھی متروک قرار دیا ہے، کیسے ہماری خوراک کا اہم جز بن گیا...؟ اور ہم اس کے تدارک کے لیے کچھ کیوں نہیں

کرتے....؟

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جب بڑھتی ہوئی آگاہی لوگوں کو دنیا بھر میں قدرتی رنگوں کی طرف راغب کر رہی ہے اور مصنوعی رنگوں کا استعمال متروک ہو رہا ہے، وہیں پاکستان جیسے ملک میں منوں، ٹنوں کے حساب سے یہ کیمیائی اجزاء پر مبنی رنگ کھانے پینے کی اشیاء میں استعمال ہو رہے ہیں۔ ماہرین کے خیال میں ہم خود بھی اس خرابی کے ذمہ دار ہیں کیونکہ ہم کھانوں میں رنگ کو قدرتی پھلوں اور ترکاری کے رنگوں کا متبادل سمجھتے ہیں مثلاً آم کے اچار میں شامل ہر رنگ کیری یا کچے آم اور سیب کے مربے کا لال رنگ تازہ سیب کی ضمانت ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ....

یہاں اس حقیقت کا ذکر بھی ضروری ہے کہ بہت سے بیوپاری اپنی اشیاء جانے یا انجانے میں زہر آلود یوں بھی کرتے ہیں کہ ان کے حساب سے صارفین بے رنگ اشیاء کو بے مزہ سمجھ کر نہیں خریدیں گے۔ یقیناً ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو خوراک کی محض ظاہری شکل و صورت کی بنیاد پر اس کے معیار کا اندازہ لگاتے ہیں۔



وزن کم کرنے کے لیے کدو مفید ہے

ماہرین کا کہنا ہے کہ کدو وزن کم کرنے کے لیے مفید ہے۔ یہ دل کو تقویت دیتا ہے اور کئی امراض خصوصاً معدے کو امراض سے بچانے میں معاون ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق کدو میں 96 فیصد پانی ہوتا ہے اور یہ زیادہ زود ہضم غذا ہے۔ اس میں چکنائی نہیں ہوتی، پیچش اور دست میں تسکین دیتا ہے، علاوہ ازیں یہ قبض کشا بھی ہے۔

کدو میں وٹامن اے، وٹامن سی و وٹامن بی 6، فولیٹ، پوٹاشیم، پروٹین، وٹامن ای، تھیمین، ریوفلیون، کیلشیم، لوہا، فاسفورس، سلینیم پائے جاتے ہیں، کدو کارس پیشاب کے امراض میں بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ غذا میں اس کا بکثرت استعمال جلد کے انفیکشن سے بھی نجات دلاتا ہے۔

مغزیات کا استعمال تو قدیم دور سے ہوتا آرہا ہے مگر جدید تحقیق کے مطابق ان کی افادیت، صحیح استعمال اور ان میں موجود ضروری غذائی اجزاء سے آگاہی کے بعد میوہ جات کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔ خشک میوہ جات میں بادام، پستہ، اخروٹ، چلغوزے، ناریل، کاجو، مونگ پھلی، کشمش، چروغی، خوبانی، انجیر، تل و دیگر شامل ہیں۔

بادام

بادام ایک ایسا مغز ہے جس کو غذائیت، افادیت اور ادویاتی خصوصیات کی وجہ سے شہنشاہ کا مقام حاصل ہے۔ یہ ایک موثر صحت بخش غذا ہے۔ خون کی کمی میں بادام کا

میوہ کھانے کا موسم

یہی تو ہے...

یہ کیلشیم، پوٹاشیم اور پروٹین حاصل کرنے کے بہترین ذرائع ہیں۔۔۔۔۔

سے بیس گرام تک صبح کھائیں۔
حریرہ بادام

حکیم محمد ابراہیم شیخ

کرتے ہیں، انہیں بادام کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔

بادام کا تیل قبض کی شکایت دور کرنے اور دماغی طاقت کے لیے مفید ہے۔

بادام پیس کر جلد پر لگانے سے جلد ملائم اور چکنی ہو جاتی ہے، کولیسٹرول بھی کم کرتا ہے۔ اس میں ایسے قدرتی اجزاء

شامل



ہیں جو
دماغی قوت
اعصاب کو



اور مضبوط بناتے ہیں۔
خمیرہ بادام کا نسخہ: کاغذی بادام 500 گرام، رات کو پانی میں بھگو کر صبح پیس کر چھان لیں، اس میں شکر ڈیرھ کلو اور ست لیٹوں 5 گرام ملا کر قوام بنا لیں۔ بعد ازاں حلوہ کی طرح اس میں دانہ الاچی سبز 25 گرام، ورق نقرہ بیس عدد، ملا کر محفوظ کر لیں۔ دس گرام

تراوٹ پیدا کرتا ہے، بے خوابی، دائمی نزلہ و زکام، خشک کھانسی کو بھی رفع کرتا ہے۔
نسخہ: بادام سات عدد، مغز کدو تین گرام، مغز تربوز تین گرام، کالی مرچ تین دانے، مصری 24 گرام، خشک تین گرام، کاہو تین گرام، تل سفید تین گرام، الاچی سبز سات عدد سب کو پانی میں پیس کر پکائیں۔ جب تیار

ہو جائے تو ٹھنڈا کر کے صبح نہار منہ خمیرہ گاؤ زبان خالص دس گرام کے ساتھ لیں۔ خمیر پہلے کھا کر بعد میں حریرہ پی لیں۔

اخروٹ

اخروٹ کی پچاس سے زائد اقسام دنیا بھر میں پائی جاتی ہیں، مغز اخروٹ کے استعمال کے ساتھ ساتھ اس کا چھلکا، پتے اور جڑ کو بھی مختلف امراض میں دوا کے طور پر استعمال میں آتا ہے۔ اخروٹ میں فولاد، کیلشیم اور پوٹاشیم پایا جاتا ہے جو جسم کو بھر پور طاقت و توانائی بخشتا ہے۔ اسی لیے اس کو زیادہ تر حکیم قوت بخش معجونوں میں شامل کرتے ہیں۔ بھنے ہوئے مغز



اخروٹ پرانی کھانسی اور گلے کے لیے مفید ہے۔

مغز اخروٹ ذہن کو تازہ اور اعصاب مضبوط رکھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مغز اخروٹ اپنی گرم تاثیر ہونے کی وجہ سے سرد امراض جوڑوں کے درد، فالج و لقوہ میں دیگر ادویہ کے ساتھ اس کا بیرونی استعمال بھی کیا جاتا ہے۔

مغز اخروٹ کے نسخہ برائے کھانسی و گلے کی خرابی کے لیے اس سے بلغم بننا رک جاتی ہے۔

مغز اخروٹ بیس گرام، تخم کتان دس گرام، رب السنوس دس گرام، گوند کیکر دس گرام، بادام دس گرام، فلفل سیاہ دس گرام، شکر تیغال دس گرام، شکر 60 گرام۔ ان سب کو پانی میں پیس کر گولیاں بنالیں۔

پیٹ کے کیڑے

مغز اخروٹ بیس گرام، پلاس پاڑہ دس گرام، مصری دس گرام، ان سب کو کوٹ لیں یہ ایک خوراک ہے،

رات کو سوتے وقت شربت گڑ 25 گرام یا گڑ کے پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

پستہ

یہ ایک سخت پوست کا میوہ ہے، اس کو توڑنے سے اندر سے بڑبڑکنے والے جس کو مغز پستہ کہتے ہیں۔ جودل و دماغ کو قوت دیتا ہے، حافظہ کو تیز کرتا ہے، سرد موسم میں ہونے والی کھانسی کے لیے موثر اور بلغم کے اخراج اور گردے کی کمزوری کو بھی دور کرتا ہے۔ اس کا پھول اور

چھلکا بھی دوا کے طور پر کام آتا ہے، چکنی بند کرنے کے ساتھ قے اور متلی کو زائل کرتا ہے، آنتوں کو فوری قوت دیتا ہے۔

پستہ میں وٹامن، کیلشیم، پروٹین اور پوٹاشیم جیسے عناصر موجود ہوتے ہیں جو جسمانی توانائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

معزز پستہ کا نسخہ برائے معجون قوت حافظہ: مغز پستہ 100 گرام، زنجبیل بیس گرام، مصطلی رومی دس گرام، شہد 200 گرام، کشتہ فقرہ 3 گرام۔ تمام اشیاء کا حلوہ تیار کر لیں، صبح نہار منہ اور سوتے وقت دودھ کے ساتھ ایک ایک چمچی استعمال کریں۔

ناریل

اس کو کھوپڑا بھی کہتے ہیں، یہ جسمانی صحت کے لیے بہترین غذا کا حامل ہے۔ خون پیدا کرتا ہے، سینہ کے امراض میں مفید ہے، بینائی کو قوت دیتا ہے۔ حاملہ خواتین کی عام جسمانی کمزوری دور کرتا ہے، اس کے

باقاعدہ استعمال سے بچہ خوبصورت اور تندرست پیدا ہوتا ہے۔ اس



سے بخار کی حالت میں ہونے والی گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے، پیٹ کے کیڑے بھی مر جاتے ہیں۔

معزز ناریل کا نسخہ برائے دماغ، دماغی کام سے پیدا شدہ تھکاوٹ کو دور کرنے میں موثر ہے: ناریل 200 گرام، مغز بادام 300 گرام، چھوڑا گھٹلی نکال کر 300 گرام۔ تینوں کو صاف کر کے رات کو دو گلو پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو پیس کر چھان کر شکر ایک کلو ملا کر گاڑھا سا محلول بنائیں، جب محلول بن جائے تو اتار کر جاوڑی تین گرام، دانہ الاچی سبز تین گرام، دار چینی تین گرام، زعفران اصلی چھ گرام، کچلہ مدبر تین گرام، لونگ تین گرام، ورق فقرہ چھ گرام شامل کریں۔ جسم کو تندرست و توانا رکھنے کے لیے روزانہ صبح نہار منہ دس گرام استعمال کریں۔

چلغوزہ

یہ صنوبر کے درخت کا پھل ہے جو شیریں و لذیذ ہوتا ہے۔ یہ بطور خشک میوہ سردیوں میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے، یہ دل، پٹھوں، گردے اور



مثانے کو بھرپور قوت دیتا ہے، آنتوں کی فاسد رطوبت کی اصلاح کرتا ہے، جسم میں حرارت پیدا کرتا ہے۔ یہ پتھری کو دور کرتا ہے اور جسم کی طاقت بڑھاتا ہے۔

معزز چلغوزہ کا نسخہ: مغز چلغوزہ تین گرام، مغز پنبہ دانہ تین گرام، تودری سرخ تین گرام، بادیان پانچ گرام، دانہ الاچی سبز تین گرام، پانی میں پیس کر شیرہ بنا کر مصری بیس گرام شامل کر کے صبح نہار منہ استعمال کریں۔ اس کے ساتھ عرق عنبر بھی تین چمچ لیں۔ یہ نسخہ دودھ

فروری ۲۰۱۲ء

پلانے والی ماؤں کے لیے بے حد مفید ہے۔

خوبانی

یہ مشہور پھل نہایت خوش ذائقہ میٹھا اور مزیدار



میوہ ہے۔ خوبانی گرم مزاج والوں کے لیے مفید ہے، منہ کی بدبو کو دور کرتی ہے، معدہ کی سوزش کو دور کرتی ہے اور جملہ اعضاء کو قوت دیتی ہے۔

خوبانی کا نسخہ: انجیر پانچ عدد، خوبانی پانچ عدد، رات کو گرم پانی میں بھگو دیں، صبح نہار منہ ہمراہ پانی استعمال کریں۔ یہ نسخہ بواسیر کے مریضوں کے لیے مفید بتایا جاتا ہے۔

چھوہارا

یہ ایک قسم کی خشک کھجور ہے، جس کو چھوہارا کہتے ہیں، اس میں غذائیت بہت ہوتی ہے۔ چھوہارا جسم کو فریہ،



کمر اور گردوں کو طاقت دیتا ہے۔ اس میں پروٹین، فاسفورس، وٹامن اے، بی، سی پائے جاتے ہیں۔ چھوہارے کا مشہور مرکب معجون آردو خرم ہے۔

چرونجی

چرونجی کے استعمال سے جسم کو توانائی حاصل ہوتی ہے، جسم کو فریہ کرتی، بلغمی مادہ کو خارج کرتی، چہرے کے رنگ کو صاف کرتی ہے، گرمی





سمجھی جاتی

ہے۔ ہڑ

جسمانی

قوت میں اضافہ

کرتی ہے، پیٹ میں

اچھارے پگھلی، بے، امراض قلب

وجہ اور جلد کی بیماریوں میں نہایت مفید مانی گئی ہے۔

ہڑ کا سفوف اور مٹی کی ڈگنی مقدار ایک

ساتھ پیس لیں۔ ایک چائے کا چمچ روزانہ صبح

کے وقت کھائیے، یہ نسخہ صفرا کی زیادتی،

امراض قلب، صفراوی بخار، یرقان، کھانسی،

بھوک میں کمی، اچھارے، پھنسی اور قبض

سمیت دیگر کئی بیماریوں کے لیے نہایت مفید

ثابت ہوا ہے۔

ہڑ کو کوٹ کر چلم میں تمباکو کی طرح رکھ

کر پینے سے دمہ کا زور کم ہو جاتا ہے۔

ہڑ کے جوشاندے سے زخم کو دھونے اور اس کو جلا

کر اس کی راکھ مکھن میں ملا کر لپ کرنے سے بہت فائدہ

ہوتا ہے۔

آنکھوں کی بیماریوں میں ہڑ کو ٹھنڈے پانی میں بھگو

ہڑ مقوی دماغ

بے اور بالوں

کو سفید

ہونے سے

روکتی ہے؟

ہڑ اپنی خوبیوں کے اعتبار سے بہت قیمتی اور قابل

قدر چیز ہے۔ ہڑ ایک بڑے درخت کا پھل ہے۔ اس کی

تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے کہ جب ہڑ میں گھٹلی

نہیں پڑتی، وہ آم کی کیری کی طرح درخت سے گر جاتی

ہے اور خشک ہو کر کالے رنگ کی ہو جاتی ہے، اس کو کالی

ہڑ یا چھوٹی ہڑ کہتے ہیں۔

دوسری قسم کی ہڑ وہ ہوتی ہے کہ جب وہ درخت ہی

پر زرد (پیلی) ہو جاتی ہے، تو اس کو پیلی ہڑ یا

ہلید زرد کہتے ہیں۔

جبکہ تیسری قسم کی ہڑ جب پورے

طور پر پیک جاتی ہے تو اس کو بڑی ہڑ کہتے

ہیں۔ وہ ہڑ اچھی ہوتی ہے جو نئی، چکنی، گول

اور بھاری ہو، اس کا وزن تین گرام سے بھی

زیادہ ہو اور پانی میں ڈالنے سے ڈوب

جائے۔

ہڑ طب کی اکیسری دواؤں میں شامل ہے، دماغ اور

آنکھوں کو طاقت دیتی ہے، ذہن اور حافظے کو تیز کرتی

ہے، قبض کو دور کر کے معدے اور آنتوں کو قوت پہنچاتی

ہے اور اگر کچھ مدت پابندی کے ساتھ استعمال کی جائے تو

بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے روکتی ہے۔

قدیم طب میں اس کے بے شمار فائدے بتائے

جاتے ہیں، مثلاً عمر میں اضافہ

کرتی ہے، کھانسی، دمہ،

کوڑھ، بواسیر، ہر قسم کی

سوجن، امراض چشم،

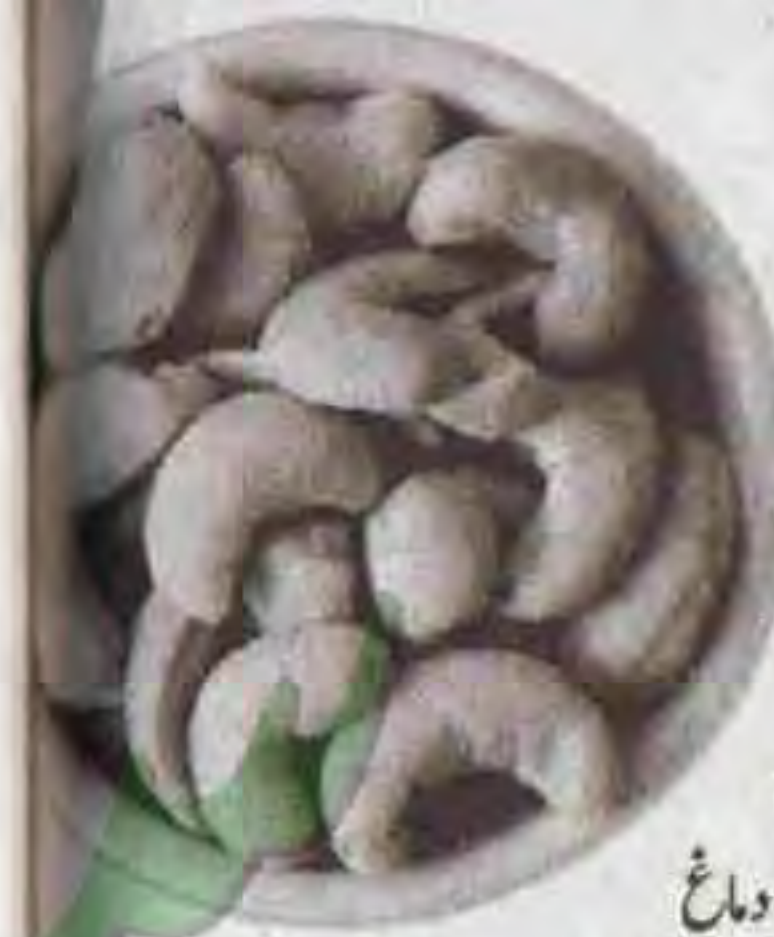
پرانے بخار، یرقان، کان

کے امراض، تلی کے ورم،

ہر قسم کے زخم، خون کی خرابی،

پیشاب کی جلن وغیرہ میں مفید

فروری ۲۰۱۲ء



کاجو

مخروطی شکل کا

نہایت ہی لذیذ اور

شیریں میوہ ہے، جو

جسم کو فرہ کرتا ہے

، دل کو طاقت دیتا ہے، دماغ

کو تقویت بخشتا ہے، جذام میں بھی مفید ہے۔

کاجو اور شہد کو صبح نہار منہ استعمال کیا جائے تو نسیان

کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔

کشمش

انگور تیل میں پیک کر خشک ہو جائے تو اسے کشمش

کہتے ہیں۔ یہ سرخ، سبز، سیاہ

اور سفید رنگ کی ہوتی ہیں۔

زیادہ موثر سبز رنگ کی ہوتی

ہے۔ کھانسی، نزلہ، بخار،

قبض میں مفید ہیں۔ اس

میں موجود پوٹاشیم اور فولاد جسم کو بھرپور توانائی فراہم

کرتے ہیں۔

کشمش کا نسخہ: کشمش پچیس گرام، بادام 12

عدد۔ رات کو پانی میں بھگو دیں صبح نہار منہ استعمال کریں۔

دمہ کے لیے نسخہ: کشمش پچاس گرام، خم

دھتورہ سیاہ پانچ گرام، کچھ مدبر ایک گرام... ان سب

اشیاء کی چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا کر صبح، دوپہر، رات کے

کھانے کے بعد ایک ایک کھالیں۔

ایک مفید نسخہ: تل سیاہ پچاس گرام، اجوائن

دیس پچاس گرام، گڑ سو گرام، گڑ کو پانی کے ایک کپ میں

اتنا پکائیں کہ گاڑھا محلول بن جائے دوسری دونوں ادویہ کو

باریک پیس کر گڑ کے محلول میں لڈو بنائیں، ایک لڈو صبح

بقیہ: صفحہ 215 پر ملاحظہ کیجیے

رومانی ڈائجسٹ

دانوں میں بھی مفید ہے، جوش خون اور پیاس کو تسکین

دیتی ہے۔

حیرونجی کا نسخہ: چرونجی دس گرام، بادام دس

گرام، شکر پندرہ گرام۔ دونوں مغز کو پانی میں پیس کر شیرہ

نکال کر شکر شامل کر کے صبح نہار منہ پلائیں۔ جسمانی قوت

میں اضافہ کرتا ہے

رنگ نکھارنے اور جھائیوں کے

لیچے: چہرے کے رنگ کو نکھارنے اور جھائیوں کو دور

کرنے کے لیے چرونجی تین گرام، ترمس تین گرام، خم

باقلم تین گرام، مغز خرپوزہ تین گرام، سب کو پیس کر دوا

پانی میں ملا کر چہرہ پر لپ کریں، صبح منہ دھو کر روغن

چنبیلی لگائیں۔

انجیر

انجیر آنتوں کو نرم کرنے کی صلاحیت کے باعث

بواسیر کے لیے

فائدہ مند ہے،

قبض کو بھی

دور کرتی ہے،

ورم طحال اور

تلی و جگر کے

سدے کھولنے

میں موثر ہے،

دافع تیزابیت اور مقوی ہضم ہے، گردوں کو صاف کرتی

اور ریگ گردہ و مثانہ میں اس کا استعمال مفید ہے۔

انجیر کا نسخہ: انجیر پانچ عدد، رسوت پچیس گرام،

ایلو پچیس گرام، روغن بادام 12 گرام، ان کو ملا کر چھوٹی

گولیوں کی شکل دے دیں اور رات کو سوتے وقت گرم پانی

سے دو گولیاں کھالیں۔ قبض اور بواسیر میں یہ نسخہ مفید

بتایا جاتا ہے۔



کر اس کے پانی سے آنکھیں دھونا بہت مفید ہے۔
ہڑ کے سفوف کو منجن کے طور پر دانتوں پر ملنے سے
دانت صاف اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔

کٹھے اور ہڑ کو منہ میں رکھ کر چوسنے سے بھی دانت
نہایت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ کالی ہڑ خونی چیچش کے لیے
اکسیر ہے۔ اس کا سفوف ایک چنگی صبح، سہ پہر اور رات کو
پانی سے کھائیں۔ اس کے کھانے سے خون بھی بند ہو جاتا
ہے اور پرانی چیچش بھی جاتی رہتی ہے۔

ہڑ کے چھلکوں (پوست ہلیلہ) کو کوٹ پیس کر سفوف
بنائیں اور قدرے نمک ملا کر ایک چنگی کی مقدار میں
کھانے سے قبض دور ہو جاتا ہے۔ اس سفوف کو دودھ کے
ساتھ پھاکنے سے قبض ٹوٹ جانے کے بعد آنتوں میں
خشکی نہیں ہوتی۔ ہڑ کی کھلی کو پیس کر آدھے سر کے درد
میں لپ کرنے سے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ہڑ کے سفوف
کو شہد میں ملا کر چاٹنے سے بخار اتر جاتا ہے۔ منہ اگر پک



نیند کی کمی یا نیند میں خرابی

ہڈیوں اور جوڑوں میں مستقل درد کی وجہ بن سکتی ہے۔۔۔

ماہرین طب کے مطابق نیند کی کمی یا نیند میں خرابی ہڈیوں اور جوڑوں میں مستقل درد کی وجہ بن سکتی ہے۔ یونیورسٹی
آف پیٹرز برگ کے طبی ماہرین کی اس تحقیق کو سینکڑوں مریضوں کے اعداد و شمار سے مرتب کیا گیا جن کو گزشتہ دو سال
پہلے مرض کی تشخیص ہوئی اور ان کی عمریں 60 سے 76 سال کے درمیان تھیں اور وہ کافی عرصے پہلے سے نیند کی خرابی سے
دوچار تھے۔ دوران تحقیق ان مریضوں سے نیند میں کمی، ڈپریشن اور مجموعی صحت سے متعلق پوچھا گیا، انہوں نے بتایا کہ وہ



بہت جلد تھکنے، پریشان رہنے اور چڑچڑے پن کا مظاہرہ کرنے لگے
تھے، جب کہ مسلسل درد نے ان کو قریباً معذور کر دیا تھا۔ ماہرین
نے تجزیہ کیا کہ ڈپریشن یا ٹینشن نے رفتہ رفتہ ان لوگوں سے ان کی
راتوں کی پرسکون نیند چھین لی تھی، جس کی وجہ سے بالآخر وہ ہڈیوں
اور جوڑوں میں درد کے عارضے میں بھی مبتلا ہو گئے۔

پیاز

ذیابیطس کے علاج میں مدد کرتی ہے

کے لفظ "انس" "Unus" سے نکلا ہے، جس کے معنی
ہیں "ایک"۔۔۔! قدیم مصری پیاز کی پرت دار گانٹھ کو
کائنات کی علامت سمجھتے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ پیاز
بدروحوں کو بھگا دیتی ہے۔ وہ جب کسی بات
پر قسم کھاتے تھے وہ اپنا ایک ہاتھ پیاز
پر رکھتے تھے۔ یونانی مؤرخ ہیر
ڈوٹس کے مطابق پیاز ان
غلاموں کو کھلائی گئی تھی،
جنہوں نے ابراہم مصر تعمیر
کئے تھے۔

چینی سیاہ بیون ساٹنگ کا کہنا
ہے کہ قدیم ہندوستان کے لوگ پیاز
سے پرہیز کرتے تھے۔ ایک اور چینی سیاح
آئی سنگ نے بھی اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ
ہندوستان کے لوگ پیاز کو کیوں ناپسند کرتے تھے۔ اس
نے لکھا ہے کہ ہندوستانیوں کا خیال یہ ہے کہ پیاز کو کسی
طرح سے بھی کھانے سے درد پیدا ہوتا ہے، نظر اور جسم
بھی کمزور ہوتا ہے۔

برصغیر میں پیاز کا امیرانہ استعمال مغلوں کے دور سے
شروع ہوا۔ اکبر کے عہد میں پیاز غریب مزدوروں اور
کسانوں کی تھالی سے اٹھ کر امراء کے دسترخوانوں تک
پہنچی۔ اس کے بعد

یہاں سے یہ
باورچی

پیاز
صرف
آپ کے کھانوں کی لذت
بلکہ اس کے اندر بے شمار معالجاتی
خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔

کڑوے کر لیے اور جاسن کی
طرح پیاز میں بھی شوگر کو کم
کرنے کے خواص موجود ہیں
اور اس کو ذیابیطس کے معاون
علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا
ہے۔ پیاز خون کی نالیوں میں عمر
رسیدگی کے باعث ہونے والی
تبدیلیوں کو روکتی ہے اور اس طرح
دل صحت مند اور متحرک رہتا ہے۔ پیاز

دافر مقدار میں استعمال کرنے والے افراد میں پیٹ کے
کینسر کے امکانات 50 فیصد کم ہو جاتے ہیں۔

پیاز کو کاشت کی جانے والی قدیم ترین بوٹی سمجھا جاتا
ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں زمانہ قدیم سے پیاز کو ایک دوا
کے طور پر تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ انسانی جسم پر پیاز کے
اثرات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ پیاز زخموں کو مند مل کرنے
میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

اس کا ذکر تقریباً تمام قدیم اقوام کی لوک داستانوں،
اساطیر اور روایات میں
موجود ہے۔ پیاز کو انگریزی

میں اونین
(Onion) کہتے
ہے۔ یہ لفظ لاطینی زبان

Medora
Perfumed Talc

خوشبو جو دل کو بہائے
تازگی جو ہر کوئی چاہے

عشوبوگی دنیا کے 5 شگفتہ احساس



میڈورا پرفیومڈ ٹالک کی تازگی جگاتی خوشبوؤں سے ملے آپ کو
مہکتا، فریش احساس جو ہے دن بھر آپ کے ساتھ۔

MEDORA OF LONDON

متاثر کرتی ہے اور اس کے لیے بلڈ شوگر کے فوری اور زیادہ
بہتر کنٹرول کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ کنٹرول نہ کیے
جانے کی صورت میں یہ ماں اور بچے دونوں کو بری طرح
متاثر کر سکتی ہے۔

جڑی بوٹیوں کے ماہرین کا خیال ہے کہ ذیابیطس کا
علاج باورچی خانے میں موجود کڑوے کرپے اور جامن کی
طرح پیاز میں بھی بلڈ شوگر کم کرنے کے خواص موجود
ہوتے ہیں اور اسے ذیابیطس کے معاون علاج کے طور پر
استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر آپ ذیابیطس سے محفوظ رہنا
چاہتے ہیں تو پیاز کا استعمال زیادہ کیجیے۔ پیاز ہاضمے میں
مدد دیتی ہے اور یہ پیٹ کے درد کو اور ہاضمے کی تکلیف کو
دور کرتی ہے۔ ان تکالیف سے بچنے کے لیے ایک چھوٹا چمچ
پیاز کے عرق میں چنگی بھر پیٹنگ اور نمک ملا کر استعمال
کیجیے۔ یہ سادہ سی ترکیب آپ کے نظام ہضم پر حیران کن
اثر ڈالے گی۔ مزید برآں کھانے کے ساتھ کچی پیاز کے
استعمال قبض سے بھی محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ پیاز کے اینٹی
بیکٹیریل اور اینٹی فنگل خواص، پوائزنگ کو کنٹرول کرنے
میں بھی مدد دیتے ہیں۔ گرمیوں میں خاص طور سے پیاز کا
استعمال زیادہ کیجیے۔

خانوں اور دواؤں کی الماریوں کا ایک لازمی حصہ بن گئی۔
ایک برطانوی میڈیکل آفیسر انڈورڈ بالغور نے انیسویں
صدی کے وسط میں لکھا ”ہندوستان کے مقامی لوگوں کے
لیے پیاز ایک پسندیدہ سبزی ہے اور یہ سارے سالوں کا
ایک لازمی جزو ہے۔“ بیسویں صدی کے دوران پیاز کو
کھانوں کے ایک لازمی جزو اور سبزی کی حیثیت حاصل
رہی اور اب اکیسویں صدی میں بھی اس کی اہمیت میں
مزید اضافہ ہوا ہے۔ پیاز مغربی ایشیاء کی مقامی پیداوار ہے
یہ ایک مستقل طور پر اگنے والی بوٹی ہے۔ اس کی گانٹھوں
کی جسامت، شکل، رنگ اور بو بھی الگ الگ ہوتی ہے۔
برمودا اور اٹلی کی پیاز چٹنی اور بڑی ہوتی ہے اور ذائقے میں
بھی ذرا ہلکی ہوتی ہے۔ اسپین کی پیاز میں مٹھاس ہوتی ہے
اور یہ رسیلی اور بڑی ہوتی ہے۔ پیاز کا تعلق Liliaceae
خاندان سے ہے اور اس کا سائنسی نام Allium cepa
ہے۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ خشک پیاز پیدا کرنے
والے ملکوں میں چین، ہندوستان، امریکہ، روس، جاپان
اور ترکی شامل ہیں۔ مغربی ممالک میں پیاز پر وٹیمین کی
ہوئی دستیاب ہیں۔ یہ اہلی ہوئی مسالہ لگی ہوئی اور پاؤڈر کی
شکل میں دستیاب ہے۔

علاوہ ازیں پیاز کا بوتلوں میں بند جوس بھی ملتا ہے۔
پیاز میں 80 فیصد پانی، 11.6 فیصد کاربوہائیڈریٹس، 1.2
فیصد پروٹین، 1.7 فیصد لیپڈ، 0.18 فیصد کیشیم، 0.7 فیصد
فولاد اور 0.5 فیصد فاسفورس پایا جاتا ہے۔

پیاز الرجی اور سوزش میں بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ پیاز
ایک نہایت عمدہ گھریلو ڈاکٹر ہے اور تقریباً ہر بیماری کے
علاج میں مدد کرتی ہے۔ قدیم چین میں اسے نزلہ، زکام،
کان کے درد، جانوروں کے کاٹنے اور بارود سے جل جانے
وغیرہ کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔
gestational diabetes ذیابیطس حاملہ عورتوں کو

اولیاء اللہ کی تعلیمات کو عام کرنے

اور مثبت طرز فکر کی ترویج کے لیے

رُوحانی ڈائجسٹ

کی توسیع اشاعت میں تعاون فرمائیے۔

رُوحانی ڈائجسٹ

دستورِ حیات

فلک ناز

لذیذ اور مقناحیت سے بھرپور نئی ڈشز کی یہ ترکیبیں
آپ کے دسترخوان کی رونق میں اضافہ کر دیں گی۔



سوپ اسپیشل

چکن اینڈ کورن سوپ

اشیاء: چکن لیگ پیں دو عدد (صاف کر کے دھولیں)، مکھن چوتھائی کپ، تیل دو چائے کے چمچ، میدہ ایک کھانے کا چمچ، پیاز (چھوٹے سائز کی) ایک عدد (باریک چوپ کر لیں)، مرغی کی مینٹی ڈھائی کپ، شملہ مرچ (چھوٹے سائز کی) ایک عدد (بیج نکال کر باریک چوپ کر لیں)، ٹماٹر بڑے سائز کے دو عدد، چھلکا اتار کر باریک چوپ کر لیں، ٹماٹو پیسٹ دو چائے کے چمچ، مکئی کے دانے (اُبلے ہوئے) ایک کپ، اور یگانو پاؤڈر ایک چمچی، دھنیا پاؤڈر چوتھائی چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، سیاہ مرچ پاؤڈر حسب ضرورت، ہرا دھنیا چوپ کیا ہوا، حسب ضرورت (گارنش کے لیے)۔

ترکیب: سوس پین میں تیل اور مکھن ڈال کر گرم کریں اور اس میں پیاز ڈال کر فرائی کریں۔ اس کے بعد اس میں چکن لیگ پیں ڈال کر چمچ چلائیں

اور گوشت کی رنگت گولڈن براؤن ہونے تک فرائی کریں۔ میدہ ڈال کر چمچ چلائیں اور ایک سے دو منٹ تک فرائی کریں۔ فرائی کرنے کے بعد مرغی کی مینٹی ڈال کر ایک مرتبہ اُبالیں، اس کے بعد ڈھکن ڈھک کر ہلکی آگ پر پانچ منٹ تک پکائیں۔ شملہ مرچ، ٹماٹر، ٹماٹو پیسٹ، مکئی کے دانے، اور یگانو پاؤڈر دھنیا پاؤڈر، نمک اور سیاہ مرچ پاؤڈر شامل کر کے چمچ چلائیں اور ڈھکن ڈھک کر مزید تین منٹ تک پکائیں۔ گوشت جب اچھی طرح گل جائے تو اسے سوس پین سے نکال کر ہڈی الگ کر کے باریک ریشے کر لیں اور اسے سوس پین میں ڈال کر آمیزے کے ساتھ مکس کریں۔ ڈھکن ڈھک کر دھیمی آگ پر دو سے تین منٹ تک پکائیں۔ مزید ارچکن

اینڈ کارن سوپ تیار ہے سرورنگ باؤل میں نکالیں اور ہر ادھنیا سے گارنش کر کے کرشی بریڈ کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

بیف اینڈ اونین سوپ

اشیاء: مینٹی دو کپ، گوشت 250 گرام، پیاز (چوپ کر لیں) ایک عدد، سویا سوس تین کھانے کے چمچ، سیاہ مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، چلی سوس دو کھانے کا چمچ، میکرونی (اُبلی ہوئی) چوتھائی کپ، کادن فلور پیسٹ آدھا کپ، اینڈ ایک عدد (پھیٹ لیں)۔

ترکیب: گوشت میں نمک اور پانی ڈال کر اچھی طرح اُبال لیں (پانی اتنا ڈالیں کہ گوشت گلنے کے بعد بیج جانے



زندگی میں خوشیاں نامکمل کیوں...

کیا آپ ماں یا باپ بننے سے محروم ہیں؟
آپ کے پکھرے خوابوں کو پورا کرے



**AUSTRALIAN CONCEPT
INFERTILITY MEDICAL CENTER**

WE OFFER FREE CONSULTANCY. OPEN 7 DAYS A WEEK • • • YOUR DREAMS MAY COME TRUE!

FOR MORE INFORMATION: 0345-8266469, 0315-8266469

**HEAD OFFICE: 32-A, BLOCK 5, ROJHAN STREET, BILAWAL CHOWRANGI, BEHIND
BBQ TONIGHT, KEHKASHAN, CLIFTON, KARACHI.**

TEL: 021-35862353, 35862367, 35371452, 35371453

FAX: 021-35876907

E-MAIL: concept@cyber.net.pk

Or visit us at: www.acimc.org

**Connect with us
on FACEBOOK**

HYDERABAD: 022.278.0375 • MULTAN: 061.457.3227 • LAHORE: 0423.591.3588 • ISLAMABAD: 051.265.150

ORIENT MCCA

روزانہ کی خوشی

فروری ۲۰۱۲ء

جلد و بالوں کے مسائل

اس کالم میں جلد اور بالوں کے مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے۔ قارئین اپنے خطوط اس پتے پر بھیج سکتے ہیں۔

جلد اور بالوں کے مسائل۔ معرفت روحانی ڈائجسٹ D-1/7-1 ناظم آباد کراچی 74600

خوبصورت ہاتھ، پیر

سوال: چہرے کے مقابلے میں میرے ہاتھ اور پیر کالے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ہاتھ پیروں کی رنگت کچھ بہتر ہو جائے اور یہ نرم و ملائم بھی ہو جائیں۔

کر کے روزانہ سر پر لگائیں۔

متوازن غذا استعمال کریں اور دن میں تقریباً دس سے بارہ گلاس پانی پیئیں۔

جلنے کا نشان

سوال: بچپن میں رمضان میں افطاری بناتے ہوئے گرم تیل سے ہاتھ جل گیا، زخم تو ٹھیک ہو گیا مگر نشان باقی ہے۔

(شیم اختر۔ لاہور)

جواب: پیری اور نیم کی نرم اور تازہ 24 گرام کونپلوں کو 60 گرام دہی میں اچھی طرح پیس لیں۔ اس پیسٹ کو دن میں دو مرتبہ متاثرہ حصہ پر لگائیں۔



ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی

کیل مہاسے

سوال: میرے چہرے پر تیزی سے کیل مہاسے نکل رہے ہیں۔ میں نے بہت سے ٹوٹکے اور کریمیں استعمال کی ہیں لیکن کیل مہاسوں میں کمی کے بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔

(نورین ریاض۔ ملتان)

جواب: چہرے کی جلد کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ غذا میں چکنائی کا استعمال کم کر دیں۔ خربوزے کے خشک چھلکے

کے چھ لیموں کا رس اور ایک کھانے کا چمچ شہد لے کر اچھی طرح ان تمام اشیاء کو مکس کر لیں۔ اس آمیزے کو ہاتھوں اور پیروں پر لگا کر ایک گھنٹہ ایسے ہی رہنے دیں پھر تازہ پانی سے دھو لیں۔

گنجاپن

سوال: میری عمر 30 سال ہے۔ دو سال پہلے تک میرے بال گنے اور خوبصورت تھے پھر تیزی سے بال جھڑنا شروع ہو گئے۔ اب سرد میان سے گنجا ہو گیا ہے۔ بہت سے تیل اور شیپو استعمال کیے مگر فائدہ نہیں ہوا۔

(ناصر جمال۔ فیصل آباد)

جواب: 40 گرام انگوٹھ کا رس یا سبز عمدہ کشمش لے کر 24 گرام ایلویرا کے ساتھ کھل کر پیس لیں۔ پانی میں اس کا پیسٹ تیار

فروری ۲۰۱۲ء

عظیمی

کے اعتماد کے ساتھ

بالوں کی حفاظت کا قدرتی طریقہ

سین ریز
ہربل شیمپو



عظیمی کی تیار کردہ ہربل پروڈکٹس قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں۔

کراچی: فون: 021-36604127

روحانی ڈائجسٹ

سانولی رنگت

کو

نکھارنے کے چندراز

طرح جلد پر کوئی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ سانولی جلد کی حفاظت اور خوبصورتی کے لیے ایٹن سب سے بہترین ہے جو برسوں سے حسن کی حفاظت میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔ ایٹن بنانے کا طریقہ نہایت آسان ہے۔ رات کو چھنے کی دال دھو کر بھگو دیں۔ صبح ہلدی درمیانے

نکڑے کے ساتھ پیس لیں۔ پیسٹ بن جائے تو کالج کے پیالے میں ڈال کر لیموں کا رس ایک چمچ اس میں شامل کر دیں، اب اس مرکب کو چہرے پر ملیں۔ اسے چہرے پر تب تک لگا رہنے دیں جب تک

اچھی خاصی جلد کو بھی دودھ یا سفید کرنے کی دھن پوری دنیا میں اس حد تک پھیل چکی ہے کہ اس سے چھٹکارا ممکن نظر نہیں آتا۔ ناصرف خواتین بلکہ مرد بھی آئے روز رنگ گورا کرنے کے نسخے آزما تے نظر آتے ہیں۔ لڑکیوں میں تو خاص طور پر یہ عادت اس قدر پھیل چکی ہے

کہ ان کے سامنے جو بھی رنگ گورا کرنے والی کریم آتی ہے وہ اپنے چہرے پر اس کی طبع آزمائی ضرور کرتی ہیں۔ چاہے جلد دانوں سے بھر جائے یا پھر اچھی خاصی نرم و ملائم جلد کھروری اور دھبے دار ہو جائے، اس کی پروا نہیں کی جاتی۔

اس ساری کشمکش میں اور بھاگ دوڑ میں اکثر لڑکیاں یہ بھول جاتی ہیں کہ ملکی سانولی رنگت کی اپنی ایک خوبصورتی اور جاذبیت ہے جو سفید رنگ میں نہیں ہوتی۔ سانولی رنگت خدوخال کو نمایاں کرتی ہے اور ایسی جلد بھی نہایت شاندار ہوتی ہے کیونکہ اس پر داغ دھبے موجود نہیں ہوتے۔

سانولی رنگت والی ایسی لڑکیاں جو اپنے کمپلکشن سے فکر مند رہتی ہیں ان کے لیے ہم چند ایسے قدرتی طریقے لے کر آئے ہیں جس سے سانولی جلد میں قدرتی طریقے سے نکھار لایا جاسکتا ہے۔

سانولی جلد ہو یا پھر گوری۔ اس کی اصلی حفاظت صرف قدرتی طریقوں سے ہی ممکن ہے کیونکہ اس

فروری ۲۰۱۲ء

Skin & Hair Care

خشک جلد

سوال: سردیوں کے آتے ہی جلد خشک ہو کر اس پر لکیریں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ کولڈ کریمیں اور موسچر انڈر کے استعمال سے جلد کی رنگت کالی پڑ جاتی ہے۔ کوئی آسان سستا اور گھریلو نسخہ بتائیے....؟

(طاہرہ خان۔ ملتان)

جواب: خشک جلد کے لیے مختلف پھلوں کے چھلکے بہت مفید رہتے ہیں چونکہ ان میں تیل ہوتا ہے۔ جو خشک جلد کو تروتازہ رکھتا ہے۔ لیموں، نارنگی، چکوترے کے چھلکوں کا تیل جلد کو ملائم و بخشتا ہے۔

گریپ فروٹ اور سنگترے کے چھلکے ایک حصہ، چار حصے ابلّا ہو پانی ملا دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر اسے فریج میں رکھ دیں۔ پھر چھلکے نکال دیں۔ پانی سنبھال کر فریج میں رکھ لیں یہ ایک اچھا فیس ٹانک ہے۔ جو خشک جلد کو تراوٹ دیتا ہے اور اس کی تازگی بحال کرتا ہے۔



درخت لگائیے.....
صحت بنائیے.....
سکون پائیے.....

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بویے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔“ (بخاری؛ مسلم)

لیں انہیں ہموزن دال مونگ اور چنے کے آٹے میں ملا کر باریک پیس لیں۔ یہ پاؤڈر 100 گرام دہی میں ملا کر پھینٹ لیں۔ اس کا پتلا سالیپ روزانہ سونے سے قبل چہرے پر کیجیے۔

بالوں کا گرنا

سوال: میری عمر 24 سال ہے۔ میرے بال تیزی سے گر رہے ہیں۔ بال اسی طرح گرتے رہے تو بہت جلد سر بالوں سے خالی ہو جائے گا۔ کچھ لوگوں کے مشورے سے صابن کا استعمال بھی کم کر دیا ہے مگر بال گرنے کا سلسلہ ختم نہیں رہا۔

(وسیم احمد۔ حیدر آباد)

جواب: بالوں کے گرنے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ مثلاً غیر متوازن غذا، کھار پانی اور خشکی وغیرہ۔ بیری کے پتے رات بھر پانی میں بھگوئے رکھیں۔ صبح اٹھ کر اس پانی سے سر دھولیں۔ اس کے علاوہ بیری اور نیم کے پتوں کا لیپ تیار کر کے سر میں لگانا بھی فائدہ مند رہتا ہے۔ اس سے بال لمبے، نرم و ملائم اور چمکیلے ہو جاتے ہیں۔

ہونٹ

سوال: سردیوں کے آتے ہی ہونٹ پھٹنے لگتے ہیں۔ کولڈ کریم استعمال کرنے سے ہونٹوں کی رنگت کالی ہو جاتی ہے۔

(مسرت جمیل۔ اسلام آباد)

جواب: مٹھی بھر گلاب کی پتیاں، آدھا لیموں کا رس، ایک چمچ گلیسرین، دو چمچ شہد اور ایک چمچ زعفران۔

گلاب کی پتیوں کے علاوہ تمام اجزاء کو اچھی طرح مکس کریں۔ پتیاں توڑیں اور انہیں بھی اس مرکب میں شامل کر دیں، اب اس مرکب کو شیشے کی بوتل میں بھر لیں اور رات کو سونے سے پہلے ہونٹوں پر لگائیں، صبح تازہ پانی سے ہونٹ دھولیں۔ اس کے استعمال سے ہونٹ نرم و ملائم اور خوبصورت ہو جائیں گے۔

روحانی ڈائجسٹ

شیر خوار بچوں کے لیے غذا کی اہمیت

بچے کی عمر کے پہلے برس کے دوران اسے مناسب اور بھرپور غذائیت کی حامل خوراک فراہم کرنا، نہایت اہم ہے کیونکہ اس سے جو توانائی حاصل ہوتی ہے، وہ بچے کی آئندہ زندگی اور نشوونما پر نہایت گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔

شیر خوارگی کے دور میں بچے کی جسمانی نشوونما کی رفتار، بقیہ تمام عمر کی رفتارِ نمو سے تیز ترین ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ یوں کر لیں کہ اگر بچے کو مناسب غذا درست طریقے سے دی جا رہی ہو، تو پیدائش کے وقت اس کا جتنا وزن ہوتا ہے، صرف چھ ماہ کی عمر میں یہ وزن دگنا اور سال بھر کی عمر میں یعنی پہلی سالگرہ کے وقت تین گنا ہو جاتا ہے۔ بچے کی عمر کے پہلے برس میں سب سے بہتر، موزوں اور مثالی خوراک ماں دودھ ہے۔ پیدائش سے لے کر چار تا چھ ماہ کے عرصے تک، یعنی جب تک کسی ٹھوس غذا کا آغاز نہ ہو، ماں کا دودھ بہترین خوراک ہے۔

ہر فرد چاہتا ہے کہ اس کے بچوں کی جسمانی نشوونما بہتر سے بہتر ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی غذائی ضروریات کا خاص خیال رکھا جائے۔

نشاء انوار

غذا کو پانچ بنیادی گروپس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے ان کا تذکرہ:

- 1۔ پھل اور سبزیاں، 2۔ نشاستہ، 3۔ چکنائی اور شکر، 4۔ لحمیات (پروٹین) 5۔ معدنیات

بچوں کو تازہ پھل اور تازہ سبزیاں ضرور دیجیے۔ ان سے ریشہ، حیاتین اور معدنیات حاصل ہوتی ہیں اور امراضِ قلب اور سرطان سے تحفظ ملتا ہے۔ ریشہ ہاضمے کا عمل درست رکھتا ہے۔ سبزیوں اور پھلوں میں موجود وٹامن، پکانے سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اس لیے سبزیوں اور پھلوں کو اگر پکانا ہو تو کم سے کم حرارت پہنچائیے۔ اُلی ہوئی،

سوکھ نہ جائے۔ بعد ازاں چہرے کو ٹھنڈے پانی سے دھو لیں، اس اثنا سے سانولی رنگت نکھر کر گلاب کی طرح ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ اگر بیٹھے باہم پیس کر دودھ یا ملائی کے ساتھ پیسٹ بنا کر چہرے پر لگائیں اور پندرہ بیس منٹ تک لگا رہنے کے بعد مل کر اتار لیں تو اس سے بھی جلد چمک اٹھتی ہے اور رنگت کھل جاتی ہے۔

یہ ایسے طریقے ہیں جن کے لیے نہ تو آپ کو بیوٹی پارلر جانے کی اور نہ ہی بڑی رقم خرچ کرنے کی ضرورت پڑے گی۔

آپ کچن میں کام کرتے ہوئے تھوڑی سی محنت سے اپنی جلد میں قدرتی نکھار لاسکتی ہیں۔

مثلاً کھانا بناتے ہوئے پالک یا کوئی بھی سبزی کو ابالنے کے بعد اس کے پانی کو محفوظ کر لیں پھر اس کو ٹھنڈا کر کے چہرے پر ملیں چہرہ چمک اٹھے گا۔ دہی چہرے پر ملیں اور دس منٹ بعد چہرہ پانی سے دھو لیں یا پھر کھانے کی میز صاف کرتے ہوئے میز پر بچے ہوئے پھلوں کو مکس کر کے جو س نکال کر چہرے پر لگائیں اور پھر دس منٹ بعد چہرہ دھو لیں آپ دیکھیں گی کہ یہ دونوں نسخے کس قدر کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

گرمیوں میں دھوپ میں نکلنے سے رنگت سیاہ پڑ جاتی



کافی سے حاملہ خواتین کی صحت کو خطرہ

امریکی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ماں بننے والی خواتین اور ان کے ہونے والے بچے کی صحت کے لیے کافی خطرہ بن سکتی ہے۔ سائنسدانوں نے مشورہ دیا ہے کہ حاملہ خواتین زیادہ کافی پینے سے گریز کریں۔

ایک سال سے کم عمر بچے کے لیے ممنوع غذائیں

ایک سال سے کم عمر بچے کو مندرجہ ذیل اشیاء نہیں دیجیے۔
انڈے کی سفیدی اور مونگ پھلی کا مکھن نہیں دیجیے، اس سے بچے کو الرجی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ٹھنڈے مشروبات (بیوریجز) بھی نہیں دیں، ان میں شکر یا کیفین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ سافٹ ڈرنکس، چائے، کافی، نباتاتی چائے (ہربل ٹی) کول ایڈ، اور دوسرے پھلوں کے مشروبات بھی نہ دیں، ان میں بھی شکر کی زیادہ مقدار ہوتی ہے، جو اس عمر کے بچوں کے لیے موزوں نہیں۔

بچے کو پہلی ٹھوس خوراک کے طور پر بہتر ہوگا کہ چاول کا دلیہ دیجیے۔ چند دن بعد بچے کو کسی بھی اناج کا پکا ہوا دانہ ایک ایک کر کے دیا جاسکتا ہے۔ مختلف اناجوں کا تجربہ ایک ایک کر کے کیجیے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ بچے کو کسی اناج سے الرجی تو نہیں۔ چار سے چھ ماہ کی عمر میں صرف ایک سے دو (کھانے کے) چمچ دلیہ دن میں ایک بار دیجیے۔ دلیے کو بوتل میں نہ ڈالیے۔ سات سے نو ماہ کی عمر میں ماں کے دودھ کے ساتھ انڈے کی زردی، گوشت کا شوربہ، اہلی ہوئی پھلیوں کے دانے، کالج پیئر، تھوڑی مقدار میں دیے جاسکتے ہیں۔ آٹھ سے دس ماہ کی عمر میں بچے کو مسلی ہوئی غذا دینا شروع کریں تاکہ وہ چباناسکھ سکے۔ جب بچے کے دانت نکلنے لگیں تو اسے خشک ڈبل روٹی یا توست دیجیے۔ اسے ایسی سخت غذا نہ دیجیے جو اس کے منہ میں گھل ہی نہ سکے۔ یہ غذائیں بچے کے حلق میں پھنس سکتی ہیں۔ دس سے بارہ ماہ کی عمر میں بچے خود اپنے ہاتھ سے غذا اٹھا کر کھانے لگتا



پنیر اور روٹی کے پھنس جائے مثلاً انگور کے علاوہ بچے جب کوئی شے کھا رہا ہو تو اسے اکیلا چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔
ملک کی فراہمی سے آپ کے بچے کی مطلوبہ غذائی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ چاول اور سادہ پھل اور سبزیوں کا شوربہ دیں مثلاً آلو اور گاجر کا شوربہ، سیب اور ناشپاتی کا شوربہ، یا پھر کچلے ہوئے کیلے استعمال کروا سکتی ہیں۔
چھ سے نو ماہ کی عمر تک بیشتر بچے، دن میں ایک بار

دالوں، گری والے خشک پھلوں میں بھی لحمیات کی مقدار خاصی ہوتی ہے۔

لوہا (آئرن) آپ کی خوراک کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ بات کم دلچسپ اور کم اہم نہیں کہ نباتاتی غذا سے اس کا حصول خاصاً ”در دسر“ ہے۔ ”آئرن کی کمی“ سب سے زیادہ عام غذائی کمی ہے۔ بچے پیدائش کے وقت قدرتی طور پر اپنے اندر آئرن کا ایک ذخیرہ لے کر دنیا میں آتے ہیں جو ان کی عمر کے ابتدائی چھ ماہ تک ان کا ساتھ دیتا ہے۔ جب یہ ذخیرہ استعمال ہو کر ختم ہو جاتا ہے تو بچے کے لیے صرف ایک راستہ رہ جاتا ہے کہ وہ مزید مطلوبہ آئرن کو اپنی خوراک سے حاصل کرے۔ جو آئرن کی سب سے زیادہ حاصل اور جزو بدن بن سکتا ہے، وہ گوشت سے جو حاصل ہونے والا آئرن ہے، جبکہ نباتاتی غذاؤں سے جو آئرن حاصل ہوتا ہے، وہ خاصی دیر میں اور مشکل سے جزو بدن بن پاتا ہے۔

کیمیشیم صحت برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے، خصوصاً بچوں کی ہڈیوں کی نشوونما اور قد بڑھانے کے لیے کیمیشیم بالکل وہی حیثیت رکھتا ہے جو کسی عمارت کی تعمیر کے لیے سیمنٹ کی ہے۔ اگر کسی وجہ سے ماں کا دودھ فراہم نہ کیا جاسکے تو فارمولہ ملک یا انفینٹ فارمولہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، مگر اس کے لیے خاندانی معالج کا مشورہ اور اس کی ہدایات پر عمل لازمی ہے۔

یہ کیمیشیم ہی ہے جس کی بدولت آپ کے بچے کے دانت بھی تشکیل پاتے ہیں، یہاں جو بات اہم ہے اور یاد رکھنے کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ چھوٹے بچے کی غذائی ضروریات زیادہ ہوتی ہیں اور انہیں بڑی عمر کے افراد کے مقابلے میں لحمیات (پروٹین) اور کیمیشیم زیادہ مقدار میں درکار ہوتا ہے۔

چار تا پانچ ماہ کی عمر تک ماں کے دودھ یا فارمولہ

بھاپ دی ہوئی یا معمولی سی تلی ہوئی سبزیاں بہتر ہیں یا پھر انہیں سلاڈ کے طور پر کچائی کھلائیے۔

نشاستے والی غذاؤں میں ہر قسم کی روٹیاں، چاول، چپاتی، آلو، شکر قندی، دلیے، پاستا، نوڈلز، جو وغیرہ شامل ہیں۔ ان کو ہم ایندھن فراہم کرنے والی غذاؤں کہہ سکتے ہیں۔ یہ ہمیں توانائی فراہم کرتی ہیں جو جسمانی افعال انجام دینے کے لیے ضروری ہے۔ ہمارا جسم غذا سے حاصل ہونے والے نشاستے کو گلوکوز اور گلائی کو جن میں تبدیل کر دیتا ہے۔ گلوکوز فوری توانائی فراہم کرتا ہے جبکہ گلائیکو جن، جگر میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق ہماری توانائی کی روزانہ ضرورت کا پچاس فیصد حصہ نشاستے کی مدد سے پورا ہونا چاہیے۔

چکنائی اور شکر، ہمیں مختلف غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے مثلاً ایک، بسکٹ، نمکو، مٹھائیاں، ٹائیاں، چاکلیٹ، پڈنگ، کریم، آئس کریم، مایونیز اور تلی ہوئی غذاؤں۔ بچوں کو چکنائی اور شکر والی غذاؤں دیتے ہوئے اعتدال سے کام لیں۔ چکنائی ہمیں لازمی گھی ترشے یعنی فیٹی ایسڈ فراہم کرتی ہے جو اعصابی نظام کے درست کام کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ مچھلی سے حاصل ہونے والا تیل زیادہ بہتر ہے۔ سورج مکھی اور زیتون کا تیل بھی اچھا ہے۔

لحمیات (پروٹین) ہمارے جسم کی تعمیر کرتی ہیں۔ ان کی حیثیت وہی ہے جو گھر کی تعمیر میں اینٹوں کی ہوتی ہے۔ بچوں کا جسم بڑھ رہا ہوتا ہے تو انہیں پروٹین کی خاص طور پر ضرورت ہوتی ہے۔

اگر کبھی خدا نخواستہ چوٹ لگنے سے جسم کا کوئی حصہ زخمی ہو جائے تو متاثرہ عضلات اور نشوز کی بحالی میں لحمیات کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔

بکری، گائے، مرغی، مچھلی کے گوشت، انڈوں میں لحمیات وافر ہوتی ہے۔ کئی سبزیوں مثلاً مٹر،

عظیہ

کے اعتماد کے ساتھ

موٹاپے سے نجات

ہربل ٹیبلٹ

مہر زلین



بڑھا ہوا پیٹ گھٹانے وزن کم کرنے کے لئے
قدرتی اجزاء سے تیار کردہ عظیہ کی ہربل ٹیبلٹ مہر زلین

عظیہ کی تیار کردہ ہربل پروڈکٹس قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں۔

کراچی: فون: 021-36604127

رومانی ڈائجسٹ

حالات نے میری مسکراہٹوں کو آہوں میں بدل کر مجھے
مصائب و آرام کی راہوں پر ڈال دیا..... نسرین آپا

ایک ایک کر کے تمام بہن بھائی ساتھ چھوڑ گئے۔ آخر مجھے بھی اپنے گلشن کو اس طرح
چھوڑنا پڑا کہ رخصت کرنے والے ہاتھ میرے سر پر نہ تھے۔

والدین کی شفقت سے محسوس بچوں کی دلجوئی اب میرا مقصد حیات
ہے۔ میں ان کے مرجھائے ہوئے چہروں پر مسکراہٹ لانا چاہتی ہوں....

”میں ابھی پانچ برس کی ہی تھی کہ گردشِ دوراں نے
میری مسکراہٹوں کو آہوں میں بدل کر مجھے مصائب و آلام
کی راہوں پر ڈال دیا۔ میں ان انجانی
پگھلندہ یوں پر حیران و
پریشان چلتی رہی۔“

وہ شخص جو ہمیشہ خوش رہتا ہے اور بڑی سے بڑی
آفت آجانے پر بھی جس کے چہرے پر برابر خوشی رہتی
ہے۔ جو کبھی بھی اور کسی بھی ماحول میں ڈکھی اور مایوس
نہیں ہوتا۔ ایسا شخص ان لوگوں کے لیے مثال ہوتا ہے جو
مایوس ہو کر اپنا حوصلہ کھو چکے ہوتے ہیں۔ جن کی امید
ناامیدی میں بدل چکی ہوتی ہے اور جو خود کو بے سہارا سمجھنے
لگتے ہیں، نسرین آپا کی شخصیت ان مایوس اور کم ہمت
لوگوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

ذرا چشمِ تصور سے ان خاتون کو دیکھیے! جنہوں
نے مصائب و آلام میں بھی صبر کا دامن ہاتھوں
سے جانے نہیں دیا۔

ہم نے نسرین آپا سے ان کی زندگی
کے نشیب و فراز اور جدوجہد کے بارے میں پوچھا
تو وہ کچھ دیر خاموشی سے فرش کو تکتی رہیں، ایسا معلوم
ہو رہا تھا کہ وہ بیٹے ہوئے دنوں کی یادوں کو ذہن میں تازہ
کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

کچھ سکوت کے بعد نسرین آپا
دیسے انداز میں گویا ہوئیں۔



گلشن کو خدا حافظ.....

نوروری ۲۰۱۲ء

اس امید پر شاید کبھی سکون کی منزل مل سکے۔

میرے والد ایک پرائیویٹ فرم میں اچھے عہدے پر فائز تھے۔ وہ ہمارے عروج کا زمانہ تھا۔ گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ ہم چار بہنیں اور تین بھائی تھے۔ ایک بھائی کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ میں سب سے چھوٹی تھی۔ وقت بڑے مزے سے گزر رہا تھا مگر زمانہ کہاں ایک سار ہوتا ہے، ہمارا نشین بھی تغیر کی لپیٹ میں آیا اور ہماری دنیا تہہ و بالا ہو گئی۔

بڑے بھائی جو کہ ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ چند روز بیمار رہنے کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ امی جوان بیٹے کی موت کی تاب نہ لا کر اپنے بیٹے سے جا ملیں۔ گردشِ دوراں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ امی کی وفات کے ایک سال بعد ہی ابو بھی ٹریفک حادثے میں ہمیں اکیلا چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

”ابو اور بڑے بھائی کی موت کے بعد آپ کا سہارا کون بنا....؟“ ہم نے نسرین آپا سے پوچھا تو وہ کہنے لگیں ”ابو کے انتقال کے بعد گھر اور ہم بہنوں کی، ہر طرح کی ذمہ داری بھائی رحیم پر آپڑی۔ جن کی عمر صرف انیس سال تھی۔ وہ دو بہنوں سے چھوٹے تھے۔ انہیں دنیا کا کوئی تجربہ نہ تھا مگر حالات کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ باجی شادی شدہ تھیں۔ ان کے مشورے سے دونوں بہنوں کی شادیاں کر دی گئیں اور اس طرح کسی حد تک ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

اس چھوٹی سی عمر میں بھائی رحیم پر اس قدر بوجھ نے اسے بہت کمزور کر دیا تھا۔ دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح بھی چھوڑ دی تھی۔ تعلیم کا سلسلہ بھی ختم کرنا پڑا اور وہ خواہش کے باوجود ایم اے کرنے سے قاصر رہ گئے۔ انہوں نے ایک پرائیویٹ ادارے میں ملازمت اختیار کر لی۔ وقت گزاری کا ذریعہ تو انہیں مل گیا مگر ذہنی

انجھنوں اور پریشانیوں میں کوئی کمی نہ آئی۔

بھائی رحیم مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ میرے منہ سے نکلی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتے۔ انہوں نے مجھے ماں، باپ، بہن اور بھائی سب کا پیار دیا۔ ایک دن بھائی رحیم کو بھی کسی موذی بخار نے آلیا۔ صدمات نے بھائی رحیم کو پہلے ہی کمزور کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس بیماری کا مقابلہ نہ کر سکے اور بالآخر بھائی رحیم بھی اپنی بہن کو چھوڑ کر امی، ابو کے پاس چلے گئے۔

”نسرین آپا یکے بعد اتنے حادثے اور پھر بھائی رحیم کی موت کو آپ نے کس طرح برداشت کیا ہو گا....؟“ ہم نسرین آپا پر ٹوٹنے والے مصائب کو جان کر نمیدہ ہو گئے۔

نسرین آپا کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تیرنے لگی ”بھائی رحیم کی وفات کے بعد مجھے اپنے آبائی گھر کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہنا پڑا کیونکہ میری کفالت باجی نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ وہ ایک قیامت خیز گھڑی تھی جب میں اپنے اس گھر سے رخصت ہو رہی تھی جہاں والدین کے ساتھ گزرے اچھے دنوں کی داستانیں مدفون تھیں۔ میں باجی کے ہمراہ ان کے گھر چلی آئی۔“

”آپ کو اس نئے ماحول میں خود کو ایڈجسٹ کرنے میں مشکل تو پیش نہیں آئی....؟“ ہمارے سوال کے جواب میں نسرین آپا بولیں ”باجی کے گھر کا ماحول میرے لیے ب نیا تھا۔ مگر اب مجھے مستقبل طور پر یہاں رہنا تھا۔ امی، ابو بھائی، رحیم اور منجھلی باجی سبھی نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور میں تنہا رہ گئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سانس کی آمد و رفت ہمیشہ کے لیے رُک جائے گی مگر وقت کی چکی میں اپنے کے لیے مجھے ابھی زمرہ رہنا تھا۔“

”نسرین آپا! ان حالات کا مقابلہ آپ نے کیسے کیا....؟“ ہم نے سوال کیا۔

نسرین آپا نے جذباتی انداز میں ہمارے سوال کا جواب یوں دیا ”میری توجہ صرف ایک مرکز پر مرکوز ہو کر رہ گئی تھی کہ مجھے تعلیم حاصل کر کے اپنے پاؤں پر جلد از جلد کھڑا ہو جانا چاہیے۔ مسلسل ناسازگار حالات نے مجھے کافی حساس بنا دیا تھا۔ میں لوگوں کے کام آنا چاہتی تھی۔ اس کے پیش نظر میں ساری دنیا سے بے نیاز ہو کر اپنی پڑھائی کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گئی۔ میں نے ایف، اے کا امتحان پاس کیا۔

حالات کے پیش نظر تعلیم جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ میں ٹیچر بننا چاہتی تھی لہذا سی ٹی کی تربیت حاصل کی۔ اب ملازمت کا سوال سامنے آیا۔ میرا کوئی سفارش کرنے والا نہ تھا۔ خدا ہی میرا حامی و ناصر تھا۔ اللہ کا نام لے کر ٹیچر کے انٹرویو میں بیٹھ گئی، انٹرویو بہت اچھا ہوا اور ایک ماہ بعد مجھے بے سہارا بچوں کے لیے قائم ایک اسکول میں ملازمت مل گئی۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ ساری دنیا کی نعمتیں مجھے مل گئی ہوں۔ یہ میری زندگی کا نیا دور تھا۔ اللہ کا نام لے کر میں نے بچوں کی تعلیم و تربیت کا آغاز کر دیا۔“

”نسرین آپا بچوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہوئے آپ کے احساسات کیا تھے....؟“

نسرین آپا ہمارے سوال پر کچھ دیر خاموش رہیں پھر گویا ہوئیں ”ہمارا اسکول شہر کے مضافاتی علاقے میں واقع ہے۔ یہاں بچوں کی اکثریت غریب اور بے سہارا طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ بے سہارا بچوں کی زرد رنگت، اُن کی پھکی مسکراہٹ، اُن کے پڑمردہ اور خاموش چہرے، اُن کا بوسیدہ لباس، اُن کی پلکوں پر لرزتے ہوئے آنسو اُن کے دکھوں پر سے پردہ اٹھانے کے لیے کافی تھے۔ میں نے اپنا فرض پہچانتے ہوئے اُن کی طرف پوری توجہ دی۔ والدین کی شفقت سے محروم بچوں کی دلجوئی میرا مقصد حیات

ہے۔ میں ان کے مرجھائے ہوئے چہرے نہیں دیکھ سکتی، انہیں ہنسا دیکھ کر مجھے سکون ملتا ہے۔ تقریباً پندرہ سالوں سے بے سہارا اور یتیم بچوں کے درمیان رہتے ہوئے ان میں خوشیاں بانٹنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ جب تک دم میں دم ہے میں جدوجہد کرتی رہوں تاکہ کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہے۔“



ایسے تمام خواتین و حضرات اور خصوصاً



بیرون ممالک کے قارئین کرام جنہیں ای میل کی سہولت حاصل ہے۔ وہ روحانی یوگ رائٹرز کلب، قندِ سخن، بچوں کا روحانی ڈائجسٹ، سائنس کارنر Q&A، روحانی سوال و جواب، روحانی ڈاک، محفلِ مرقبہ ۱۱ استفسارات کے لیے اپنے خطوط اور تجاویز، افق سے متعلق تحریریں، مضامین، رپورٹس، ڈوکیومنٹس، تصاویر اور دیگر فائلوں کی ایٹچمنٹ اپنی ای میل کے ساتھ درج ذیل ایڈریسز پر ایٹچ کر کے ارسال کر سکتے ہیں۔

roohanidigest@yahoo.com
اپنی ہر ای میل کے ساتھ اپنا نام، شہر اور ملک کا نام ضرور تحریر کریں۔
سرکولیشن سے متعلق استفسارات کے ساتھ اپنا رجسٹریشن نمبر لازماً تحریر کریں۔



اگرچہ وہ اپنے
بڑھاپے اور غربت
کا بہانہ بنا کر لوگوں

سو ہے یہ بی آدمی

کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے آسانی سے یومیہ تین چار
سوروپے بنور سکتی تھی، لیکن اس نے کبھی ایسا کرنے کے
بارے میں سوچا تک نہیں! کیونکہ وہ جانتی ہے کہ بھیک
مانگنے سے بہتر مر جانا ہے۔ اس لیے محنت کو اپنا اور ڈھنا
پھوننا لیا۔

ہم تذکرہ کر رہے ہیں ضعیف العمر سکینہ بی بی کا، جو
پچھلے 25 سال سے بچوں کی ٹافیاں، بسکٹ اور چھالیہ وغیرہ
فروخت کر رہی ہیں۔

اپنی ہستی
کو قائم رکھنے کے
لیے جدوجہد کرنا

قدرت کا اہل قانون ہے۔ جو لوگ سعی و کوشش سے
گریز کرتے ہیں ان کی ہستی مٹ جاتی ہے۔ ایسا ہی ایک
محنت کش پر عزم چہرہ جس کا وجود انتہائی نحیف و کمزور
ہو چکا ہے اور اس کی عمر 75 سال سے تجاوز کر چکی ہے۔
زندگی بھر اس نے خوشیاں کم اور غم بہت زیادہ دیکھے ہیں،
لیکن اس نے صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔
غربت و افلاس اور غموں کے پہاڑ نے اگرچہ اسے نڈھال
کر دیا، تاہم حوادثِ زمانہ اسے محنت سے نہ روک سکے۔

جب انسان اپنی خواہشات کو محدود اور ضرورتوں کو کم کر لیتا ہے
تو عمر بھر اور افلاس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔
75 سالہ محنت کش سکینہ بی بی

بیٹا آٹھ سال کی عمر میں ایسا گم ہوا کہ اب تک اس کا کہیں پتہ نہیں۔

بیروزگاری کا رونا رونے کے بجائے اگر نوجوان، سخت محنت، جتن اور صبر کا دامن
ہاتھ میں لے لیں تو انہیں ایک نہ ایک دن کامیابی ضرور حاصل ہوگی۔

فروری ۲۰۱۲ء

Hospitality is our tradition



SANGAM HOTEL



Muzaffarabad Azad Kashmir

Ph:058810-44094-44194-44195

45694-45695 Fax:42587

رودکانی ڈائجسٹ

P
A
R
A
D
I
S
E
O
N
E
A
R
T
H

لوگ سکینہ بی بی کو ان کی عمر کے لحاظ سے ”نانی“ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور وہ اطراف و اکناف کے علاقے میں کافی مشہور ہیں۔ سکینہ بی بی صبح کے وقت ایک اسکول میں صفائی کا کام کرتی ہیں اور شام کو بچوں کی اشیاء فروخت کرتی ہیں۔

ہم نے جب سکینہ بی بی کی اس عمر میں سخت محنت پر بات کرنا چاہی تو وہ پہلے راضی نہ ہوئیں، بولیں ”بیٹا میرے جیسے بہت سے لوگ محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں تو مجھ میں کیا خاص بات ہے جو آپ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“

لیکن ہمارے بے حد اصرار پر سکینہ بی بی اپنی رو داد خانے پر آمادہ ہو ہی گئیں۔

ہمارا پہلا سوال سکینہ بی بی سے یہ تھا کہ... ”آپ کو بچوں کی اشیاء فروخت کرنے کا خیال کیوں کر آیا...؟“

ہمارے سوال پر سکینہ بی بی اپنی چھوٹی سی دکان میں رکھی اشیاء کو بغور دیکھتے ہوئے بولیں:

”اللہ تعالیٰ نے اچھی شکل و صورت سے نوازا تھا، مگر غربت کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر پائی، حالانکہ مجھے کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ جب عمر میں سال ہوئی تو ایک رکشہ ڈرائیور کمال الدین سے میری شادی ہو گئی۔ کمال الدین عمر میں مجھ سے دس سال بڑا تھا۔ میں نے اپنی عمر کی لڑکیوں کی طرح اپنے شریک حیات کے بارے میں بہت بڑے بڑے تصورات ذہن میں بٹھالیے تھے کہ میرا شوہر انتہائی خوبصورت، وجیہہ اور دولت مند ہو گا۔ اس کا ایک عالیشان بنگلہ ہو گا اور اس بنگلے میں، میں راج کیا کروں گی.... غربت میں خواب تو دیکھے جاسکتے ہیں مگر ان کی تعبیر انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی۔ میں نے بھی مشرقی عورت کی طرح کمال الدین کو اپنا نصیب سمجھ کر

ماں، باپ کے فیصلے پر سر تسلیم خم کر دیا۔ یوں میں کمال الدین کے چھوٹے سے آشیانے میں دلہن بن کر آ گئی۔ کمال دل کے بہت اچھے تھے، میرا بہت خیال رکھتے، انہوں نے اتنی محبت دی کہ میں کسی شہزادہ کے تصور سے نکل کر کمال الدین کی حقیقی محبت میں کھو گئی۔ ایک روز کمال جلد گھر آنے کا کہہ کر گئے مگر شام اور پھر رات آ گئی مگر وہ گھر نہ لوٹے۔ دوسرے دن صبح جب ان کی لاش گھر پہنچی۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کمال الدین اس طرح مجھے اکیلا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلے جائیں گے، کمال کو کسی نے تیز دھار آلے سے قتل کر دیا تھا۔ پولیس نے مجھ سے پوچھا کہ کسی سے کمال الدین کی کوئی دشمنی تو نہ تھی۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ وہ تو انتہائی ملنسار شخص تھے، لوگوں کے کام آنے والے.... ان کی بھلا کسی سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔ ہم غریب لوگ کیس کی پیروی نہ کر سکے۔“

”سکینہ بی بی آپ کی اولادیں کتنی ہیں...؟“

ہمارے سوال پر سکینہ بی بی آب دیدہ ہو گئیں۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے بولیں ”میرا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

بیٹا تو آٹھ سال کی عمر میں ایسا گم ہوا کہ اب تک اس کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر چکا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ایک روز وہ ضرور آئے گا۔ میں ہر عید پر اس کا جوڑا خود اپنے ہاتھوں سے اس امید پر سیتی ہوں کہ وہ آتے ہی شور مچائے گا۔ اماں نماز میں دیر ہو رہی ہے، جلدی سے کپڑے دے دو۔

بیٹے سے بڑی دو بیٹیاں تھیں بڑے ارمانوں سے ان کی شادیاں کیں۔ دونوں ہی مجھے چھوڑ کر اپنے والد کے پاس چلی گئیں۔

ایک بیٹی زچگی کے دوران اس دنیا سے کوچ کر گئی۔

دوسری بیٹی جس کے دو بچے ہیں اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئی۔“

”سکینہ بی بی آپ اتنی سخت محنت کرتی ہیں۔ دن کو اسکول کی ملازمت اور شام میں بچوں کی چیزیں فروخت کرتی ہیں۔ کیا آپ کی گزر اوقات بہتر ہو جاتی ہے؟“

سکینہ بی بی فوراً بولیں:

”دیکھیے! عمر کی جمع پونجی تو اب ختم ہونے کو ہے۔ اس لیے ضرورت میں بھی محدود ہو گئیں ہیں۔ جو کام سے آمدنی ہوتی ہے اس کا ایک حصہ میں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتی ہوں۔“

سکینہ بی بی کا کم ہمت اور بے روزگاری کا رونا رونے والے لوگوں کے بارے میں کہنا ہے کہ ”میں خاص طور پر نوجوانوں سے کہنا چاہتی ہوں کہ وہ محنت سے جی نہ چرائیں۔ بڑی سنجیدگی سے علم حاصل کریں تاکہ ملک و

ملت کا نام روشن ہو سکے اور سماج میں انہیں ایک باعزت مقام حاصل ہو۔“

انہوں نے جذباتی انداز میں کہا کہ ”میں تو تعلیم حاصل نہ کر سکی مگر میری خواہش تھی کہ بیٹے کو تعلیم دلوں مگر وہ بھی کہیں چلا گیا۔“

سکینہ بی بی نا صرف ہمارے نوجوانوں کے لیے بلکہ ان ضعیف العمر حضرات کے لیے بھی ایک مثال ہیں جو ریٹائرڈ ہونے کے بعد مصروف نہیں ہیں۔ انسان کو مصروف رہنا چاہیے کیونکہ بیکاری اور بیروزگاری انسان کو کاہل اور بیمار بنا دیتی ہے۔

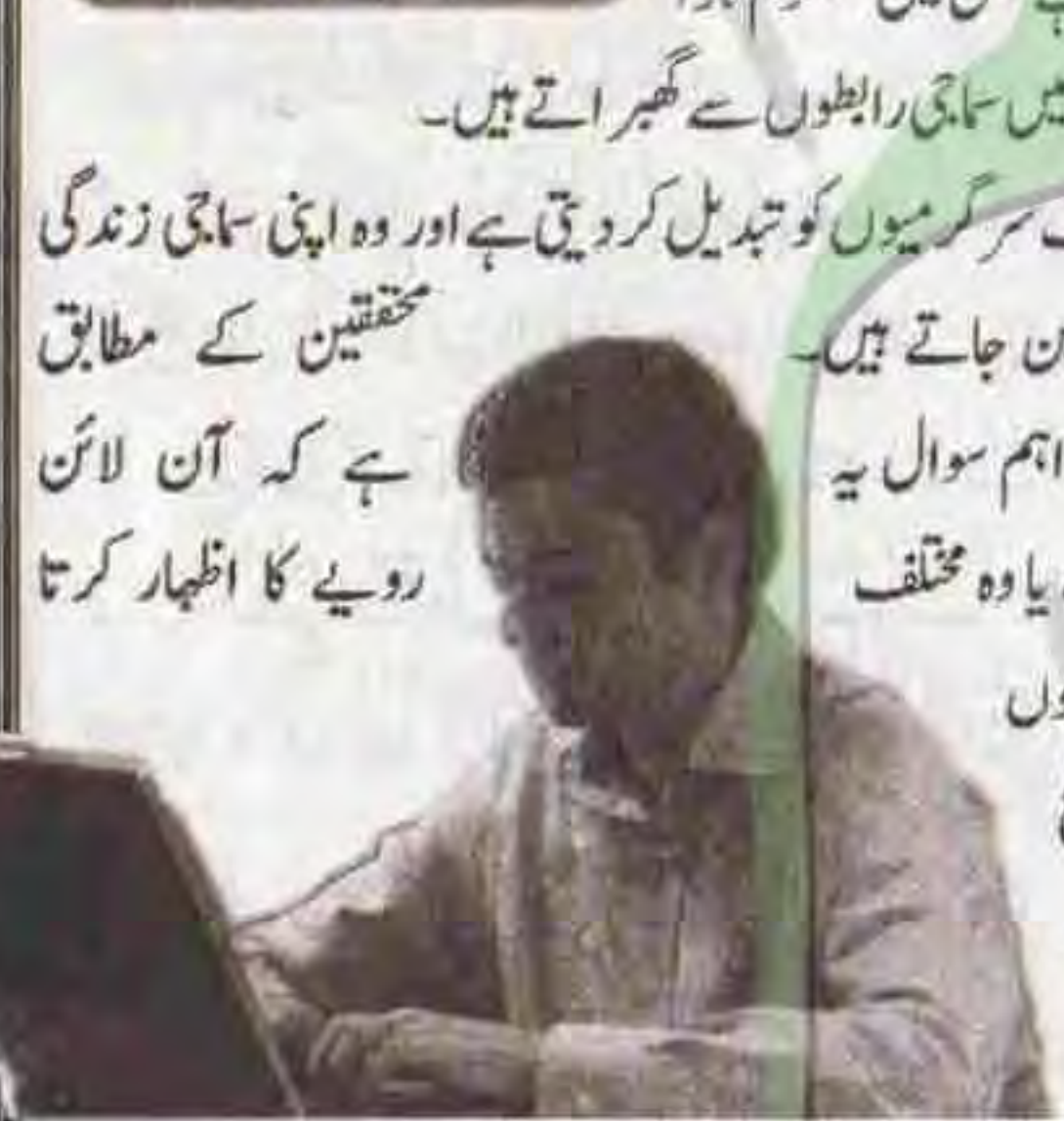
سکینہ بی بی کی ساری زندگی بڑی آزمائشوں سے پر رہی۔ اس کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ محنت کو اپنے جینے کا ہتھیار بنایا۔



فیس بک انسانی دماغ پر اثر انداز

سماجی رابطوں کی ویب سائٹس آج کے دور میں تقریباً ہر دوسرا شخص استعمال کر رہا ہے مگر ایک نئی تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ فیس بک اکاؤنٹ میں زیادہ دوست بنانے والوں کے دماغ کم تعلق بنانے والوں کے مقابلے میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ سائنسی تحقیق لندن کالج یونیورسٹی کے زیر تحت کی گئی ہے جس میں معلوم ہوا ہے کہ فیس بک میں بہت زیادہ دوست بنانے والے حقیقی زندگی میں سماجی رابطوں سے گھبراتے ہیں۔

اس تحقیق کے مطابق یہ ویب سائٹس انسانی دماغ کی مختلف سرگرمیوں کو تبدیل کر دیتی ہے اور وہ اپنی سماجی زندگی کے مقابلے میں فیس بک پر بالکل مختلف رویے کے حامل بن جاتے ہیں۔ سماجی رابطے انسانی معاشرے میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، مگر اہم سوال یہ سماجی نیٹ ورکس پر بھی انسان اپنا حقیقی انداز اختیار کرتا ہے یا وہ مختلف ہے۔ تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ حقیقی دنیا کے دوستوں کے مقابلے میں زیادہ فیس بک فرینڈز ہونے سے انسانی دماغ کے تین شعبے جن میں چہرے کے تاثرات، چہرے اور نام یاد رکھنے وغیرہ شامل ہیں، تبدیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔



پوری نوع انسانی میں ایک باہمی ربط اور تعلق ہے اور یہ ربط اور تعلق انسان کو یقین فراہم کرتا ہے کہ انسان مخلوق ہے، مخلوق سے مراد یہ ہے کہ اس کا کوئی سرپرست ہے جس نے اسے پیدا کیا اور زندگی گزارنے کے لئے وسائل مہیا کئے۔

علمائے دین اور دنیا کے مفکرین کو چاہیے کہ وہ مل کر خالق اور مخلوق کے تعلق کو صحیح طرزوں میں سمجھنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلبی تعلق استوار کرنے کے لئے جدوجہد کریں، یہی وہ یقینی عمل ہے جس سے نوع انسانی کو ایک مرکز پر جمع کیا جاسکتا ہے۔

اس وقت نوع انسانی مستقبل کے خوفناک تصادم کی زد میں ہے۔ دنیا اپنی بقا کی تلاش میں لرز رہی ہے۔ آندھیاں چل رہی ہیں، سمندری طوفان آرہے ہیں، زمین پر موت رقص کر رہی ہے۔

انسانیت کی بقا کے ذرائع تو حید باری تعالیٰ کے سوا کسی اور نظام میں نہیں مل سکتے۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو پھوسنا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کے لئے پھلوں کو نکالا، پس تم اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔ (سورۃ البقرہ 21-22)

خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟“.....

آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو حالانکہ تمہیں پیدا کرنے والا اللہ ہے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، جلد اول صفحہ نمبر 180)

اللہ تعالیٰ کو یکتا اور وحدۃ لا شریک ماننا، اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت کو زبان اور دل سے قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے لازم ہے۔ عقیدۂ توحید و رسالت اور ختم نبوت میں گہرا تعلق ہے اور ان عقائد میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

از طرف: ایک بندہ خدا

قرآنی انسانیکلو پیدیا



فتر آن پاک رشد و ہدایت کا ایسا سرچشمہ ہے جو ابد تک ہر دور اور ہر زمانے میں انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ ایک مکمل دستور حیات اور ضابطہ زندگی ہے۔ فتر آنی تعلیمات انسان کی انفرادی زندگی کو بھی صراطِ مستقیم دکھاتی ہیں اور معاشرے کو اجتماعی زندگی کے لیے رہنما اصول سے بھی واقف کراتی ہیں۔

بطء کے معنی دیر لگانے سستی کرنے، Slowness, Lingering, Delay، یعنی Tardiness کے ہیں، لیکن یہ لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی دیر کرنے کا عادی ہو جائے، یعنی جان بوجھ کر دیر لگانا، سستی کرنا، کسی کام کو مؤخر کرنا بطء کہلاتا ہے۔ قرآن میں یہ لفظ لَیْبَطُشْنَ کی صورت میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے، جس کے معنی دوسروں سے دیر لگوانا کے ہیں اور بعض نے اس کے معنی بہت زیادہ سستی کرنے کے بھی لکھے ہیں۔ یعنی خود بھی دیر کرنا اور دوسروں سے بھی دیر کرانا۔

بطء

ترجمہ: ”مومنو! (جہاد کے لیے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کوچ کیا کرو۔ اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عدا) دیر لگاتا ہے (لَیْبَطُشْنَ) پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ بڑی مہربانی کی کہ میں ان میں موجود نہ تھا۔ اور اگر خدا تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو مقصد عظیم حاصل کرتا۔“ (سورۃ نساء: 71 تا 73)

اس آیت میں منافقین کا مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ مسلمان میدانِ جہاد کا رخ کریں تو یہ مختلف

حیلوں، بہانوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں، اگر میدان جنگ میں مسلمان کو مصیبت یعنی تکلیف و شکست ہو تو بغلیں بجاتے اور اپنے پیچھے رہ جانے کو اللہ کا فضل شمار کرتے ہیں اور اگر مسلمانوں کو فتح ہو تو انہیں سانپ سو نگھ جاتا ہے، ان کے دلوں میں حسرت و پشیمانی کی آگ سلگنے لگتی ہے کہ انہیں مال غنیمت میں حصہ نہیں ملے گا۔ یہ آیت ان کے ذہنیت کو خوب واضح کر رہی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ”منافقین کی خصلت ہے کہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے جی چرائیں اور دوسروں کو بھی بزدل بنائیں، جیسے عبد اللہ بن ابی بن سلول سردار منافقین کا فعل تھا، اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے۔ اس کا کردار یہ تھا کہ اگر حکمت الہیہ سے مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی نہ ہوتی، دشمن ان پر چھا جاتا، انہیں نقصان پہنچاتا، مسلمان شہید ہوتے تو یہ گھر بیٹھا خوشیاں مناتا اور اپنی دانائی پر اکرٹا اور اپنا اس جہاد میں شریک نہ ہونا اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کا انعام قرار دیتا۔ لیکن بے خبر یہ نہیں سمجھتا کہ جو اجر و ثواب ان مجاہدین کو ملا اس سب سے یہ بد نصیب یلکھت محروم رہا، اگر یہ بھی ان میں شامل ہو یا تو غازی کا درجہ پاتا اپنے صبر کے ثواب سمیت یا شہادت کے بلند مرتبے تک پہنچ جاتا، اور اگر مسلمان مجاہدین کا اللہ کا فضل معاون ہوتا یعنی یہ دشمنوں پر غالب آجاتے ان کی فتح ہوتی دشمنوں کو انہوں نے پامال کیا اور مال غنیمت لے کر خیر و عافیت اور فتح و نصرت کے ساتھ واپس آتے تو یہ انگاروں پر لوٹتا اور ایسے لمبے لمبے سانس لے کر ہائے وائے کرتا ہے اور اس طرح بچھتا ہے اور ایسے کلمات زبان سے نکالتا، گویا یہ دین تمہارا نہیں بلکہ اس کا دین ہے۔ کہتا افسوس میں ان کے ساتھ نہ تھا، ورنہ مجھے بھی حصہ ملتا اور میں بھی مال و متاع والا بن جاتا۔۔۔ الغرض دنیا پر رنجھا ہوا اور اسی پر مٹا ہوا ہے۔“

بَطَرًا کے معنی اترنا اور فخر میں مبتلا ہونے کے ہیں۔ یعنی وہ خصلت جو خوشحالی کے غلط استعمال، حق نعمت میں کوتاہی اور نعمت کے عمد اغلط طور پر صرف کرنے سے انسان کو لاحق ہو، انگریزی میں اس کا ترجمہ to Spoil with good treatment اور Discontentment ہے۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس کا ترجمہ طغیان بالنعمة یعنی اللہ کی نعمت پر سرکشی کرنا لکھا ہے اور تفسیر مظہری کے مطابق بَطَر کا مطلب اللہ کی نعمتوں کو استعمال کر کے اسے جھٹلانا اور احسان کی پرستش کرنا ہے۔

قرآن میں یہ لفظ بَطَرًا اور بَطَرَت کی صورت میں دو مرتبہ آیا ہے:

ترجمہ: ”اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اترتے (بَطَرًا) ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔“ (سورہ انفال: 47)

ترجمہ: ”اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اتر رہے (بَطَرَت) تھے سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم اور ان کے پیچھے ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔“ (سورہ قصص: 58)

قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بڑے زور آور تھے، اتنے قوی و طاقتور تھے کہ پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بناتے تھے۔ بڑے بڑے ستون اور اونچی برجیاں (اہرام) تعمیر کرتے تھے، جن کے متعلق سورہ توبہ: 69، سورہ قصص: 78، سورہ روم: 9، سورہ فاطر: 44 اور سورہ مومن: 21 میں تذکرہ ہے۔ اسی طرح

فرعون، نمرود، قارون، قوم سبا اور بنی اسرائیل بھی فخر میں مبتلا تھے۔ اہل یہود کو کہہ دیا کہ ان کا اللہ تعالیٰ قوم کا خدا ہے اور یہی حال مشرکین مکہ کا تھا۔ ان آیات میں اللہ کافروں اور منافقوں کو خدا قرار کرتا ہے کہ اللہ کے فضل کی طرف حاصل کر کے اتر رہے تھے اور سرکشی اور بڑائی کرتے تھے اور اللہ سے کفر کرتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ ان کو روزیاں کھاتے تھے اور اس کی ناشکری کرتے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح تباہ و برباد کر دیا کہ آج ان کا نام نہ ملے۔ انہیں نہیں رہا۔ جیسے اور آیت میں ہے، یہاں فرماتا ہے کہ ان کی اجڑی ہوئی بستیاں اب تک اجڑی پڑی ہیں۔ مکہ کی اسی آبادی اگرچہ ہو گئی ہو لیکن دیکھو ان کے کھنڈرات سے آج تک وحشت برس رہی ہے۔

بَطَش کے معنی کوئی چیز پکڑنا، گرفت میں لینا یا زبردستی حاصل کرنا کے ہیں، انگریزی میں اس کا

بَطَش

ترجمہ، Grasp، seize، Grip، hold ہے۔

قرآن میں یہ لفظ بَطَش، بَطَشًا، بَطَشْتُمْ، الْبَطْشَةُ، نَبَطَشُ، يَبْطِشُ، يَبْطِشُونَ اور بَطَشْتَنَّا کی صورت میں 10 مرتبہ آیا ہے:

ترجمہ: ”بیشک تمہارے پروردگار کی پکڑ (بَطَش) بہت سخت ہے۔“ (سورہ بروج: 12)

ترجمہ: ”اور ہم نے پہلے لوگوں میں بھی بہت سے پیغمبر بھیجے تھے۔ اور کوئی پیغمبر ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اس سے تمسخر کرتے تھے۔ تو جو ان میں سخت زور والے (بَطَشًا) تھے ان کو ہم نے ہلاک کر دیا

اور اگلے لوگوں کی حالت گزر گئی۔“ (سورہ زخرف: 6-8)

ترجمہ: ”اور ہم نے ان سے پہلے کئی امتیں ہلاک کر ڈالیں وہ ان سے قوت (بَطَشًا) میں کہیں بڑھ کر تھے وہ شہروں میں گشت کرنے لگے کہ کیا کہیں بھاگنے کی جگہ ہے؟ جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا

دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے۔“ (سورہ ق: 36-37)

تفسیر ابن کثیر میں تحریر ہے: ”اس آیت میں اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ کفار تو کیا چیز ہیں؟ ان سے بہت زیادہ قوت و طاقت اور اسباب تعداد کے لوگوں کو اسی جرم پر ہم نہ وبالا کر چکے ہیں جنہوں نے شہروں میں اپنی یاد گاریں چھوڑی ہیں زمین میں خوب فساد کیا۔ لمبے لمبے سفر کرتے تھے ہمارے عذاب دیکھ کر بچنے کی جگہ تلاش کرنے لگے مگر یہ کوشش بالکل بے سود تھی اللہ کی قضا و قدر اور اس کی پکڑ دھکڑ سے کون بچ سکتا تھا؟ پس تم بھی یاد رکھو کہ جس وقت میرا عذاب آگیا بغلیں جھانکتے رہ جاؤ گے اور بھوسی کی طرح اڑا دیئے جاؤ گے۔ ہر عقلمند کے لئے اس میں کافی عبرت ہے اگر کوئی ایسا بھی ہو جو سمجھ داری کے ساتھ دھیان لگائے وہ بھی اس میں بہت کچھ پاسکتا ہے یعنی دل کو حاضر کر کے کانوں سے سنے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: ”اور (لوٹنے) ان کو ہماری پکڑ (بَطَشْتَنَّا) سے ڈرایا بھی تھا مگر انہوں نے ڈرانے میں شک کیا۔ اور ان سے ان کے مہمانوں کو لینا چاہا تو ہم نے انکی آنکھیں مٹا دیں سو (اب) میرے عذاب اور

ڈرانے کے مزے چکھو۔ اور ان پر صبح سویرے ہی اٹل عذاب آنازل ہوا“ (سورہ قمر: 36-38)

عبرت کے لیے ان مکذبین کی تباہی کی مثالیں پیش آچکیں اور پہلے مذکور ہو چکیں جو زور و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ جب وہ اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے تو تم کا ہے پر مغرور ہوتے ہو۔ آگے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت اور کمال تصرف کا

ذکر کرتے ہیں جو ایک حد تک ان کے نزدیک بھی مسلم تھا۔ ۱۶۔ ۱۱ اس سے مراد جنگ بدر کی گرفت بھی ہے، جس میں ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنائے گئے۔ دوسری تفسیر کی رو سے یہ سخت گرفت قیامت والے دن ہوگی۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ اس گرفت خاص کا ذکر ہے جو جنگ بدر میں ہوئی، کیونکہ قریش کے سیاق میں ہی اس کا ذکر ہے، اگرچہ قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ سخت گرفت فرمائے گا تاہم وہ گرفت عام ہوگی، ہر نافرمان اس میں شامل ہوگا۔ ابن عباس کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں ملتا۔

ترجمہ: ”اور جب تم (کسی کو) پکڑتے (بَطْشْتُمْ) ہو تو ظالمانہ پکڑتے (بَطْشْتُمْ) ہو۔“ (سورہ شعر: ۱۳۰)

ترجمہ: ”جس دن ہم بڑی سخت پکڑ (نَبِطْش) پکڑیں (الْبِطْشَةُ) گے تو بیشک انتقام لے کر چھوڑیں گے۔“ (سورہ دخان: ۱۶)

ترجمہ: ”(مشرک) جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں (اچھا) تم ان کو پکارو اگر سچے ہو تو چاہئے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں۔ بھلا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں (نَبِطْشُونَ) یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سنیں؟ کہہ دو کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ اور میرے بارے میں جو تدبیر کرنی ہو کر لو اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو پھر دیکھو کہ وہ میرا کیا کر سکتے ہیں۔“ (سورہ اعراف: ۱۹۴-۱۹۵)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے، وہ تمہارے کام تو کیا آتے، خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بناتے ہو، لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انہیں اعضاء کہا جاسکے۔ نہ تمہارے پکارنے پر مصنوعی پاؤں سے چل کر آسکتے ہیں، نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں، نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں، نہ کانوں سے کوئی بات سنتے ہیں۔ اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا پھٹ جائے گا تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں۔ تم ان کے سامنے چلاؤ یا خاموش رہو، دونوں حالتیں یکساں ہیں۔ نہ اس سے فائدہ نہ اس سے نفع، تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک و مخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درماندہ بلکہ وجود و کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گزری ہوں انہیں خدا بنا لیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دی جائیں۔ چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نامعلوم وہ کیا آفت نازل کر دیں۔ جیسا کہ آیت ”اور یہ تم کو ان لوگوں سے جو اس کے سوا ہیں (یعنی خدا سے) ڈراتے ہیں اور جس کو خدا اگر اہل کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں“ (سورہ زمر، آیت: ۳۶) میں ہے اور اسی کا جواب اگلی آیت (کہہ دو کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ اور میرے بارے میں جو تدبیر کرنی ہو کر لو اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو پھر دیکھو کہ وہ میرا کیا کر سکتے ہیں۔) سے دیا۔ یعنی تم اپنے سب شرکاء کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب منصوبے اور تدبیریں پوری کر لو، پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی نہ دو۔ دیکھو تم میرا کیا بازو سکو گے۔

روحانی سوال و جواب

ان صفحات پر روحانی سائنس سے متعلق آپ کے سوالوں کے جوابات محقق نظریہ رنگ و نور شیخ خواجہ شمس الدین عظیمی پیش کرتے ہیں۔ اپنے سوالات ایک سطر چھوڑ کر صفحے کے ایک جانب خوشخط تحریر کر کے درج ذیل پتے پر ارسال فرمائیں۔ برائے مہربانی جوابی لفافہ ارسال نہ کریں کیونکہ روحانی سوالات کے براہ راست جوابات نہیں دیے جاتے۔ سوال کے ساتھ اپنا نام اور مکمل پتہ ضرور تحریر کریں۔

روحانی سوال و جواب - D, 1/7-1، ناظم آباد - کراچی 74600

سوال: میں نے نفسیات کی کتاب میں ایک ماہر نفسیات فلاطینوس کا ”روح“ کے متعلق ایک نظریہ پڑھا تھا کہ ”روح، عقل اور مادہ خدا کی ذات سے بتدریج ظہور میں آیا ہے۔“ وہ خدا کی ذات کو سب سے ارفع و اعلیٰ قرار دیتا ہے، اس کے بعد وہ عقل کو دوسرا درجہ اور روح کو تیسرا درجہ دیتا ہے۔ اس نے روح اور انسانی روح میں فرق بیان کیا ہے۔ اس کے نزدیک انسانی روح، روح سے نکلتی ہے۔ اس کے خیال میں جب انسانی روح مادے کی طرف مائل ہوتی ہے تو وہ اپنے اصل مقام سے نیچے گر جاتی ہے۔

ازراہ کرم وضاحت فرمائیں کہ روح کا اصل مقام کیا ہے....؟

اور اس کا کیا مطلب ہے کہ روح، روح سے نکلتی ہے۔

کیا واقعی انسانی روح اور روح دو مختلف چیزیں ہیں۔

نیز یہ بھی بتائیں کہ روح، عقل اور مادہ کی یہ درجہ بندی درست ہے یا نہیں....؟

(فوزیہ بیٹ۔ لاہور)

جواب: زندگی کا تعارف خدوخال اور نقش و نگار کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ زندگی کا ایک حصہ خدوخال اور نقش و نگار پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ وہ بساط ہے جس پر نقش و نگار چھپ رہے ہیں۔ یہ دونوں رُخ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔ جب ہم کسی بھی شے کا تذکرہ کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں دو رُخ آتے ہیں۔ ایک رُخ روح اور دوسرا جسم! ایک رُخ آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور دوسرا رُخ آنکھوں سے اوچھل رہتا ہے۔ وہ رُخ جو آنکھوں کے

سامنے ہے اور جس میں ہم نقش و نگار اور خدو خال کا بڑھنا گھٹنا دیکھتے ہیں، سب کا سب مکان (SPACE) ہے اور جس خلاء میں یہ خدو خال گھٹ رہے ہیں اور بڑھ رہے ہیں اور جو آنکھوں سے اوجھل ہے وہ زمان (TIME) ہے۔ جب ہم زمان کا تذکرہ کرتے ہیں تو ساری کائنات زمانیت میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم رشتہ ہے اور جب ہم مکانیت کا تذکرہ کرتے ہیں تو کائنات نوعی اعتبار سے اور انفرادی اعتبار سے الگ الگ ہے۔

ہم بھیڑ، بکری، بندر، چوہا، کتا، ہاتھی، لوہا، درخت، پہاڑ اور انسان کی زندگی کا تذکرہ کرتے ہیں تو زندگی اور انرجی سب میں مشترک ہے۔

جب ہم نوعی اعتبار سے کائنات کا تذکرہ کرتے ہیں یا SPACE کی حدود کا تذکرہ کرتے ہیں تو انسان، ہاتھی، درخت، پتھر سب الگ الگ خدو خال میں نظر آتے ہیں۔

کائنات میں یا افراد کائنات میں تعارف کے لیے جو روشنی ذریعہ بن رہی ہے، وہ ازل سے ایک ہی طرز پر قائم ہے۔ کائنات کے تمام افراد کی روح ایک ہے لیکن جسمانی خدو خال الگ الگ ہیں۔ جہاں روح ایک ہے وہاں ہر شے میں اشتراک ہے مثلاً بھوک، بکری کو بھی لگتی ہے، بھوک انسان کو بھی لگتی ہے اور بھوک کبوتر کو بھی لگتی ہے۔ بھوک کا لگنا زمانیت ہے لیکن انفرادی طور پر جب خدو خال مکانیت بنتے ہیں تو غذا الگ الگ ہو جاتی ہے۔ بھوک لگنا زمانیت پر قائم ہے اور بھوک کو مختلف چیزوں سے رفع کرنا اسپیس یا مکانیت ہے۔

اس بات کو پھر سمجھیے.....!

جب کائنات میں خدو خال ظاہر ہوتے ہیں تو زمان پر دے میں چلا جاتا ہے اور جب کائنات کے اندر موجودات کی تصویریں خدو خال سے ماوراء ہو جاتی ہیں تو مکان، زمان میں پیوست ہو جاتا ہے۔ کائنات زمانیت میں ظاہر ہوتی ہے تو اسے نزولی حرکت کہا جاتا ہے اور جب مکانیت پس منظر میں چلی جاتی ہے تو اسے صعودی حرکت کہا جاتا ہے۔ نزول و صعود کا پورا سلسلہ لوح محفوظ پر نقش ہے۔

زندگی کی وہ حرکت جس میں گوشت پوست کی حرکت شامل ہے، نزولی کیفیات پر مشتمل ہے اور وہ حرکت جو جسمانی خدو خال اور گوشت پوست سے مبرا ہو کر متحرک ہے، صعودی حرکت یا صعودی زندگی ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ تمام مخلوق ظہور میں آنے سے پہلے اللہ کے ارادے میں جس طرح محفوظ تھی، اب بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ جہاں یہ محفوظ ہے اس کو ”لوح محفوظ“ کہا جاتا ہے۔ اب ہم یوں کہیں گے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب دراصل لوح محفوظ کا عکس ہے یعنی لوح محفوظ اصل ہے اور اس اصل کا عکس ساری کائنات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نوع کی شکل و صورت ہمیشہ سے یکساں ہے۔ اربوں کھربوں سال گزرنے کے بعد بکری بکری ہے، بندر بندر ہے، شیر شیر ہے اور انسان انسان ہی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ زمانے کے انقلاب کے ساتھ یا حالات کی تبدیلی کی بناء پر انسان بکری بن جائے اور بکری انسان کا روپ دھار لے۔ بکری ہمیشہ بکری رہتی ہے۔ انسان ہمیشہ انسان رہتا ہے۔ بکری دراصل لوح محفوظ میں موجود بکری کا عکس ہے۔ اسی طرح جنات، انسان، فرشتے سب چیزیں اپنی اپنی اصولوں پر قائم ہیں اور ہر نوع اپنی اصل کا عکس ہے۔



صدی ربیع پہلے



اس ماہ کے مضمین میں مسافر، وقار کی پروتار دعوت وایم، عظیم سالار، مہر آن اور گفتگو، بی جملو، کائنات کی زبان، سیکڑوں سال پرانا مسئلہ، شعور اور زندگی، حیاتیاتی تجربہ، ٹیلی پیتھی کیجیے، قلندر شعور، روح کہانی، زمیں اور زندگی، ریاضیاتی سائنس، درگزر کرنا سیکھیے، جبکہ سلسلہ وار اور قسط وار مضمین میں نور الہی، نور نبوت، آواز دوست، تاثرات، کواکب اور انسان، تشریح لوح و قلم، خواب اور ان کی تعبیر، محفل مسراقب، آپ کے مسائل، تلاش، اعداد کے کھیل، کم سن محباہ، مسلمانوں کے سائنسی کارنامے شامل اشاعت تھے۔ اس ماہ کی منتخب تحریروں ”درگزر کرنا سیکھیے!“ و ”تاریخین کے ذوق مطالعہ کی نذر کی حباری ہے۔“

درگزر کرنا سیکھیے

اس جدید عہد میں جبکہ جسم و جان کے مسائل بہت بڑھ گئے ہیں اور انسان کے لیے انسان ہونا بھی میسر نہیں، ان حالات میں ہم کس طرح روحانیت کی منزل پر پہنچ سکتے ہیں اور کس طرح ذہنی اور قلبی سکون حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کا آسان طریقہ ہے ”درگزر کرنا سیکھیے“.... آپ پوچھیں گے کہ درگزر کرنے سے کس طرح روحانیت کی منزل پر پہنچا جاسکتا ہے....؟ آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں۔

درگزر کرنا اور معاف کر دینا خداوند کریم کے اعلیٰ درست کرنے کا بھی مسلسل موقع مل رہا ہے۔ درگزر

ترین اوصاف میں سے ایک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری خدائی درگزر کرنے پر چل رہی ہے ورنہ ہمارے اعمال ایسے ہیں کہ ہم کو فوری طور پر بہت بڑی سزا ملنی چاہیے لیکن کیونکہ عفو اور درگزر کرنے کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس لیے انسانوں کو اپنے اعمال میں مسلسل موقع مل رہا ہے۔ درگزر

آغا مسعود حسین

یہ دنیا اور زندگی عمل اور رد عمل کے لافانی رشتے سے جڑی ہوئی ہے جس کا سر اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم اس سرے تک درگزر کرنے کے عمل سے بچ سکتے ہیں اور اس کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔



علمی تعاون کیجیے.....

روحانی ڈائجسٹ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام



کے روحانی مشن کی ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہے، اس مشن میں ہمارے معزز

قارئین کرام بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ کے پسندیدہ رسالہ کو مزید بہتر بنانے کے لیے کثیر تعداد میں کتب اور علمی مواد کی شدید ضرورت ہے۔ کسی بھی موضوع، عنوان پر اردو یا انگریزی زبان میں نئی اور پرانی کتابیں ارسال کی جاسکتی ہیں۔ آپ کے اس تعاون کو ہم شکریہ اور محبت کے ساتھ قبول کریں گے۔ آپ کی یا آپ کے متعلقین کی منتخب کردہ ان کتابوں کا عطیہ ایک علمی اور قلمی جہاد کی حیثیت رکھتا ہے جس کا اجر عظیم آپ کو اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک ان کتب سے اخذ کیا ہوا علم لوگوں کو فائدہ پہنچاتا رہے گا۔

ایڈیٹر روحانی ڈائجسٹ

74600 کراچی آباد۔ 1/7-D-1 ناظم آباد۔ کراچی 74600

جانوروں کا ایک ایسا حلقہ بھی پیدا کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ زندہ رہنے اور مرنے کو ہر وقت تیار تھا۔ یاد رکھیے کسی کی بد تمیزی اور بیہودگی کے سامنے خاموش ہو جانا یا پھر اس جگہ سے اٹھ جانا بھی درگزر اور معاف کر دینے کے مترادف ہے۔ اس طرز عمل سے آپ کی روحانی بالیدگی اور اخلاقی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ درگزر کرنے سے آپ کے اندر صبر کی طاقت پیدا ہوتی ہے جو زندگی کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ صبر مومن کا بہترین ہتھیار ہے۔

جیسا کہ میں نے مندرجہ بالا سطور میں لکھا ہے کہ معاف کرنا اور درگزر کرنا اللہ کی صفت اعلیٰ میں سے ایک ہے۔ ہم اس صفت کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنا کر اس ذات اعلیٰ سے اپنا COMMUNICATION پیدا کر سکتے ہیں۔

آج کے اس پیچیدہ مگر ترقی یافتہ دور میں بھی اللہ سے رابطہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اس کا ایک آسان راستہ درگزر کر دینے کا راستہ ہے۔ جو افراد اپنے ساتھیوں، دوستوں، عزیزوں یا جاننے والوں کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں کو معاف کر دیتے ہیں وہ خدا کے اس راستے کو اپنالیتے ہیں جس پر چل کر وہ اس کا حقیقی قرب حاصل کر لیتے ہیں اور اس کا قرب حاصل کر لینے کے بعد جو ذہنی و قلبی سکون حاصل ہوتا ہے اس کا مزہ وہی لوگ جانتے ہیں جو اس قرب کو حاصل کر چکے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم روزمرہ کے اچھے طرز عمل سے اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں اس کے بندوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ اور ان کی کمزوریوں کو نظر انداز کرنا بھی درگزر کے زمرے میں آتا ہے۔

جو لوگ اس دنیا میں کسی کو معاف کر دیتے ہیں اللہ اس کے لیے اسی دنیا میں ہزاروں آسانیاں پیدا کرتا ہے۔

فروری ۲۰۱۲ء

سے کسی بات پر تلخی شروع ہو جائے تو فوراً یہ سوچنا شروع کر دیں کہ آخر وہ کیوں ناراض ہو رہا ہے۔ شاید وہ رات بھر نہیں سو سکا ہے یا پھر کسی معاشی پریشانی میں مبتلا ہے یا پھر وہ ٹھیک سے کام نہیں کر پا رہا ہے۔ جب مخالف سے متعلق آپ کے ذہن میں یہ خیالات آئیں گے تو آپ کے جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور آپ عقل کی روشنی میں معاملات کو سلجھاتے ہوئے اسے معاف کر دیں گے۔

یہی انداز فکر روحانی، قلبی و ذہنی سکون حاصل کرنے کی پہلی منزل ہے۔ اس طرز عمل کو اپنا کر ہم سارے معاشرے کو بہتر بنا سکتے ہیں یا کم از کم قتل و غارت گری کو ختم کر سکتے ہیں۔

اسلام نے غصہ کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ غصہ میں عقل معطل ہو جاتی ہے اور خون میں دباؤ کے ساتھ فاسد مادے بڑھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ہم بہت بھیانک فعل انجام دے دیتے ہیں جو اپنے اور خاندان کے لیے شرمندگی کا باعث ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے پورے طرز عمل کو معاف کر دینے اور درگزر کرنے پر استوار کرنا چاہیے۔ اس طرح ہم آہستہ آہستہ روحانیت کی وہ منزل حاصل کر سکیں گے جو بعض افراد طویل اور سخت عبادت کے بعد حاصل کرتے ہیں۔

درگزر کر نہایت ہی بڑی بات ہے۔ یہ آہستہ پیدا ہوتی ہے اور اس کے لیے سخت ریاضت کی ضرورت ہے۔ حقیقت میں وہی آدمی تاریخ ساز کردار ادا کرتے ہیں جو معاملات کو درگزر کرتے ہوئے اپنی منزل کو حاصل کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف ہو کر آگے بڑھتے رہتے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا پیغمبر آخر الزماں حضور نبی کریم ﷺ نے دشمنوں کے غلط طرز عمل کو معاف کر کے نا صرف ان کے دل جیت لیے بلکہ اپنے گرد

کرنے یا معاف کر دینے سے انسان کو روحانی اور قلبی سکون ملتا ہے اور یہی روحانی اور قلبی سکون روحانیت کی پہلی منزل ہے۔

بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ہم معمولی معمولی باتوں پر لڑ پڑتے ہیں۔ گھر میں ہونے والی لڑائی، گھر کے ماحول کو پرانگندہ کرتی ہے جبکہ باہر ہونے والی لڑائی خون خرابے پر منبج ہوتی ہے۔ حالانکہ اگر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو لڑائی کی وجہ نا صرف معمولی بات ہوتی ہے بلکہ مضحکہ خیز بھی۔ اگر ہم اپنے مخالف فریق کو معاف کر دیں اور معاملے کو درگزر کر دیں تو آپ یقین جانیے کہ چند سیکنڈ بعد آپ ایک گہرا قلبی اور روحانی سکون محسوس کریں گے۔

آپ نے معاف کر کے نا صرف ایک بڑی کشیدگی کو ختم کر دیا ہے بلکہ اس جھنجھلاہٹ سے بھی نجات حاصل کر لی ہے جو آپ کے مخالف فریق کی باتوں یا طرز عمل سے آپ کے قلب پر گزر رہی تھی۔ اس طرح درگزر کر کے آپ نے نا صرف اپنے مخالف پر اپنی اخلاقی بلندی کا سکہ جما دیا بلکہ اس کو اپنا گرویدہ بھی بنالیا اور ماحول میں کشیدگی بھی ختم کر دی۔

دراصل آج کا انسان معمولی معمولی باتوں پر جھگڑا کر کے نا صرف اپنا ذہنی و قلبی سکون برباد کر رہا ہے بلکہ اپنے ماحول کو بھی اپنی جان کے لیے تنگ کر رہا ہے۔ کراچی یا پھر پاکستان کے دیگر شہروں میں آئے دن قتل و غارت گری کے واقعات کے پیچھے بہت ہی معمولی باتیں ہوتی ہیں جن کو ہم درگزر کر کے ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن کیونکہ اس عہد میں انسان نے جذبات کو عقل پر حاوی کر لیا ہے اس لیے وہ نا صرف خسارہ میں ہے بلکہ اس کا عرصہ حیات بھی تنگ ہو تا جا رہا ہے۔

بھڑکے ہوئے جذبات پر درگزر کرنے کے مثبت خیالات سے قابو پایا جاسکتا ہے، جس وقت فریق مخالف

روحانی ڈائجسٹ



اولیاء اللہ کی سرزمین ملتان!
تاریخی و ثقافتی روایات کا
حامل شہر ہے۔

تحقیق کے باوجود آج تک

اس شہر کی

قدامت کا پتہ

نہیں چل سکا،

لیکن اس حقیقت

سے انکار نہیں کہ اس کا

شمار پاکستان کے

صدیوں پرانے قدیم

ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ

شہر کئی بار اجاڑ اور کئی بار بسایا گیا۔

یورپی سیاح چارلس مالسن نے

ملتان کے قدیم بازار...

تنگی داماں کا احساس اب بھی ہوتا ہے تاہم رونق کے لحاظ سے آج صورتحال اس کے برعکس نظر آتی ہے۔ بازار کشادہ ہونے کے ساتھ ساتھ پُر رونق بھی ہو چکے ہیں اور یہاں کی روایتی تہذیب کی مکمل عکاسی کرتے ہیں۔ صبح سے شام تک ان بازاروں میں خریداروں کا ایک جھوم رہتا ہے جسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ بازار آج ہی خالی ہو جائیں گے اور اگلے دن کے لیے نیامال بازار میں لانا پڑے گا۔ ماضی میں بازار کی مرکزیت کا جو تصور تھا وہ آج ختم ہو چکا ہے کیونکہ اب ہر گلی محلے میں بازار بن چکے ہیں



امریکن مارکیٹ میں

اپنے کاروبار کے فروغ کیلئے

ایک بہترین ذریعہ

ہفت روزہ

نیوز پاکستان

امریکہ کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اردو اخبار

Weekly

NEWS PAKISTAN

Contact:

Ph: 718-558-6080 Fax: 718-558-6079

Email: newspakistan@aol.com

248-04 Hookcreek Blvd, Rosedale, New York-11422 USA



جہاں اشیائے ضرورت وافر مقدار میں دستیاب ہوتی ہیں۔ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ شہر بھی پھیل رہا ہے۔ نئی نئی کالونیاں آباد ہو رہی ہیں۔ اگرچہ ان علاقوں میں نئی مارکیٹیں بھی قائم ہیں لیکن ملتان کے قدیم بازار ”چوک بازار“ کی رونق آج بھی وہی ہے جو ماضی میں اس کا حصہ تھی۔ سرکلر روڈ پر جتنے بھی معروف تجارتی دروازے ہیں ہر دروازے کے اندر ایک بازار آباد ہے اور ہر بازار ایک دوسرے کے ساتھ انگوٹھی میں گھینے کی طرح جڑا ہوا ہے۔ مثلاً بوہڑ دروازے سے داخل ہوں تو یہ بازار کالے منڈی بازار پر جا کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

ادھر سے حرم گیت بازار کی جانب آئیں تو یہ بازار بھی کالے منڈی چوک پر جا ملتا ہے، جو آگے تھانہ کپ بازار تک جا پہنچتا ہے۔ اس طرح پاک گیت سے داخل ہوتے ہی صرافہ بازار شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بازار بھی تھانہ کپ بازار جا کر ختم ہوتا ہے۔ دہلی گیت سے داخل ہوں تو تیل کپڑی بازار سے ہوتے ہوئے چوک بازار جا نکلتے ہیں۔ اس چوک سے سیدھے ہاتھ چلیں تو حسین آگاہی بازار،

سامنے جائیں تو گڑ منڈی بازار، اٹلے ہاتھ چلیں تو تھانہ کپ بازار جا پہنچتے ہیں۔ گڑ منڈی سے باہر نکلیں تو لوہاری گیت اور حسین آگاہی بازار ختم ہوتے ہی دولت گیت شروع ہو جاتا ہے۔ ملتان کا یہ طویل بازار سینکڑوں برس پرانا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں ہندوؤں اور سکھوں کا راج تھا۔ مسلمانوں کی دکانیں اکادکا نظر آتی تھیں۔ مقامی لوگ ”کر مزدوری تے کھا چوری“ کی کہات پر عمل کرتے ہوئے مختلف پیشوں سے وابستہ تھے۔ تمام تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہی تھی۔ ان کی رہائش گاہیں بھی دکانوں کے اوپر ہو کر تھیں۔

قیام پاکستان کے بعد ان علاقوں میں مہاجرین آباد ہوئے۔ انہوں نے ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے کاروبار کو سنبھال کر آگے بڑھایا۔ رہائش گاہیں اب بھی موجود ہیں لیکن زیادہ تر لوگ یہاں سے نکل کر نیو ملتان، شاہ رکن عالم اور دیگر کالونیوں میں آباد ہو چکے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ قدیم عمارتوں کا بوسیدہ ہونا ہے، کیونکہ یہ خستہ حالت عمارتیں گر کر جانی و مالی حادثات کا سبب بنتی ہیں۔



رومانی ڈاکٹریٹ

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق پرانے دور میں یہ علاقہ خشکی کا جزیرہ تھا۔ اس کے چاروں جانب موجود فصیلیوں کے باہر دریا بہتا تھا۔ اس لیے ساری آبادی اس علاقہ میں رہنے پر مجبور تھی، یوں اتنی ساری آبادی کے لیے چھوٹے چھوٹے مکان اور چھوٹی چھوٹی گلیاں بنائی گئیں جو اب بازاروں کا روپ اختیار کر چکی ہیں۔

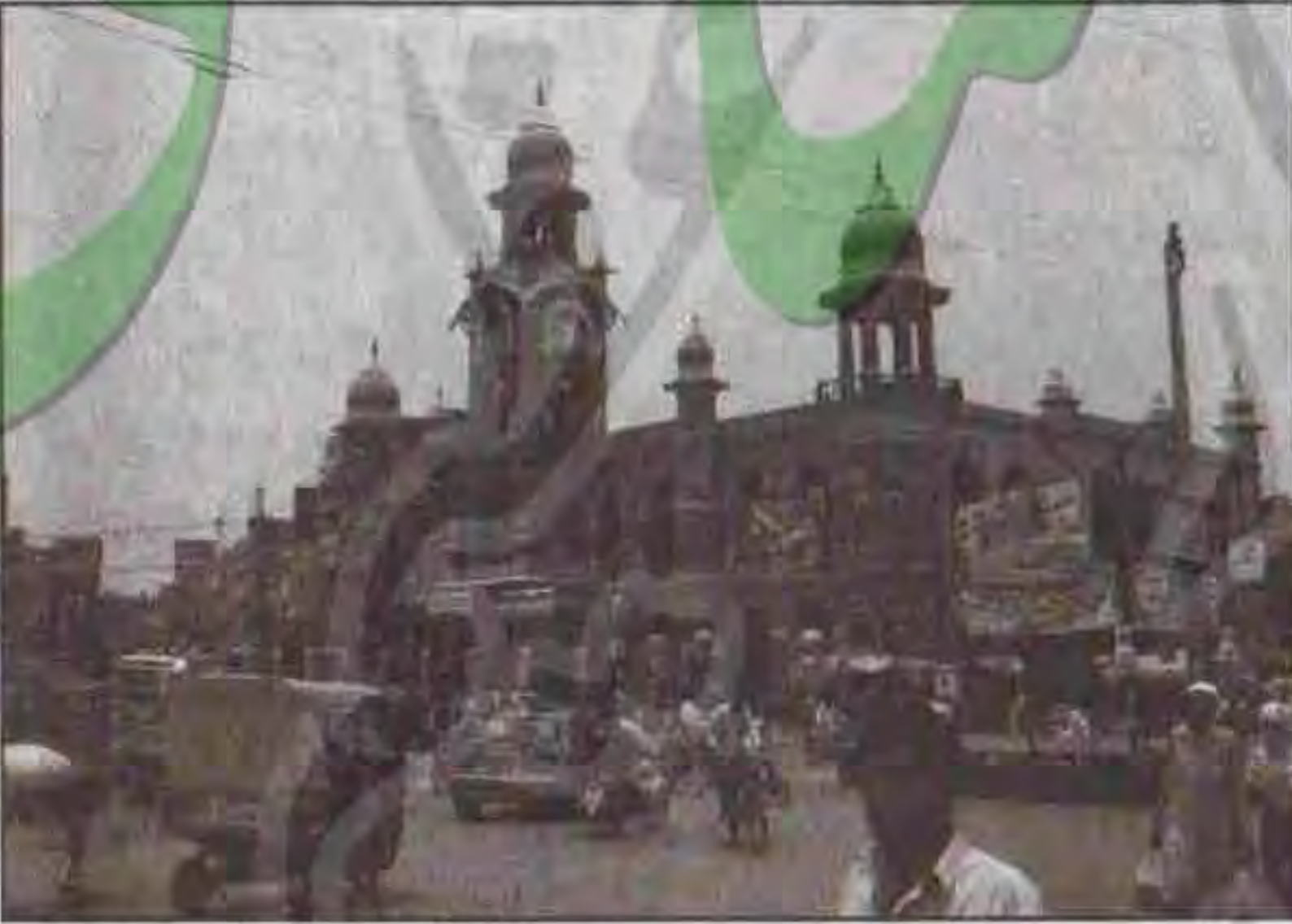
ملتان کا طویل بازار چوک بازار جو چوک حسین آگاہی سے شروع ہو کر مسجد چوک ولی محمد تک تقریباً چار فرلانگ تک محیط ہے۔

مسجد چوک ولی محمد جہاں تاریخی حیثیت رکھتی ہے وہاں دور دراز سے خریداری کے لیے آنے والے یہاں عبادت خداوندی کے

ساتھ ساتھ آرام کرتے ہیں۔ چوک بازار میں کپڑوں کی بڑی بڑی دکانیں، کٹری، جوتے، چادریں، ریڈی میڈ گارمنٹس شاپ موجود ہیں۔ اس بازار کو ملتان کا ”انارکلی بازار“ کہا جاتا ہے۔ بازار اگرچہ کشادہ ہے لیکن خواجہ فروشوں، چھابڑی فروش اور ریڑھی والوں نے اس کو تنگ بنا دیا ہے۔ نوبے صبح سے کھلنے والی دکانوں میں دن بھر خریداروں کا میلہ لگا رہتا ہے اور رات آٹھ بجنے کے بعد ہر طرف ویرانی کا عالم ہو جاتا ہے۔ مسجد ولی محمد کے قریب ہی اندھی کھوئی اور گلی پتراں والی ہے۔ انتہائی تنگ و تاریک گلیوں پر مشتمل اس بازار میں کپڑے کا تھوک کا کاروبار ہوتا ہے۔ ان تنگ گلیوں میں کپڑوں کی بڑی بڑی دکانیں اور چھوٹی چھوٹی مارکیٹیں

فروری ۲۰۱۲ء

ہیں جہاں لاکھوں کالین دین ہوتا ہے۔ پاکستان کی ہر چھوٹی بڑی مل کا کپڑا یہاں تھوک کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ مسجد ولی محمد کے قریب سے ہی بازار دو راستوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک راستہ تھانہ کپ بازار سے ہوتا ہوا کالے منڈی بازار جا نکلتا ہے جبکہ دوسری طرف صرافہ بازار شروع ہو جاتا ہے۔ تھانہ کپ بازار میں ہوزری کی تھوک کی دکانیں، چھری کانٹوں کا کاروبار رہتا ہے۔ تھانہ کپ کے سامنے بے شمار کھوکھے ہیں جہاں ٹین کے بنے ہوئے صندوق اور دیگر سامان فروخت ہوتا ہے۔ اسی بازار میں خواتین کے لیے پراندے اور میک اپ کا سامان فروخت ہوتا ہے۔ تھوڑا



سا آگے چلیں تو صرافہ بازار شروع ہو جاتا ہے۔ پاک گیت تک سناروں کی دکانیں نظر آتی ہیں۔ بڑے بڑے شوکیسوں میں سونے چاندی کے زیورات مختلف ڈیزائنوں میں خوبصورتی سے سجے ہوئے ہیں۔

اس بازار میں روحانی پیشوا حضرت موسیٰ پاک گیلانی کا مزار مبارک ہے۔ راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آمدورفت میں لوگوں کو کافی وقت پیش آتا ہے۔

کالے منڈی بازار کا نام سن کر ذہن میں عجیب و غریب تصور ابھرتا ہے۔ اس بازار کی بھی اپنی الوکھی داستان ہے۔ کسی زمانے میں یہاں ایک مجذوب بزرگ حضرت قال شاہ رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ملتان شہر میں

زبردست قحط پڑ گیا۔ لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ حضرت قال شاہ گوانانج کی ایک بوری کہیں سے ہاتھ آگئی۔ آپ کو ہدایت ہوئی کہ اس بوری پر بیٹھ کر انانج کو تقسیم کرتے رہو۔ چنانچہ آپ سات روز تک لوگوں میں انانج نانٹے رہے مگر بوری ختم نہ ہوئی۔ رفتہ رفتہ قحط ختم ہو گیا تو یہ جگہ قال منڈی سے بگڑ کر کالے منڈی کہلانے لگی اور اب یہ مشہور کاروباری مرکز ہے۔ حضرت قال شاہ کا مزار مبارک بھی یہاں موجود ہے۔ اس بازار کی رونق لاہور کے رنگ محل سے کم نہیں۔ روزمرہ ضرورت کی ہر چیز دستیاب ہوتی ہے۔ کالے منڈی بازار کی ایک تنگ گلی میں چوڑی بازار ہے جہاں خواتین چوڑیوں کی خریداری کرنے آتی ہیں۔ کالے منڈی سے آگے بوہڑ گیٹ شروع ہو جاتا ہے۔ اسے بعض لوگ ملتان کا اردو بازار بھی کہتے ہیں۔ بوہڑ گیٹ تک پہنچتے پہنچتے بازار مختلف رنگوں میں سامنے آتا ہے۔ آغاز میں ریشمی کپڑوں کے علاوہ کتابوں کی بڑی بڑی دکانیں ہیں۔ جن لوگوں نے گڑ منڈی نہیں دیکھی، ان کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ اس منڈی میں گڑ فروخت ہوتا ہوگا۔ حالانکہ اس بازار کی صورتحال اس کے برعکس ہے۔ گڑ منڈی کے باہر کھوکھوں پر پان کے پتے تھوک میں بکتے ہیں۔ گڑ منڈی کے اندر بچوں کی ٹافیاں اور بسکٹ کے علاوہ آتشبازی کا سامان فروخت ہوتا ہے۔

سرگھر روڈ پر واقع حسین آگاہی بازار کا اختتام لوہاری گیٹ پر ہوتا ہے۔ اس بازار میں الیکٹروکنس کی مہنگی اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ ہر دکان ایئر کنڈیشنر، ٹی وی، ڈی وی ڈی، موبائل فون اور دیگر اشیاء ضرورت سے بھری نظر آتی ہے۔ صبح سے شام تک اس بازار میں خریداروں کے علاوہ ”چلتے پھرتے دکان داروں“ کا ایک ہجوم بھی نظر آتا ہے جو اپنے کندھوں پر رکھی مختلف اشیاء فروخت کرتے ہیں۔ اس بازار میں فٹ پاتھ تو موجود ہیں مگر ان پر

دکانداروں نے اپنا قبضہ جما رکھا ہے، رہی سہی کسر ”فٹ پاتھ“ پوری کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے راگیروں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ علاوہ ازیں دن بھر فلمی گانے اس قدر اونچی آواز میں بجائے جاتے ہیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ چنگ چچی اور ریڑھیوں والے ٹریفک میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ اگرچہ مقامی انتظامیہ نے ٹریفک کا دباؤ کم کرنے کے لیے اس سڑک کو ون وے بنا دیا ہے اس کے باوجود ٹریفک گھنٹوں بلاک رہتی ہے۔

الیکٹروکنس کی مارکیٹ کے درمیان ہی ایک ایسا بازار ہے جو غریب اور متوسط طبقے کے لیے تو ”پلازہ“ کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن عرف عام اسے لنڈا بازار کہا جاتا ہے۔ دن بھر یہاں غریب لوگ اپنی غربت چھپانے اور خریداری کرنے آتے ہیں۔ فٹ پاتھوں پر سیکنڈ ہینڈ کپڑوں کے علاوہ جوتوں کا کاروبار بھی جاری رہتا ہے۔ لنڈے کی یہ دکانیں جو کسی دور میں سفید پوش طبقے کا بھرم رکھتی تھیں آج کل بعض امراء کا اسٹیشن برقرار رکھنے کے لیے بھی بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہیں، علاوہ ازیں بوہڑ گیٹ بازار پنکھوں، برتنوں، اکبر روڈ پر لوہے کا سامان، حرم گیٹ کے باہر نوٹوں والے بار، چوک گھنٹہ گھر میں ادویات، تعلق روڈ پر جوتوں اور دہلی گیٹ بازار میں سبزیوں اور پھولوں کا کاروبار عروج پر رہتا ہے۔ ممتاز آباد، گلگشت کالونی، نیو ملتان، شاہ رکن عالم، پرانی شجاع آباد روڈ پر موجود مارکیٹیں ”منی بازار“ کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ اس لیے حسین آگاہی بازار میں زیادہ ملتان سے باہر کے لوگ خریداری کرنے کے لیے آتے ہیں۔ مقامی لوگ منی بازاروں سے اپنی خریداری کر لیتے ہیں۔ گلگشت کالونی میں بازاروں اور پلازوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے اب تو یہاں بھی رات گئے تک کی گھاگھی دیکھ کر صدر بازار ملتان کینٹ کا احساس ہوتا ہے۔



عورتیں عوامی مقامات پر مردوں سے الگ رہیں: قدامت پسند یہودیوں کی مہم

اسرائیل کے علاقے بیت الشمیش میں قدامت پسند یہودیوں نے عوامی مقامات پر مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کرنے کی مہم شروع کی ہے۔ گزشتہ 26 دسمبر 2011ء کو پولیس اور آرٹھوڈکس یہودیوں

میں جھڑپیں ہوئیں، کئی مظاہرین کو حراست میں لے لیا گیا۔ ان یہودیوں نے مہم شروع کی ہے کہ عورتیں بسوں میں مردوں سے علیحدہ عقبی نشستوں پر بیٹھیں،

اسرائیلی اخبار کے مطابق بسوں میں عقبی نشستوں پر بیٹھنے سے انکار پر خواتین پر حملے کیے گئے۔ وزارت صحت کی تقریب تقسیم اسناد میں خواتین کی شمولیت پر پابندی اور فوج کے اہم عہدوں پر خواتین کی تعیناتی سے گریز کیا جا رہا ہے۔

جاپانی سائنسدانوں نے نیلا گلاب اگالیا

نیلے گلاب کا تذکرہ کہانیوں اور شاعری میں تو کافی عرصے سے ہوتا آ رہا

علائے امر و ذکر

احسن عظیم محامد

دلچسپ خبریں، حیرت انگیز واقعات اور ایجادات.....

رکھا گیا ہے، جس کی ایک ٹہنی کی قیمت پچیس سے تیس ڈالر تک ہے۔ گو اس گلاب کا رنگ مکمل نیلا نہیں اور جامنی سے زیادہ قریب محسوس ہوتا ہے تاہم یہ سائنسدانوں کی ابھی تک کی سب سے کامیاب کوشش ہے۔

کیلیفورنیا: ذہن کو پڑھنے والی مشین

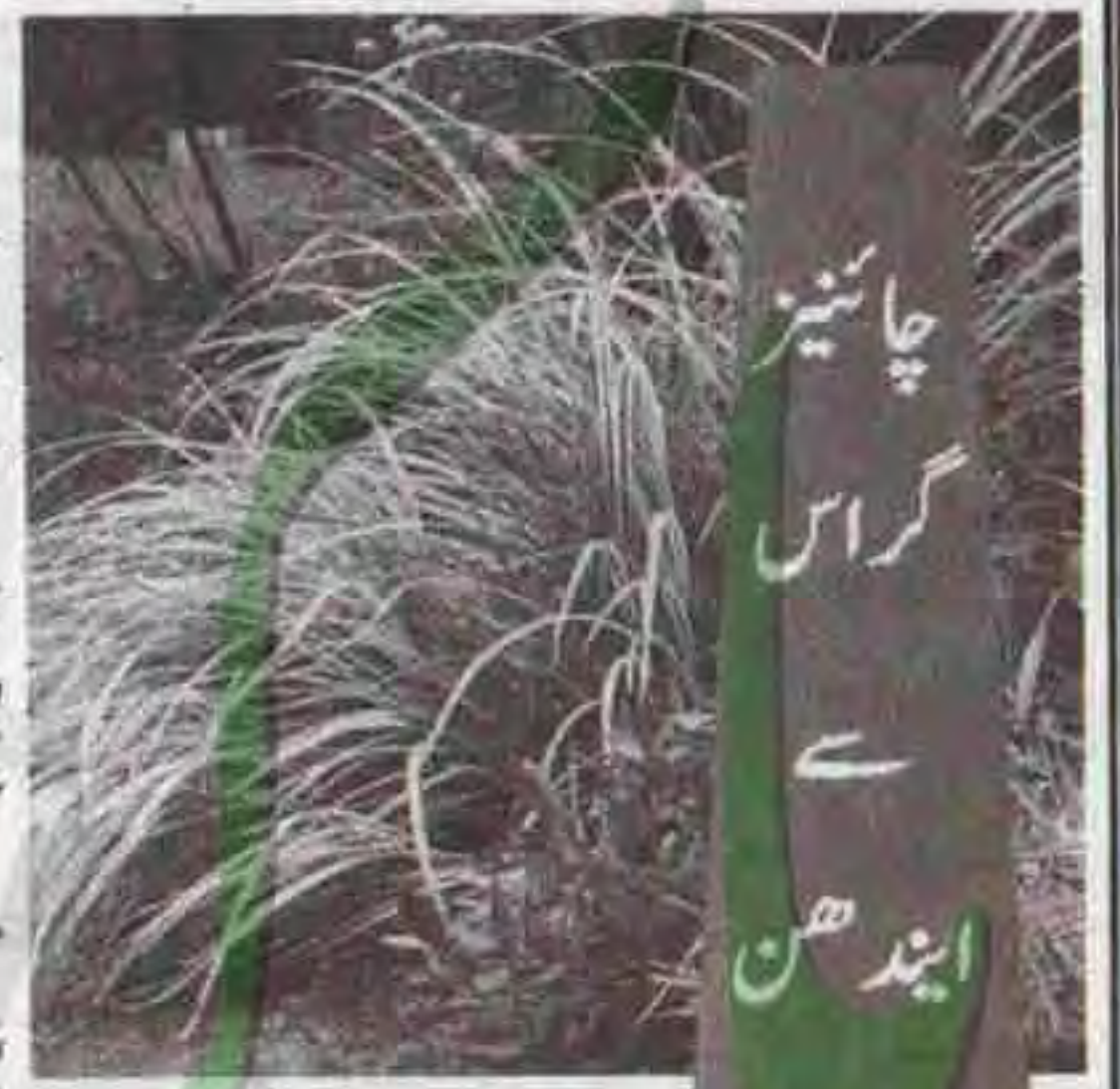
سائنسدان اس تحقیق میں مصروف ہیں کہ کسی طرح انسانی ذہن کو کمپیوٹر سے منسلک کر دیا جائے جیسے



ہے، تاہم جاپانی سائنسدان اس تصوراتی گلاب کو حقیقت کا روپ دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جاپانی سائنسدانوں نے بالآخر طویل تحقیق اور تجربے کے بعد دنیا کا پہلا نیلا گلاب اگالیا ہے، جسے امریکہ اور

کینیڈا میں فروخت کے لیے پیش کر دیا گیا ہے۔ جینیاتی ردو بدل کے ذریعے پیدا کیے گئے اس گلاب کا نام Applause

چائیز گراس ایندھن کا حصول ممکن



چائیز گراس نامی پودا صرف پلاسٹک کا متبادل بن سکتا ہے، بلکہ اسے تعمیراتی مادے کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کی مدد سے ہائیڈروجن گیس تیار کرتے ہوئے اسے ایندھن کے طور پر بھی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ جرمنی میں چائیز گراس پر تحقیق کا کام کرنے والے اداروں میں یون یونیورسٹی بھی شامل ہے، جس نے آئفل کے علاقے کلائن آلفنڈورف میں ایک تحقیقی مرکز قائم کر رکھا ہے۔ اس مرکز پر موجود ماہرین انسانی مستقبل کے لیے اہمیت کے حامل ایسے پودے اگانے میں مصروف ہیں، جو تیزی سے پھل پھول سکتے ہوں، جنہیں مختلف طریقوں سے استعمال میں لایا جاسکتا ہو اور جو زرعی زمین کو زیادہ نقصان بھی نہ پہنچائیں۔ ان ماہرین کا ہدف ایسے پودوں کی پیداوار ہے، جو توانائی کے معدنی ذخائر مثلاً تیل، کوئلے یا پھر زمینی گیس کا متبادل ثابت ہو سکتے ہوں۔ ماحولیاتی معیشت کے ماہر ایرنست بیرگ کہتے ہیں ”ہمارے لیے عالمگیر چیلنج یہ ہے کہ ہم اس کاربن مادے کی جگہ، جو آج کل ہمارے توانائی کے معدنی ذخائر میں موجود ہوتا ہے، مرحلہ وار حیاتیاتی مادے کو رواج دیں۔ ایسا کرتے ہوئے ہمیں توانائی کے مسئلے کے ساتھ ساتھ، خوراک کے عالمی مسئلے کو بھی حل کرنا ہو گا۔“

آج کل توانائی کے حصول کے لیے درخت اور پودے اگانے کا رجحان دنیا کے کئی خطوں میں اشیائے خوراک کی قلت کے باعث تنقید کا نشانہ بن رہا ہے۔ اس لیے ماہرین کوئی ایسا حل سامنے لانے کے لیے کوشاں ہیں، جس میں پودوں سے توانائی کے حصول کے ساتھ ساتھ خوراک کا مسئلہ بھی حل کیا جاسکے۔ یہ



پودے ایسے ہونے چاہئیں کہ تھوڑی سی جگہ پر اگا کر ان کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے۔ چائیز گراس یا چینی گھاس کا شمار قدرتی طور پر ہی تیزی کے ساتھ اگنے والے پودوں میں ہوتا ہے۔ رالف پوڈے نے تقریباً بیس برس پہلے ہی اس پودے میں خام مادے کے طور پر چھپے ہوئے امکانات کا اندازہ لگایا تھا۔ اس سلسلے میں پیش آنے والی ابتدائی مشکلات کے بارے میں وہ بتاتے ہیں ”میں نے سب سے پہلے اس کی کاشت میں پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے پر وقت صرف کیا۔ یہ مسائل حل ہو بھی گئے تو بھی کاشتکار یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا کرنا کیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس موضوع پر تحقیق شروع کی کہ کیسے اس پودے کو خام مادے کے طور پر یا توانائی کے حصول کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کاشتکاروں میں اس لیے بھی مقبول ہو رہا ہے کہ یہ بہت تیزی سے بڑھتا ہے۔“

کمپیوٹر کو کمپیوٹر سے جوڑا جاتا ہے۔ اس کے بعد صرف سوچ کر کسی شخص کو ٹیلی فون کیا جاسکے گا یا بغیر کسی آلے کے کمپیوٹر اسکرین پر ”کر سر“ کو حرکت دی جاسکے گی۔

لندن بھر میں مفت وائی فائی کا نظام نصب

ایک برطانوی موبائل کمپنی لندن کے لاکھوں شہریوں اور یہاں آنے والے سیاحوں کو مفت انٹرنیٹ مہیا کرے گی۔ لندن اس معاملے میں دنیا کے دوسرے بڑے شہروں سے پیچھے رہ گیا تھا۔ فرانس کے دارالحکومت پیرس میں سینکڑوں وائی فائی زونز ہیں جو کہ پارکوں اور دوسرے عوامی مقامات پر مفت انٹرنیٹ فراہم کرتے

ہیں۔ نیو یارک میں بھی پارکوں میں مفت انٹرنیٹ دستیاب ہے، جبکہ پچھلے سال سے اندرون شہر چلنے والی ٹرینوں میں بھی انٹرنیٹ تک رسائی کا نظام لگایا جا رہا ہے۔ انٹرنیٹ سروسز کے ایک تجزیہ کار جان ہنٹ کا کہنا تھا کہ یہ



تحقیقی جائزے میں بتایا گیا ہے کہا کہ اس کے لیے ایک راستہ انسانی ذہن کی سوچ کے ساتھ ساتھ چہرے کے بدلتے تاثرات اور آنکھوں کی حرکت بھی ہو سکتی ہے۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ مستقبل قریب میں پاس ورڈ یا خفیہ اعداد اور الفاظ کی ضرورت ختم ہو جائے گی۔

سہولت انتہائی مقبول ہوگی اور خاص طور پر سیاحوں میں مقبول ہوگی جو کہ موبائلوں کی مہنگی قیمتوں کے بارے میں عموماً فکر مند ہوتے ہیں۔

ایک مربع انچ کی چپ میں پوری لائبریری

آج کل پوری دنیا میں ایسی ٹیکنالوجی پر کام ہو رہا ہے، جس کی مدد سے کم سے کم جگہ پر زیادہ سے زیادہ ڈیٹا اسٹور کیا جاسکے۔ ایسا ایک نینو ڈاٹ، ایک بٹ کے برابر ڈیٹا محفوظ کر سکتا ہے۔ امریکہ کی نارٹھ کیرولائنا اسٹیٹ یونیورسٹی کے میشریلز سائنس اینڈ

انجینئرنگ کے پروفیسر جے نارائن کے مطابق انہوں نے جو دنیا طریقہ دریافت کیا ہے، اس کی مدد سے تقریباً 6.5 مربع سینٹی میٹر بڑی کسی چپ پر ایک ارب سے زیادہ صفحات کے برابر معلومات محفوظ ہو سکے گی۔ یہ نینو ڈاٹس نقص سے پاک سگنل کر سٹرز سے بنے ہوتے ہیں اور ان سے ایسے مقناطیسی سینر وجود

گیا ہے اور انہیں چپ پر اس طرح سے نصیب کیا جاسکتا ہے کہ سب کا رخ



ایک ہی سمت میں ہو۔ اس خوبی کی بدولت کوئی بھی شخص، جس کے پاس موزوں آلہ ہوگا، ان نینو ڈاٹس پر

میں آتے ہیں، جنہیں براہ راست کسی سلیکون چپ پر نصب کیا جاتا ہے۔ ان ننھے نینو ڈاٹس کا قطر چھ نینومیٹر بتایا

مرد اور عورت کے درمیان منسوق

سوچ سے بھی زیادہ ہے: جدید تحقیق

مغربی ماہرین نفسیات کی ایک حالیہ تحقیق میں کہا گیا ہے کہ مرد اور عورت کے

درمیان فرق سوچ سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے کے مطابق مرتخ اور زہرہ کے درمیان فاصلہ اس سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ پہلے سوچا گیا تھا جبکہ یہاں بات نظام شمسی کے سیاروں کی نہیں ہو رہی بلکہ اس سے

کائنات کا سب سے بڑا معمہ عورت ہے: ماہر طبیعیات

عورت ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔۔۔ یہ بات برطانیہ کے عالمی شہرت یافتہ ماہر طبیعیات سائنسدان اسٹیفن ہاکنگ نے کہی ہے جنہیں عورتوں نے حیران کن صورتحال سے دوچار کر رکھا ہے۔ ان کے بقول کائنات کا سب سے بڑا معمہ عورتیں ہیں۔ برطانوی خبر رساں ادارے کے مطابق جب نیو سائنسٹ نامی جریدے نے ”بریف ہسٹری آف ٹائم“ کے مصنف اور کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر اسٹیفن ہاکنگ جو جدید طبیعیات کے متعلق انتہائی پیچیدہ سوالات دینے کی شہرت رکھتے ہیں، سے سب سے زیادہ پیچیدہ شے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عورتیں ایک پیچیدہ معمہ ہیں۔

مراد مرد و عورت ہے۔ ایک نئی تحقیق میں یورپ کے تین ماہرین نفسیات نے مردوں اور عورتوں کے مابین شخصی کی تضادات کا تجزیہ کرنے کے لیے ایک نیا طریقہ استعمال کیا، جس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان دونوں مخالف اصناف کے درمیان موجود خلاء کو قبل ازیں کیے گئے تحقیقی مطالعوں میں بہت کم ظاہر کیا گیا تھا۔

موجود ڈیٹا کو لکھنے اور پڑھنے کے لیے استعمال کر سکے گا۔

اس پیشرفت کے نتیجے میں کمپیوٹر چپ میں ڈیٹا محفوظ کرنے کے لیے گنجائش میں اس حد تک اضافہ ممکن ہو گیا ہے، جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس طرح کی کسی چپ پر چار ٹیرا بٹ کے برابر معلومات ذخیرہ کی جاسکیں گی۔ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس چپ کی تیاری پر لاگت بھی اس

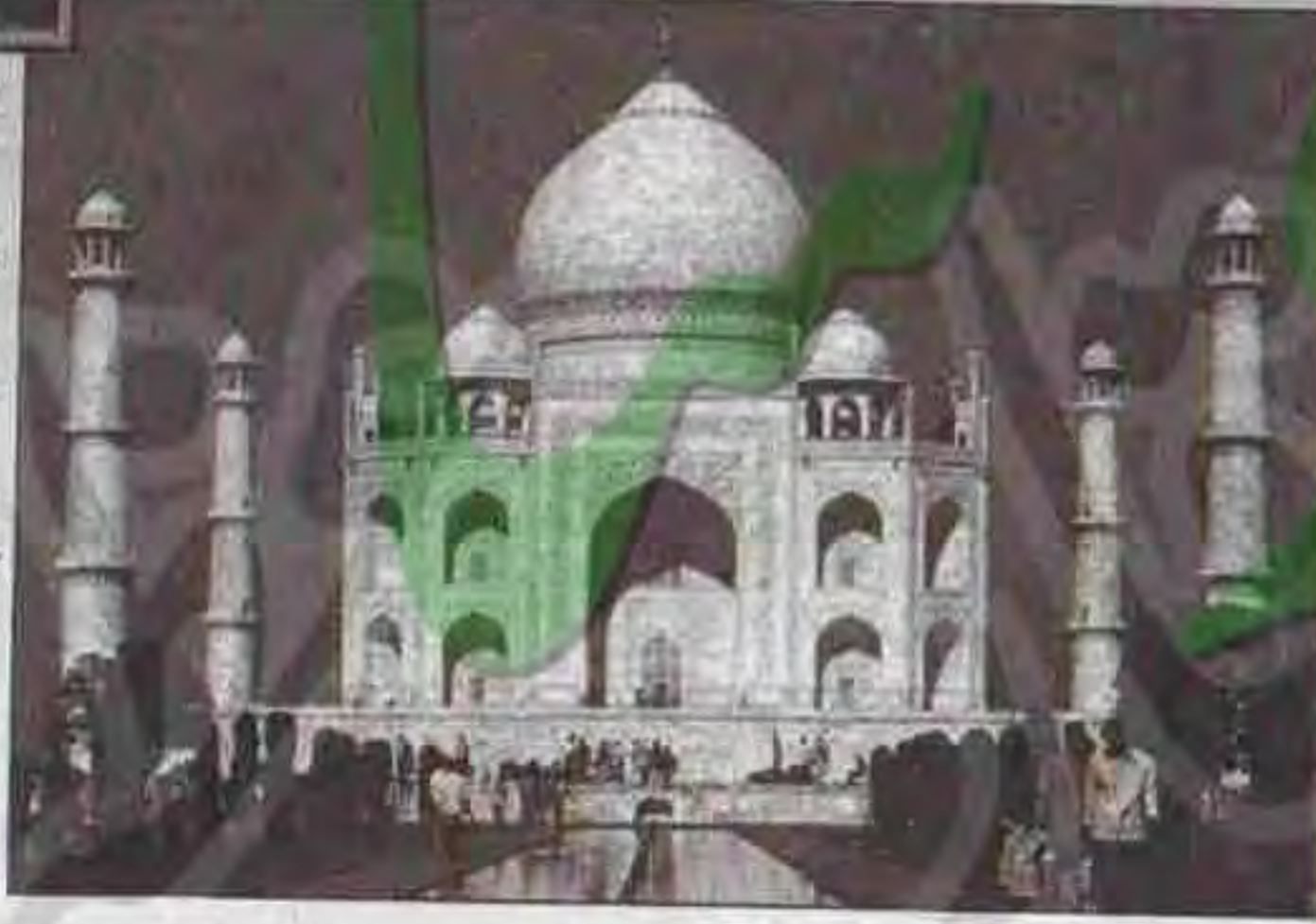
طرح کی دیگر چپس کے مقابلے میں کم رہے گی اور یہ نئی ٹیکنالوجی پانچ سال سے بھی کم عرصے میں بازار میں آجائے گی۔

روم: جیونگم سے جھٹکارے کی جنگ
اٹلی کے معروف تاریخی شہر روم میں آج کل ایک منفرد جنگ چھڑ چکی ہے اور وہ ہے جیونگم سے جھٹکارے کی جنگ۔ جی ہاں! یہ صدیوں پرانا شہر آج کل جگہ جگہ چپکی ہوئی جیونگمز کی

وجہ سے عجیب مشکل میں پھنسا ہوا ہے۔ شہر کے تاریخی مقامات پر گلی کوچے میں ایک اندازے کے مطابق 55 لاکھ جیونگم کے ٹکڑے چپکے ہوئے ہیں جن سے چھٹکارے کے لیے ان کی صفائی کی جنگ کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں روزانہ 15 ہزار جیونگم کو گلیوں سے صاف کیا جائے گا اور دلچسپ امر یہ ہے کہ ایک جیونگم کو تلف کرنے میں انتظامیہ ایک یورو

تاج محل کی دیواروں میں دراڑیں

محبت کی یادگار تاج محل کو سامنا ہے ٹوٹ پھوٹ کے خطرے کا، کیونکہ اب اس کی دیواروں میں دراڑیں پڑنے لگی ہیں جن کی مرمت کے لیے بھارتی حکومت کو ہنگامی اقدامات کرنے ہوں گے۔ بھارتی شہر آگرہ میں دریائے جمن کے کنارے تین سو ساٹھ سال سے موجود تاج



محل کی تاریخی عمارت کو دیواروں میں پڑنے والے گہرے شکافوں اور بنیاد کمزور ہو جانے کے باعث منہدم ہونے کے خطرے کا سامنا ہے۔ برطانوی ماہرین کا کہنا ہے کہ تاج محل کی بنیادوں کو پانی کی کمی کا سامنا ہے جس کی وجہ سے آئندہ پانچ سالوں میں یہ تاریخی عمارت زمین بوس ہو سکتی ہے۔

ارب سال پرانی ایسی نایاب دھات دریافت کی گئی ہے جو کہ چاند پر جانے والے پہلے انسان اپنے ساتھ واپس زمین پر لے آئے تھے۔ آسٹریلیو سائنسدان بیرگر راسمون کا کہنا ہے کہ مذکورہ پہاڑوں میں اس قیمتی دھات کی دریافت کی وجہ سے سائنسدانوں کے لیے اس پر تحقیق کرنے کے مزید مواقع میسر آئیں گے۔ آسٹریلیو سائنسدان کا کہنا ہے کہ 1.07 ارب سال پرانی نایاب دھات ہے جو کہ اس علاقے میں مذکورہ پہاڑوں سے بھی پرانی ہے۔

کرتے۔ متوسط طبقہ میں شادی کا رجحان نسبتاً زیادہ ہے۔ غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والی خواتین کا کہنا تھا کہ شادی کے بعد علیحدگی کی صورت میں ان کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو سکتا ہے جبکہ فوائد نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ بعض نوجوانوں کا کہنا تھا کہ شادی کی ناکامی کی صورت میں ان کے لیے ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرنا ایک بڑا مسئلہ بن سکتا ہے۔

خرچ ہو جائے گا، یعنی 55 لاکھ جیونگمز کے لیے 55 لاکھ یورو کا کثیر بجٹ درکار ہے۔ اس تخمینے نے انتظامیہ کے ہوش اُڑا دیے ہیں، تاہم شہر کو سیاحوں میں مقبول بنائے رکھنے کے لیے اس کام کا بیڑہ تو اٹھانا ہی پڑے گا۔

امریکہ: طلاق کے خوف سے شادیوں میں کمی

امریکہ کی کارل یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف سینٹرل اوکلاہوما کی طرف سے جاری ہونے والی ایک ریسرچ رپورٹ کے مطابق ایک ساتھ رہنے والے 67 فیصد امریکی نوجوانوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ طلاق کے خوف سے شادی نہیں

آسٹریلیا کے پہاڑوں سے ایک ارب سال پرانی چاند کی نایاب دھات دریافت
آسٹریلیا کے پہاڑوں سے ایک

میری پسندیدہ کتاب

پیغمبر اسلام ﷺ

609ء میں جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لے کر اپنی قوم کے پاس گئے تو آپ ﷺ کو انتہائی ناخوشگوار صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ اس معاشرے میں رسول اللہ ﷺ کے مٹھی بھر جانوروں کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ چین سے جی سکتے تھے نہ ہی اپنے عقیدے کی تبلیغ کی اجازت تھی۔ کسی ریاستی اختیار یا طاقت کا تو ذکر ہی کیا کہ اس حوالے سے کوئی طالع آزما آپ ﷺ سے حسد یا رقابت کا شکار ہوتا مگر ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو طاقت اور استحکام عطا کیا تو انہوں نے ایک چھوٹی سی ریاست کی بنیاد رکھی جس کی حدود میں اس تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا کہ ایک عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ ہجرت کے پہلے سال اسلامی ریاست کا وجود مدینہ شہر کے محض ایک چھوٹے سے ٹکڑے تک محدود تھا (پورے شہر میں بھی نہیں) جہاں مسلمان مدینہ کے دوسرے مکینوں، یہودیوں، عیسائیوں اور بت پرست عربوں کے مقابلے میں محض ایک اقلیت تھے مگر صرف دس سال بعد جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو اسلامی سلطنت پورے عرب کی وسعتوں سے نکل کر شام اور عراق کے جنوبی علاقوں تک پھیل چکی تھی اور تیس لاکھ مربع کلومیٹر علاقے پر پرچم اسلام لہرا رہا تھا۔ جی ہاں! تیس لاکھ مربع کلومیٹر جو کم و بیش پورے براعظم یورپ کے رقبہ کے برابر ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اوسطاً 845 مربع کلومیٹر علاقہ روزانہ گزشتہ دس سال سے اسلامی سلطنت کا حصہ بن رہا تھا اور اس سے بھی اثر انگیزیہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسانی جان کو اتنی اہمیت دی کہ اتنی وسیع سلطنت کے قیام کے لیے بہائے جانے والے خون کی مقدار 2 افراد فی ماہ سے زیادہ نہ تھی۔ دس سال یعنی 120 ماہ میں جتنی جنگیں ہوئیں ان میں دشمن کے محض 200 افراد ہلاک ہوئے جبکہ مسلمان شہداء کی تعداد اس سے بھی کم تھی۔

(اقتباس: رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مرسلہ: محمد زاہد بیگ۔ کراچی)

انبیاء کی تعلیمات

انبیاء کرام علیہم السلام اپنے ساتھ الگ الگ مذاہب نہیں لائے تھے کہ جن کی انہوں نے اپنے پیروکاروں کو تعلیم دی

ہو، بلکہ انہوں نے انسانوں کو خالق کائنات کی ہستی پر یقین (Faith in the creator of the Universe) کرنے اور اس کی مخلوق کی بہتری کے لیے کام کرنے (یعنی ایمان اور عمل صالح) کی ہدایت کی تھی۔ نیز اس پر کاربند



روحانی ڈائجسٹ

رہنے کے لیے انہوں نے اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے اپنے خالق کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں یاد رکھنے اور اس کے سامنے بندگی کے اظہار کے لیے عبادت کے طریقے پیش کیے تھے۔ انبیاء کی اس تعلیم میں بنیادی اہمیت کامیاب زندگی گزارنے کے لیے خالق کے احکام و ہدایت کی اطاعت کو حاصل ہے، جس کے نتیجے میں ہر دور میں تعلیم یافتہ، باشعور اور دیانت دار افراد کے ذریعے ترقی پذیر اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ چنانچہ خالق کی ذات پر ”ایمان“ لانے اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے سے انسانوں کے اندر ایک دوسرے سے محبت اور یگانگت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ آپس میں مل جل کر اور انسانی بھائی چارے کے جذبے سے اجتماعی بہتری کے لیے اپنی صلاحیتیں اور ذرائع صرف کرتے ہیں۔ زندگی گزارنے کے اس طریقے کو ”دین“ کہا جاتا ہے۔ ہمیں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے اپنے طریقوں پر خالق کائنات کی عبادت کرنے اور اپنے اپنے طریقے سے اپنی ثقافتی زندگی گزارنے کا حق دیتے ہوئے سب کی انسانی زندگی کو بہتر اور خوش گوار بنانے کے عمل میں شریک کرنا چاہیے اور اس کے لیے منظم طور پر بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمیں مذہبی رواداری کا اصول سنجیدگی سے اپنانا ہو گا اور آپس میں انسانی بھائی چارہ قائم کر کے اور باہمی افہام و تفہیم کا طریقہ اپنا کر، ایک دوسرے کی بہتری کے لیے کام کرتے ہوئے لوگوں کو مذہبی تعصب کے دلدل میں سے نکلنا ہو گا۔

(اقتباس: مذہبی رواداری۔ صفدر حسن صدیقی، مرسلہ: شائستہ شمیم۔ اسلام آباد)

سماج

شاید یہ سماج اس طاقت کا نام ہے جو کسی شخص کو اپنا واجب نا واجب مقصد پورا کرنے سے روکتی ہے۔ لوگوں کو فوراً امیر ہونے سے روکتی ہے۔ معمولی شکلوں اور آمدنی والے عاشقوں کی محبت میں حائل ہوتی ہے۔ ایک آن پڑھ مزدور کو کار میں بیٹھنے سے باز رکھتی ہے۔ کسی کوشش کا نتیجہ خاطر خواہ نہ نکالایا کوئی آؤٹ پٹنگ حرکت کر بیٹھے تو بجائے اصل وجہ سمجھنے کے کہہ دیا کہ ظالم سماج کا قصور ہے۔ اگر اسی طرح ہر بات میں غریب سماج کو قصور وار ٹھہرایا گیا تو وہ دن دور نہیں جب کسی کو بخار چڑھے گا تو وہ منہ بسور کر کہے گا کہ یہ سماج کا قصور ہے۔ کوئی کمزور ہو تو کہے گا کہ یہ سماج کی برائی ہے اور اگر کوئی بہت موٹا ہو گیا تو بھی سماج ہی کو کو سا جائے گا۔ نالائق لڑکے امتحان میں فیل ہونے کی وجہ سماج کی کھوکھلی بنیادوں کو قرار دیں گے۔ یہاں تک کہ گالیاں بھی یوں دی جائیں گی کہ ”خدا کرے تجھ پر سماج کا ظلم ٹوٹے“.... ”یا اللہ اسے سماج کے پنجے میں کر۔“ یا ”پرمانے چاہا تو سماج پر چڑھ کر بولے گا۔“ اور دعائیں بھی اسی قسم کی ہوں گی۔ ”پیسہ دیتا جا بابا خدا تجھے سماج سے بچائے۔“ یا ”میرے اللہ مجھے سماج کی ہوا سے بچائیو۔“ وغیرہ۔

(اقتباس: شکوئے۔ شفیق الرحمن، مرسلہ: تبسم ذبیر۔ کراچی)

کتاب زندگی کی بہترین دوست ہے، جو قاری کو دنیا جہان کی سیر کراتی ہے، اس پر علم کے نئے نئے ذروا کرتی ہے، ذہن و فکر کو جلا بخشی ہے۔ بعض کتب ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا اثر ساری زندگی قاری کے ذہن پر قائم رہتا ہے۔ اگر آپ کی بھی کوئی ایسی پسندیدہ کتاب ہے تو روحانی ڈائجسٹ کے ان صفحات کے ذریعہ قارئین کو اپنی پسند سے آگاہ کر سکتے ہیں۔



اس ماہ کا بہتر یہ شعر

اے بلبلو! خزاں میں بھی شکر خدا کرو
تجھے کہاں سے لاؤ گے فصل بہار میں
(مرسلہ: درخشاں مقصود۔ کراچی)

تجھے کیوں فکر ہے اے گل! دل صد چاک بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
(مرسلہ: عائشہ خان۔ کراچی)
لکھا شاید ازل سے تھا یہ بلبل کے مقدر میں
کہ پیدا ہو گلستاں میں مرے صیاد کے گھر میں
(مرسلہ: مقبول احمد۔ سکھر)
خاروں سے پوچھیے نہ کسی گل سے پوچھیے
صدمہ چمن کے لئے کا بلبل سے پوچھیے
(مرسلہ: آمنہ خان۔ لاہور)

بلبل کو باغیاں سے نہ صیاد سے عناد
قسمت میں قید تھی لکھی فصل بہار میں
(مرسلہ: نانکھ شاد۔ اسلام آباد)

نہ شاخ گل ہی اونچی ہے، نہ دیوار چمن بلبل
تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے
(مرسلہ: کامران افتخار۔ پشاور)

بلبل بے کس سے کیا پوچھیں نشین تھا کہاں
باغیاں بھی جب یہ کہتا ہو کہ گلشن تھا کہاں
(مرسلہ: طوبی دانش۔ کراچی)

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو افسوس بلبل ہی نہیں
(مرسلہ: محمد شاکر علی۔ حیدرآباد)

دم الٹ جائے نہ صیاد کا سنتے سنتے
درد انگیز نہ کر اپنے تو نالے بلبل
(مرسلہ: شمیمہ اظہر۔ سکھر)

بظاہر ہم ہیں بلبل کی طرح مشہور ہر جانی
مگر دل میں گداز فطرت پروانہ رکھتے ہیں
(مرسلہ: طلحہ احمد۔ کراچی)

روحانی رائٹرز کلب



نوجوان کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔
ہمارے ملک میں باصلاحیت نوجوانوں کی کمی نہیں
ہے۔ ”روحانی بیک رائٹرز کلب“ کے زیر اہتمام ہم نئے لکھنے
والے نوجوانوں کو طبع زاد، دلچسپ، بامقصد، معلوماتی، سائنسی اور روحانی مضامین یا کہانیاں لکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔
قلم اٹھائیے اور اپنے خیالات کو قسطاں پر منتقل کر دیجئے۔ اپنی نگارشات کے ساتھ روحانی بیک رائٹرز کلب کا ٹوکن پُر
کر کے اپنے تعلیمی ادارے کے شناختی کارڈ کی فوٹو کا پی اور ایک عدد حالیہ پاسپورٹ سائز تصویر ارسال کریں۔ آپ کی
نگارشات ہمارے معیار پر پوری اتریں تو ہم روحانی ڈائجسٹ کے اوراق کی زینت بنائیں گے۔ مضامین
قابل اشاعت ہوں یا ناقابل اشاعت دونوں صورتوں میں مؤدہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

نقل پر بھروسہ!

(ملک مومن)

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم کالج میں زیر تعلیم
تھے۔ ہمارا کالج ایک اونچے پرفضا مقام پر واقع تھا۔ جہاں
جانے کے لیے دو راستے تھے۔ ایک پگڈنڈی کا راستہ جو
شارٹ کٹ کہلاتا تھا اور دوسرا پکارا راستہ جو موٹر گاڑیوں
کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ یہ راستہ عموماً سنان رہتا تھا اور
کافی گھوم کر کالج جاتا تھا۔ راستے کے دونوں جانب ہری
بھری جھاڑیاں اور پام کے درخت ماحول کو کافی پرکشش
اور رومان پرور بنا دیتے تھے، جس کا فائدہ کالج کے منچلے
طلبہ اٹھاتے تھے۔ کالج کی عمارت تھوڑی دور پر واقع تھی
جہاں تک پہنچنے کے لیے ناہموار راستوں سے گزرنا پڑتا۔
یہاں سے کچھ فاصلے پر ہی ایک مسجد تھی۔ اس سے چند

بلبل ناشاد نے کچھ اس طرح فریاد کی
روتے روتے ہچکیاں سی بندھ گئیں صیاد کی
(مرسلہ: رضوان خان۔ سیالکوٹ)

نغمہ بلبل ہو یا آواز خاموش ضمیر
ہے اسی زنجیر عالمگیر میں ہر شے اسیر
(مرسلہ: شاہد حسین۔ اوکاڑہ)

پوچھا بلبل سے جو میں نے دردِ فرقت کا علاج
شاخ گل سے گر پڑی، تڑپ تڑپ کے مر گئی
(مرسلہ: مہوش شاہد۔ ایبٹ آباد)

جوش گل کی ہیں یہی کیفیتیں تو کیا عجب
اشک بلبل سے قفس ہو لالہ زار اب کے
(مرسلہ: شمرین خان۔ گجراتوالہ)

اپریل 2012ء کے اشعار کے لیے منتخب لفظ ”جین“ ہے۔
قارئین اس لفظ پر مشتمل منتخب معیاری اشعار اس ماہ کی
آخری تاریخ تک ارسال کر دیں۔

مٹلا باری بریانی

ماریشس والے
بھی عجیب
ہیں۔
پھل
کھانے کے

معاملے میں ان جیسا کوئی

گرمیوں کے شروع میں پورے جزیرے میں بور مہکتا ہے۔ پھر جب آم تیار ہوتا ہے تو بوجھ سے شاخیں ٹوٹنے لگتی ہیں۔ لیکن انجام پیتے جیسا ہوتا ہے۔ کھاتے ہیں لیکن خیال رکھتے ہیں کہ کہیں اشتیاق کا اظہار نہ ہو جائے۔ شہروں میں تو سنا ہے کہ قیتا مل جاتا ہے مگر گاؤں دیہات میں آم بیچنے یا خریدنے کا رواج نہیں۔ پال نہیں ڈالتے۔ شاخ پر پکتے ہیں، وہیں سے ٹپکتے ہیں اور قدر دانوں کی حسرت لیے وہیں خاک ہو جاتے ہیں۔

املی کے بارے میں کہنا مشکل ہے کہ پھلوں میں شمار ہوتی ہے یا نہیں، لیکن قدرت نے املی کے معاملے میں

بھی یہاں اتنی زیادہ فیاضی سے کام لیا ہے کہ ایک پورے علاقے کا نام ”پلین وے تمرین“ یعنی املی کا میدان ہے۔ مگر شاخ پر پک پکا کر اور گر کر ضائع ہو جاتی ہے۔ خود کھانے کے لیے دوسرے ملکوں سے درآمد کرتے ہیں۔ تو پھر کیا کھاتے ہیں.....؟ پھلوں سے رغبت ہے یا نہیں.....؟ جی ہاں! خوب ہے.....!

میں نے کسی سے پوچھا تو ترنت جواب ملا۔ بہت شوق سے کھاتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ وہ پھل باہر سے آیا ہو، کسی بیرونی ملک سے درآمد کیا گیا ہو۔ سیب، ناشپاتی اور سنگترہ خوش ہو ہو کر کھاتے ہیں لیکن یہ سارا پھل جنوبی افریقہ اور دوسرے ملکوں سے آتا ہے۔

کھانے پینے کا ذکر چل نکلا تو اب ذرا پینے کا حال سن

نہیں ہو گا۔ پیتا اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ کہیں مٹی بھر بیچ ڈال دیں تو پورا باغ آگ آئے۔ ہر ٹکڑ پر پیستے کے جھنڈ نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب تیار ہوتا ہے تو دھوپ میں سونے کی طرح چمکتا ہے اور جتنی اچھی رنگت ہوتی ہے اتنا ہی عمدہ ذائقہ ہوتا ہے۔ بس یہ ہے کہ کھاتے نہیں۔ پکے ہوئے پیستے پر چڑیاں ٹھونگیں مارتی رہتی ہیں اور اگر آپ راگیر ہیں اور کسی کے باغچے میں لگے ہوئے پیستے آپ توڑنا چاہیں تو نا صرف یہ کہ آپ کو پوری آزادی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ سرفے کے اس عمل کے دوران صاحب خانہ باہر آکر آپ کا شکریہ بھی ادا کریں۔ لوگ

بتاتے ہیں کہ درختوں پر پکنے کے بعد جو پیستے پرندوں سے فٹ جاتے ہیں وہ گر کر اور گل سڑ کر خود ہی خاک میں مل جاتے ہیں۔

ہم جن دنوں وہاں تھے، پچھلے طوفان نے پیستے کے سارے درخت گرا دیے تھے۔ ہمارا اشتیاق دیکھ کر کسی نے کھانے کے بعد پیستے پیش کیے۔ رنگت سونے کی تھی اور سنا ہے کہ قیمت بھی.....!

یہ اس ملک کا ذکر ہے جہاں ایک پورے علاقے کا نام ”پلین وے پا“ پایا، یعنی پیستے کا میدان۔ یہی حال آم کا ہے۔

ظاہر ہے کہ جہازی بھائی ٹکلتے، بمبئی اور مدارس کے ساحلوں سے اپنے ساتھ آم ضرور لائے ہوں گے۔ انہیں ماریشس کی زمین خوب راس آئی اور اس کثرت سے آگا کہ

کی جان میں جان آئی۔ رات بھر جاگ کر اس پرچے کو حل کیا گیا جو سوالات مشکل تھے اس کی بوٹیاں (چھوٹی چھوٹی پرچیاں) بنائی گئیں۔ اب قدرے اطمینان محسوس ہو رہا تھا کہ اب صرف امتحان گاہ میں جا کر جوابات لکھنے ہیں۔ امتحان کے ہال میں داخلے سے قبل ہر طالب علم مطمئن تھا اور ہر کوئی ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اشاروں ہی اشاروں میں باتیں ہو رہی تھیں۔ گھنٹی بجتے ہی ہم لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ پہلے کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ ہم لوگوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنا اپنا سیٹ نمبر درج کیا۔ اب صرف اس بات کا انتظار تھا کہ جیسے ہی پرچہ ہاتھ میں آئے ہم جواب لکھنا شروع کر دیں۔ دوسری گھنٹی بجتے ہی ممتحن نے سوالیہ پرچہ دینا شروع کیا۔ پہلے طالب علم نے جھٹ سے پرچہ ہاتھوں میں لیا، سب کی نگاہیں اس طالب علم کی حرکات و سکنات پر تھیں۔ پرچہ ہاتھ میں لیتے ہی اس نے پرچہ پر گہری نظر ڈالی اور فوراً ہی پلٹ کر دوسری جانب دیکھنے لگا۔ گھبرا گھبرا کر اس نے دو تین مرتبہ پرچے کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ ہم سب کو اس بات کا احساس ہونے لگا کہ کچھ تو گڑبڑ ضرور ہے تب تک ہمارے ہاتھ میں بھی سوالیہ پرچہ آگیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ یہ کیا.....؟ یہ تو پورا پرچہ ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ رات بھر ہم نے جو تیاریاں کی تھیں وہ رائیگاں گئیں۔ اس کا تو ایک سوال بھی پرچے میں موجود نہیں تھا۔ ہر طالب علم کے چہرے پر ہوائیں اڑ رہی تھیں کہ یہ کیا ہو گیا.....؟ ہاتھوں سے پسینہ چھوٹنے لگا۔ ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر اور پانی پی پی کر کسی طرح تین گھنٹے گزر گئے۔ گھنٹی بجتے ہی ممتحن نے کاپیاں جمع کرنی شروع کر دیں اور ہم لوگ بوجھل قدموں سے امتحانی ہال سے باہر آ گئے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا ہم کوئی بہت بڑی جنگ ہار کر

تھی۔ اکثر ہم لوگ ساتھ ہی ساتھ تفریح کے لیے جاتے۔ چونکہ اتوار کے روز ہاسٹل کا میس بند رہتا تھا، ہم لوگ کالج کیسپس سے باہر پیدل ہی رات کے کھانے کے لیے نکل پڑتے۔ راستے میں کالج کے دلچسپ لمحات کا تذکرہ ہوتا۔ سیر و تفریح کی باتیں ہوتیں۔ امتحان کی تیاری اور آئندہ کے لیے منصوبہ بندی پر بھی اظہار خیال ہوتا۔

وقت گزرتا رہا اور ششما ہی امتحان سر پر آگیا۔ طلبہ پڑھائی میں مشغول ہو گئے۔ کسی کو سر اٹھانے کی فرصت نہیں تھی۔ ہر طالب علم کو یہ فکر ستائے جا رہی تھی کہ کس طرح اچھے نمبروں سے کامیاب ہوں تاکہ اپنے اپنے گھروں پر اپنا رزلٹ بتا سکوں اور اپنا بھرم قائم رکھ سکوں۔ اکثر طلبہ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انہیں امتحانی پرچے قبل از وقت کسی طرح حاصل ہو جائیں تاکہ ان کے مطابق پڑھائی کر کے اچھے مارکس حاصل کر لیں۔ کچھ طلبہ اس میں شارٹ کٹ آزماتے ہیں۔ بجائے پرچوں کے سوالات کے جواب یاد کرنے کے رات بھر نقل تیار کرتے ہیں۔ آج کل اس مصیبت سے بھی چھٹکارا مل گیا ہے۔ طلبہ فوٹو کاپی کی دکانوں پر جا کر چھوٹی چھوٹی پرچیاں بنا لیتے ہیں اور امتحانی ہال میں ممتحن کی نظروں سے بچ کر جوابات پرچے میں چھاپ دیتے ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ ہمارے امتحان جاری تھے دو پرچے ہو چکے تھے۔ اگلا پرچہ طبیعات کا تھا۔ یہ پرچہ عام طور پر مشکل سمجھا جاتا ہے۔ اس مضمون کے نام سے ہی طلبہ کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔ اس لیے ہمارے چند ساتھیوں نے یہ تگ و دو شروع کر دی کہ کہیں سے پرچہ ہاتھ آجائے۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ رات سر پر آگئی تھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کریں کیا نہ کریں.....؟ آخر رات گیارہ بجے ہاسٹل میں شور ہوا کہ ہمارے ساتھیوں کی محنت ٹھکانے لگی اور طبیعات کا پرچہ ہاسٹل میں آچکا ہے، لوگوں

بقیہ: صفحہ 231 پر ملاحظہ کیجیے

رومانی ڈائجسٹ

فروری ۲۰۱۲ء

لیجیے۔ اچھی سے اچھی دودھ دینے والی گائے لاکر رکھی گئی مگر اس کا دودھ نہیں پیتے۔ ڈبے کا دودھ پیتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ وہ گاڑھا اور میٹھا دودھ جو ٹین کے ڈبوں میں آتا ہے۔ صرف کچھ خوش مزاج لوگ اصلی اور تازہ دودھ استعمال کرتے ہیں۔ غنیمت ہے کہ وہی جلاتے ہیں اور سمندر پار سے آئے ہوئے پھل کوٹ کر اس میں ملا کر کھاتے ہیں اور چونکہ بریانی کا بہت شوق ہے، اس کے ساتھ وہی کارا سنتے بناتے ہیں۔

گنا زمین سے ابلا پڑتا ہے لیکن گتے کا رس نہیں پیتے البتہ گتے کی شراب اتنے ہی فوق و شوق سے لٹکھاتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ پرلے درجے کے کابل ہیں، گھر میں پڑے ٹیلیوژن دیکھتے رہتے ہیں اور شراب پیتے رہتے ہیں۔ مجھے ایک عجیب بات بتائی گئی، ایسی عجیب بات کہ مجھے یقین نہیں آیا اور کئی جگہ سے میں نے تصدیق چاہی اور وہ بات درست نکلی کہ ماریشس کی حکومت نے شراب پر لگا ہوا ٹیکس ختم کر دیا ہے۔ دنیا بھر کی حکومتیں اپنے خسارے پورے کرنے کے لیے سگریٹ اور شراب پینے والوں ہی کو نچوڑتی ہیں لیکن یہ ملک وہ عجوبہ روزگار ہے جہاں شراب پر ٹیکس معاف کر دیے گئے ہیں۔

ہم لوگ جزیرے کی سیر کرتے ہوئے ایک ساحلی سڑک سے گزر رہے تھے اور راستے میں جگہ جگہ گاؤں آرہے تھے۔ ایک گاؤں آیا تو دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر بیکار بیٹھے ہیں اور اکثر کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہیں۔

ہمارے میزبان نے بتایا کہ اس گاؤں میں تعلیم بہت کم ہے۔ کار میں موجود سارے اجنبی ایک ساتھ بولے.... ”کیوں؟“

جواب ملا۔ ”یہ سب لوگ نشے کے عادی ہیں۔ پورا گاؤں شرابی ہے۔ اس لیے انہیں پڑھنے لکھنے سے دلچسپی نہیں۔“

یہ تو ہوئی شراب پینے کی بات۔ یہی حال شکر کا ہے۔ شکر اس کثرت سے پیتے ہیں کہ بس چلے تو چچے سے نہ ڈالیں بلکہ شکر دانی سے انڈیلیں۔ پھر خود ہی ہنتے ہیں، شرمندہ ہوتے ہیں اور خود ہی کہتے ہیں کہ ماریشس میں شکر کا مرض بہت عام ہے۔

یہاں کے بندرتک ذیابیطس کے مریض ہیں۔ میرا خیال تھا کہ جس طرح زمین سے گنا ابلا پڑتا ہے، چاروں طرف پھیلے ہوئے نیلگوں سمندر سے مچھلی ساحل پر چڑھی چلی آتی ہوگی، لیکن جب کئی روز کھانے پر مچھلی نہیں ملی تو پتہ چلا کہ مہنگی بہت ہے۔ میرا خیال تھا کہ کہیں اور چلی جاتی ہوگی، اس طرف نہیں آتی ہوگی لیکن ایک روز حال کھلا کہ ساری مچھلی غیر ملکی سیاح کھا جاتے ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹلوں والے عمدہ مچھلی کے اتنے زیادہ دام لگاتے ہیں کہ ٹھہرے شہروں کا رخ ہی نہیں کرتے۔ شاید ان ہی کی سہولت کے خیال سے سارے بڑے ہوٹل سمندر کے کنارے بنائے گئے ہیں۔

ان کے کھانوں میں بریانی کا جواب نہیں۔ میں نے اس قسم کی بریانی مالا باری بریانی کے نام سے کھائی ہے۔ باسستی چاول میں مرغی، گول آلو، انڈے اور ہرا دھنیا ڈالتے ہیں۔ غالباً قورے کا مسالہ ہوتا ہے اور مقدار میں کافی ہوتا ہے اس لیے بریانی میں کچھ اور نہیں ملاتے۔ بس یوں ہی کھا لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت مزے کی ہوتی ہے۔

ماریشس میں یہ بات سوالا کھ روپے کی ہے کہ غریب ہوں یا امیر، شادی کی تقریب میں ایک یہی بریانی کھلاتے ہیں۔ یہی حال بچے کی ولادت، بزرگوار کی وفات، عرس، قرآن خوانی، مشاعرہ، محفل غزل اور قوالی کا ہے۔

ہمارے دوست عنایت حسین عیدن کہتے ہیں کہ یہاں ووٹ لینے کے لیے اور رشوت دینے کے لیے بھی

بریانی کھلائی جاتی ہے۔

بڑی بڑی دعوتوں کے لیے بریانی پکانے والے یہاں بھنڈاری کہلاتے ہیں۔ بعض بھنڈاریوں کی بڑی شہرت ہے کیونکہ وہ نہایت عمدہ بریانی پکاتے ہیں۔ خراب بریانی پکانے والے کے لیے جزیرے میں کوئی جگہ نہیں۔ سنا ہے کہ بریانی خراب ہو جائے تو بھنڈاری چپکے سے پچھلے دروازے کے راستے بھاگ جاتا ہے۔

واقعی ماریشس والے عجیب ہیں۔ فٹ بال کے دیوانے ہیں۔ میچ برطانیہ میں ہو، یا پورٹ لوئس میں تالیاں بجاتے ہیں۔ پسندیدہ ٹیم امریکہ میں ہار رہی ہو، یہ موکا میں آنسو بہاتے ہیں۔ فٹ بال کے رسالے پڑھتے ہیں، پول بھرتے ہیں۔ اپنی پسندیدہ ٹیموں کے نام سے کلب بناتے ہیں، چاہے وہ ٹیم برطانیہ کی ہو چاہے ارجنٹینا کی۔ سنا ہے کہ جن دنوں امریکہ میں عالمی کپ کے مقابلے ہو رہے تھے، یہ لوگ کام سے چھٹی لے کر گھروں میں بیٹھ گئے تھے اور دن دن بھر ٹیلیوژن پر میچ دیکھا کرتے تھے چنانچہ ملک کی صنعتی پیداوار گھٹ کر آدمی رہ گئی۔

اپنی ایک اور عادت کا احوال بہت مزے لے لے کر سناتے ہیں۔ خود کہتے ہیں کہ کوئی نیا کام شروع ہو، نیا پارک بنے یا نیا اسٹور کھلے، دیوانوں کی طرح ہزاروں کی تعداد میں وہاں پہنچ جاتے ہیں مگر چند روز میں آگیا کر وہاں جانا چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً کوئی نیا ریسٹورنٹ کھلا اور اگر کہیں اس نے دام گھٹانے کا اعلان بھی کر دیا تو غول کے غول وہاں پہنچنے لگیں گے مگر اچانک ایک دن سناٹا چھا جائے گا اور وہاں آلو بولنے لگیں گے۔

اس کا نظارہ ہم نے بھی کیا۔ جس راستے سے ہمارا روز کا آنا جانا تھا، وہاں ایک بڑے میدان میں کانٹی نینٹل ہال پر مارکیٹ کھلی تھی جس کے گرد سینکڑوں کاریں کھڑی

کرنے کی گنجائش تھی۔ اوپر سے مارکیٹ والوں نے کہہ دیا کہ ہر چیز کی قیمت پندرہ فیصد کم ہے۔

اب یہ ہوا کہ جہاں سینکڑوں کاریں سامنے کی جگہ تھی، وہاں ہزاروں کاریں پہنچنے لگیں۔ جزیرے کے کونے کونے سے خلقت وہاں ڈھلنے لگی۔ آگے آگے بچے، ان کے پیچھے ماں باپ اور ان کے پیچھے بوڑھے دادا دادی قطار در قطار ہائپر مارکیٹ کی طرف چل پڑے۔

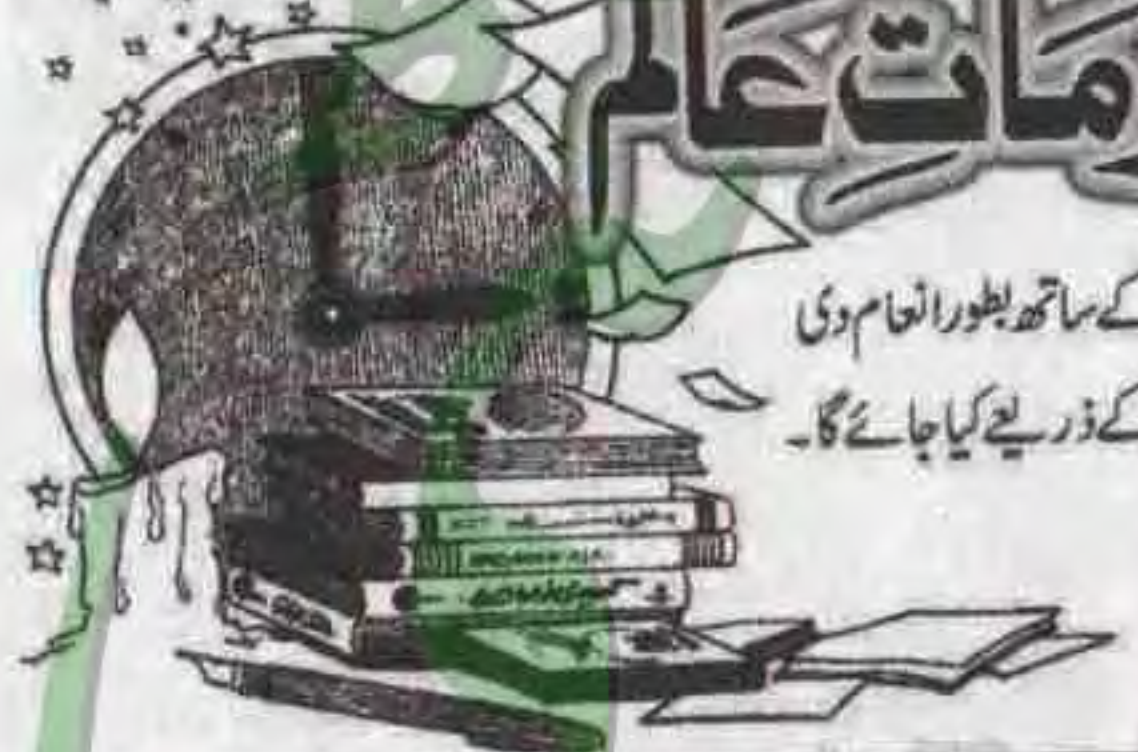
اس مارکیٹ کا ایک کمال تھا کہ جس ملک میں ہر چیز چھ بجے کے بعد بند ہو جاتی ہے، وہاں یہ مارکیٹ رات دس بجے تک کھلنے لگی۔ ماریشس والوں کو یہ عجوبہ اتنا اچھا لگا کہ رات دس بجے ان کی خوشامدیں کی جاتی ہیں کہ خدا کے لیے اب گھر جائیے مگر یہ نہیں جاتے۔ پھر انہیں سمجھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد تنبیہ کی جاتی ہے اور آخر میں زور زبردستی سے انہیں نکالا جاتا ہے۔

ایک صاحب، کہ ماریشس کے ہزاروں لوگوں کی طرح ان کا نام بھی فاروق تھا، نے ہمیں بتایا کہ شام سات بجے وہ اپنے بچوں کو لے کر ہائپر مارکیٹ گئے تو پولیس نے انہیں باہری رکھ دیا اور کہا کہ لد جانے کی اجازت نہیں کیونکہ اندر پہلے ہی پچیس ہزار آدمی بھرے ہوئے تھے۔

بڑی مشکل سے فاروق اور ان کے بال بچے اندر داخل ہوئے اور اتنی بھیڑ بھاڑ میں ان سے کچھ خریدنا نہ کیا۔ بچے بھوکے تھے انہوں نے بسکٹ کے کچھ پیکٹ اٹھالیے اور قیمت ادا کرنے کے لیے قطار میں کھڑے ہو گئے۔ خدا خدا کر کے جب قیمت ادا کرنے کی باری آئی اس وقت تک بچے نا صرف سارے بسکٹ کھا چکے تھے بلکہ منہ بھی پونچھ چکے تھے۔

فاروق صاحب جب یہ قصہ سنا چکے تو بولے کہ آپ نے دیکھا ہو گا ماریشس میں جن لوگوں کا نام فاروق ہے،

معلوماتِ عالم



درج ذیل معلومات میں سے درست جوابات منتخب کر کے خالی جگہ اور کوپن پُر کریں اور پورا صفحہ ڈائجسٹ سے نکال کر اس ماہ کی آخری تاریخ تک ارسال کر دیں۔ اگر آپ کے جوابات درست ہوئے تو آپ کو معروف روحانی اسکالر خواجہ شمس الدین عظیمی کی ایک کتاب اُن کے آٹو گراف کے ساتھ بطور انعام دی جائے گی۔ ایک سے زائد درست حل موصول ہونے پر فیصلہ قریب اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔

معلوماتِ عالم۔ روحانی ڈائجسٹ،
D, 1/7-1 ناظم آباد۔ کراچی 74600

1- حضور نبی کریم ﷺ ارشتے میں حضرت امیر حمزہؓ کے _____ تھے۔
(بھتیجے..... بھائی..... بھائی)

2- من وسلوی _____ کی اُمت پر اتارا گیا۔
(حضرت عیسیٰ..... حضرت داؤد..... حضرت موسیٰ)
3- ”مہاکی“ _____ کا لقب ہے۔

(بابا مسرید الدین..... قطب الدین بختیار..... خواجہ معین الدین)
4- ”عالم تمام حلقہ دِام خیال ہے“ مشہور شاعر _____ کا مصرعہ ہے۔

(سرزاغالب..... علامہ اقبال..... مولانا الطاف حسین حالی)
5- کیوی نامی پرندہ _____ میں پایا جاتا ہے۔

(سوئٹزر لینڈ..... انگلینڈ..... نیوزی لینڈ)
6- ایک منٹ میں _____ سیکنڈ ہوتے ہیں۔

(50..... 100..... 60)
7- پانی میں آکسیجن کے علاوہ _____ گیس پائی جاتی ہے۔

(کاربن ڈائی آکسائیڈ..... ہائیڈروجن..... نائٹروجن)
8- ایسا عدد ہے جسے اُلٹا پڑھا جائے تو ایک پھل کا نام بتاتا ہے۔
(دس..... پانچ..... بیس)

میں نے اپنے میزبانوں سے پوچھا کہ ماریشس والے کھانا کس تیل میں پکاتے ہیں۔
انہوں نے عام تیلوں کے نام بتا دیے۔
میں نے کہا کہ مجھے یہاں آئے ہوئے دو دن ہو گئے ہیں اور دو دن سے ہوا میں تیل کیسی بو ہے۔
ان سب نے زور زور سے سانسیں کھینچیں اور مل کر گرد نہیں ہلا دیں۔ ”یہاں تو کوئی بھی بو نہیں ہے۔“
میں نے کہا..... ”ہے۔“

لیکن تیسرے دن میری ”ہے“ میں کمی آئی، چوتھے روز بہت ذرا سی ”ہے“ رہ گئی اور پانچویں دن میں جزیرہ ماریشس کی ہوا کی بو کا عادی ہو گیا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا اس تیل کی بو ابھی تک آرہی ہے؟ میں نے کہا کہ مہمان کی طبع نازک کے خیال سے شاید اہل ماریشس نے راتوں رات کسی اور تیل کا استعمال شروع کر دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ جب میں لندن لوٹ آیا تو وہاں کے دھلے ہوئے کپڑوں سے پھر اسی تیل جیسی بو آنے لگی۔

میرا خیال ہے کہ ہر سرزمین کی اپنی علیحدہ بو ہوتی ہے۔
(”جہازی بھائی، سفر نامہ“ سے اقتباس)



سب دیکھنے میں غریب غرباء نظر آتے ہیں۔ بڑے بوڑھے اس کا سبب بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فاروق نام کے لوگوں کے لیے جتنی دولت اٹھا کر الگ رکھی تھی وہ ساری کی ساری مصر کے شاہ فاروق کے حصے میں چلی گئی۔

مطلب یہ کہ بھلے لوگ ہوتے ہیں۔ صاف ستھرے بہت رہتے ہیں اور اپنے گھر گھر وندے بھی صاف رکھتے ہیں۔ اکثر جھاڑو دیتے رہتے ہیں لیکن غلامی کی رسموں سے اتنے تنگ آچکے ہیں کہ جھاڑو دینے کے لیے جھکتے نہیں۔ ایک لمبے سے ڈنڈے کے آگے برش باندھتے ہیں اور دوسرے ڈنڈے کے سرے پر پین لگاتے ہیں۔ بس کھڑے کھڑے ایک ہاتھ سے جھاڑو دیتے جاتے ہیں اور دوسرے سے کوڑا کرکٹ سیٹتے جاتے ہیں۔

ایک روز جنوبی ہند کی صورتوں والی خواتین ہمارے ہوٹل کے زینے مانجھ رہی تھیں۔ انہوں نے ناریل کے جوئے بنا رکھے تھے، جنہیں پیروں تلے دبا کر وہ کھڑے کھڑے فرش کی منجھائی کر رہی تھیں۔

اس ساری صفائی ستھرائی کے باوجود مجھے ایک عجیب تجربہ ہوا۔ ماریشس پہنچتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ہوا میں تیل کی بو ہے۔ وہی تیل جس میں کھانا پکایا جاتا ہے۔



قورمہ! گوروں کی پسندیدہ ڈش
یوں تو انگریزوں کے لیے مرچوں والے ایشیائی کھانے کھانا آسان نہیں، لیکن برطانیہ میں ہونے والے ایک حالیہ سروے کے مطابق برصغیر پاک و ہند کی مشہور ڈش قورمہ انگریزوں کی پسندیدہ ڈش بن چکی ہے۔ سروے کے مطابق 73 فیصد برطانوی افراد ایشیائی کھانوں میں سب سے زیادہ قورمہ کھانا پسند کرتے ہیں۔ تاہم صرف دس فیصد کم مرچوں والا اور تین فیصد انتہائی چٹ پٹا قورمہ کھاتے ہیں۔ پسندیدہ ایشیائی کھانوں کے اس سروے میں چکن، تھکے دوسرے اور چکن جلفریزی تیسرے نمبر پر ہے۔

مرتبہ: محمد نبیل عباسی

بچوں کا روحانی ڈائجسٹ

”روشن راہیں“

ایک مرتبہ سورج اور ہوا میں بحث شروع ہو گئی، دونوں ہی خود کو برتر ثابت کرنے لگے۔ ہوانے کہا ”میں بڑے بڑے درخت اور عالی شان مکانات کو اکھاڑ پھینکتی ہوں، سمندر میں طوفان برپا کرتی ہوں، دیو پیکل جہاز سمندر میں ڈبو دیتی ہوں، آندھی بن کر دن کو رات بنادیتی ہوں اور جس دن ذرا کروٹ بدلوں تو دنیا کے تمام کام بند کر دوں۔“

سورج نے کہا ”میری تپش کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ پہاڑ جلنے لگتے ہیں۔ لاکھوں من برف پانی ہو جاتی ہے۔ سمندر کھولنے لگتا ہے۔ جو میرا مقابلہ کرتا ہے اس کا منہ ہی ٹھلسا دیتا ہوں۔“

بحث بڑھی تو دونوں نے طے کیا کہ کسی خاص چیز پر دونوں زور آزمائی کریں۔ ایک مسافر بیچارے کی شامت آئی، یہ غریب چادر اوڑھے اپنی منزل کی جانب چلا جا رہا تھا۔ شرط لگی کہ دیکھیں اس کی چادر کون اتروا سکتا ہے....

ہوا تیزی سے چلنے لگی۔ مسافر نے چادر کو خود پر اچھی طرح لپیٹ لیا اور اس طرح ہوا کا کوئی زور اس پر نہ چل سکا۔ پھر سورج نے آہستگی کے ساتھ دھوپ نکالی اور کچھ دیر بعد مسافر کو گرمی محسوس ہوئی تو اس نے چادر اتار دی اور یوں یہ مقابلہ سورج نے جیت لیا۔

سچ کہا ہے کسی بزرگ نے کہ....

”آہستگی سے جو کام ممکن ہو سکتا ہے، تیزی اور شہری سے نہیں ہوتا۔“

ماہِ سحر بہترین مضامین

روحانی ڈائجسٹ میں اپنے پسندیدہ مضامین کی نشاندہی کیجئے اور معروف روحانی اسکالر خواجہ شمس الدین عظیمی کی ایک کتاب اُن کے آؤگراف کے ساتھ بطور انعام حاصل کیجئے۔ ذیل میں دیئے گئے کوپن کی خانہ پُر کی سُرخ بال پوائنٹ سے کریں اور اس ماہ کی آخری تاریخ تک ہمیں ارسال کر دیں۔ کوپن کی فوٹو اسٹیٹ قابل قبول نہیں ہوگی۔ فیصلہ قریب اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔ اپنی نگارشات اس پتے پر ارسال کریں۔

”اس ماہ کے بہترین مضامین“ روحانی ڈائجسٹ، 1-D, 1/7 ناظم آباد، کراچی۔ 74600

- 1
- 2
- 3
- 4
- 5

کوپن برائے معلوماتِ عالم (انعامی کوپن) اس ماہ کے بہترین مضامین
(لفافے پر انعامی مقابلہ ضرور تحریر فرمائیں)

نام..... ولدیت.....

پیشہ..... عمر..... تعلیم.....

مکمل پتہ.....

ایران میں ایک غریب آدمی رہتا تھا، اس کا نام اسلم تھا۔ وہ دریاں بچ کر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ ایک روز اس کی دکان پر ایک سوداگر آیا۔ سوداگر کے ساتھ اس کا ایک دوست بھی تھا۔ اسلم ان کو رستے دکھانے لگا۔ سوداگر نے اپنے دوست سے کہا ”میں نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ دنیا میں ترقی اس لیے کر جاتے ہیں کہ ان پر قسمت اچانک مہربان ہو جاتی ہے۔ اب اس آدمی کو دیکھ لو اگر کہیں سے کوئی رقم اس کے پاس آجائے تو اس کا کاروبار چل نکلے گا اور یہ خود رستے بنانے کے بجائے بیسیوں ملازم رکھ لے گا۔“

اس سے پہلے کہ اسلم کچھ عرض کر تا وہ دونوں سوداگر جلدی سے باہر نکل گئے۔ اسلم کچھ دیر تک تو اشرفیوں کو حیرانی سے دیکھتا رہا پھر گھر جا کر ان کو آٹے کے منگے میں چھپا کر رکھ دیا اور سو گیا۔ صبح اٹھ کر اس نے منگے کو دیکھا تو وہ غائب تھا۔ اس نے بیوی کو آواز دی۔ ”آٹے والا منگا کہاں ہے....؟“

”وہ تو میں نے حجام کی بیوی کو دے کر اس سے مہندی خرید لی ہے۔“

”اری جاہل عورت! اس میں تو بیس اشرفیاں تھیں جا اور بھاگ کر واپس لے آ۔“



اسلم کی بیوی بھاگ بھاگ حجام کی بیوی کے پاس پہنچی تو معلوم ہوا کہ اس نے منگے کو کباڑ کی دکان پر بیچ دیا ہے۔ بیوی منہ لٹکائے واپس آگئی اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ اسلم سرپیٹ کر رہ گیا۔

”معافی چاہتا ہوں جناب!“

اسلم نے ان کی باتوں میں دخل دیتے ہوئے کہا ”آپ درست فرما رہے ہیں، لیکن میرے پاس اتنی رقم آئے گی کہاں سے....؟“

سوداگر بولا ”دینے والی تو وہ پاک ذات ہے، اس نے مجھے بہت کچھ دیا ہے۔ جب میں کسی آدمی کو امداد کا حقدار دیکھتا ہوں تو اس کی ضرورت مدد کرتا ہوں۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم کتنی رقم سے اپنا کاروبار شروع کر سکتے ہو....؟“

اسلم گھبرا گیا اور بولا ”جناب عالی مجھ غریب کے لیے تو صرف بیس اشرفیاں ہی کافی ہوں گی۔“

سوداگر نے اپنے ہاتھ سے فوراً بیس اشرفیاں دیں اور کہا ”لو اپنا کام چلاؤ، دیکھیں قسمت کہاں تک تمہارا ساتھ دیتی ہے۔“

قسمت کا وہیل ورلڈ

مرسلہ: محمد زین حنیف کراچی

ایک دن وہ دونوں سوداگر ایک بار پھر اس کی دکان پر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی دکان ویسے کی ویسی ہے۔ ان کے پوچھنے پر اسلم نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ ”فکر نہ کرو....“ سوداگر نے کہا ”یہ لو بیس اشرفیاں اور اس مرتبہ دیکھتے ہیں کہ تمہاری قسمت کہاں تک ساتھ دیتی ہے۔“ اسلم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وہ دونوں چلے گئے۔

اس مرتبہ اسلم نے اپنی بیوی کو بتا دیا اور اشرفیاں اپنے بستر کے پہلو میں باندھ دیں اور سو گیا۔ اس کے بستر کے قریب ہی دیوار میں چوہوں کا مل تھا۔ رات کو چوہے اس کے بستر کے پہلو سے اشرفیاں نکال نکال کر اپنے مل کے اندر لے گئے۔ اسلم صبح اٹھا تو اس نے دیکھا کہ اشرفیاں غائب تھیں وہ پھر سرپیٹ کر رہ گیا۔ چند روز بعد وہ دونوں سوداگر اس سے پھر ملنے کے لیے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی دکان کا حال ویسے کا ویسا ہی ہے تو انہوں نے اسلم سے کہا ”تمہاری قسمت ہی خراب ہے، تم نے دوسری مرتبہ بھی اشرفیاں گنوا دیں۔“ جب وہ جانے لگے تو سوداگر کے دوست نے اس سے کہا ”آج ہمارے پاس اشرفیاں تو نہیں ہیں، لیکن یہ ایک سیسے (ایک دھات) کا ٹکڑا ہے، یہ لے لو شاید یہ تمہارے کسی کام آسکے۔“ یہ کہہ کر وہ دونوں چل دیے۔ اسلم نے گھر آکر سیسے کا وہ ٹکڑا ایک کونے میں پھینک دیا اور اپنی قسمت پر آنسو بہانے لگا۔ آدھی رات ہو چکی تھی کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ اسلم دروازے کی طرف بڑھا، وہاں چمچیرے کی بیوی کھڑی تھی وہ بولی ”میرا شوہر مچھلیاں پکڑنے کے لیے چال تیار کر رہا ہے کل صبح اس کو مچھلیاں پکڑنے جانا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے پاس چال کے ساتھ لٹکانے کے لیے کوئی وزن نہیں ہے کیا بھائی صاحب آپ کوئی باٹ یا دھات کا ٹکڑا دے سکتے ہیں....؟“

اسلم نے بغیر کچھ کہے سنے وہ سیسے کا ٹکڑا جو سوداگر کے دوست نے دیا تھا، اٹھا کر دے دیا۔ اگلے روز چمچیرے

نے ہزاروں مچھلیاں پکڑیں اور پھر اس نے سب سے بڑی مچھلی دے کر اپنی بیوی کو اسلم کے گھر بھیجا۔ اسلم کی بیوی نے مچھلی کے قتلے کیے تو اس کے پیٹ میں سے ایک چمکدار پتھر نکلا۔ پتھر کی چمک اتنی زیادہ تھی کہ اسلم کو رات کے وقت اپنے گھر میں دیا جلانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

اگلے روز ان کے گھر ایک عورت آئی اور اس نے اسلم کی بیوی سے دریافت کیا کہ ”بہن رات تمہارے گھر میں روشنی کیسی تھی۔“

بیوی نے سارا حال کہہ سنایا تو وہ کہنے لگی ”اگر تم چاہو گی تو میں تمہیں پانچ اشرفیاں دینے کے لیے تیار ہوں وہ پتھر تم مجھے دے دو۔“

اسلم کی بیوی نے کہا ”بہن اپنے شوہر سے پوچھ کر بتاؤں گی تم کل آجانا۔“

اسلم جب گھر آیا تو اس کی بیوی نے سارا ماجرا بیان کیا اسلم کہنے لگا ”تم نے اچھا کیا کہ یہ پتھر اس کو نہیں دیا وہ اس کی قیمت پانچ اشرفیاں لگا رہی ہے تو یقیناً یہ قیمتی پتھر ہو گا، وہ کل آئے گی تو تم انکار کر دینا۔“

اگلے روز جب وہ عورت آئی تو اسلم بھی گھر میں تھا اس کی بیوی نے وہ پتھر دینے سے انکار کیا لیکن عورت سودے بازی کرنے لگی۔ آخر تنگ آکر اسلم نے عورت سے کہا کہ اگر تمہارے پاس ہزار اشرفیاں ہیں تو وہ دے دو اور یہ لے لو۔ ”منظور ہے۔“ عورت نے کہا اور فوراً گھر جا کر ہزار اشرفیاں لے کر آگئی اور پتھر لے لیا۔ اب اسلم ہزار اشرفیوں کا مالک تھا۔ اس کا کاروبار دن بہ دن ترقی کی طرف گامزن تھا۔ ایک دن وہی سوداگر دوبارہ آیا تو اسلم کے ٹھٹھاٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ تقدیر کے کھیل نرالے ہیں جو کام اشرفیاں نہ کر سکیں، وہ سیسے کے ایک بے قیمت ٹکڑے نے کر دکھایا۔



ایک انوکھا جانور....

چمگادڑ



چمگادڑ ایک انوکھا جانور ہے۔ رنگ سیاہ، ننھے سے جسم پر باریک اون جیسے بال اور جھلی کی طرح کے کالے پر، جو جسم سے کئی گنا بڑے ہوتے ہیں۔ یہ پر چھتری کی شکل میں پھیلی ٹانگوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ کندھے مضبوط، جن کے بیچ میں تنھاسا سر، بڑے بڑے چپے کان، میٹھی ہوئی ناک، چوڑا اور ٹیڑھا منہ اور گول کالی آنکھیں ہوتی ہیں۔

چمگادڑ ہوا میں آسانی سے اڑتی پھرتی ہے، لیکن زمین پر کھسکتی ہوئی چل سکتی ہے۔ ہوشیار اور پھرتیلی بہت ہوتی ہے۔ بہت تیز چمگادڑ ایک رات دور سے پھل کھا کر پھر بڑی تیزی سے ادھر ادھر مڑتا رہتا ہے،

چمگادڑیں اڑتے ہیں۔ ایک قسم کی سے کاٹتی ہے کہ چمگادڑ سردی کے پاؤں، ناک اور کانوں سے چمگادڑ کی خوراک میں ہے۔ مادہ چمگادڑ ایک مرتبہ صرف ایک بچہ دیتی ہے۔ یہ بچہ کو دودھ پلا کر پالتی ہے اس لیے اڑنے والے اور دودھ دینے والے دونوں قسم کے جانوروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

چمگادڑ اپنے چھوٹے سے بچے کو گلے سے چمکا کر بھی اڑتی ہے۔ بعض مرتبہ بچے کو درخت کے کسی سوراخ میں لے جاتی ہے۔ نیولا اس کا بڑا دشمن ہے۔ اسے پتہ لگ جائے تو جھٹ سے چمگادڑ کو چٹ کر جاتا ہے۔

- | | |
|-----------|----------|
| 1- شیر | 4- کنگھی |
| 2- پتکھا | 5- ٹی وی |
| 3- آکسیجن | 6- کتاب |

بہیلیوں کے جوابات

پہیلیاں

☆1☆
نہ کوئی کرسی نہ کوئی تاج
جنگل پہ ہے اس کا راج

☆2☆
چلتا ہے لیکن ٹھکتا نہیں
پر ہیں پھر بھی اڑتا نہیں

☆3☆
آگ لگے میرے ہی بل پہ
ہر انسان کے آتی ہوں کام

☆4☆
دن میں پودے مجھے بناتے
کس کر سر پر پڑے وہاں

☆5☆
بجلی مجھ میں جان پھونکتی
میں لوگوں کا دل بہلاتا

☆6☆
ہر ملک کی سیر کراتی
جو پوچھو سو بتلاتی

☆7☆
جو بات سمجھنا چاہو تم
چپکے سے میں سمجھاتی ہوں

☆8☆
جو مجھ سے الفت رکھتے ہیں
میں ان کی شان بڑھاتی ہوں

☆9☆
جو علم کے پیارے ہوتے ہیں
میں ان کی پیاس بجھاتی ہوں

☆10☆
جو بات بچھلے صفحہ پر دیکھیے

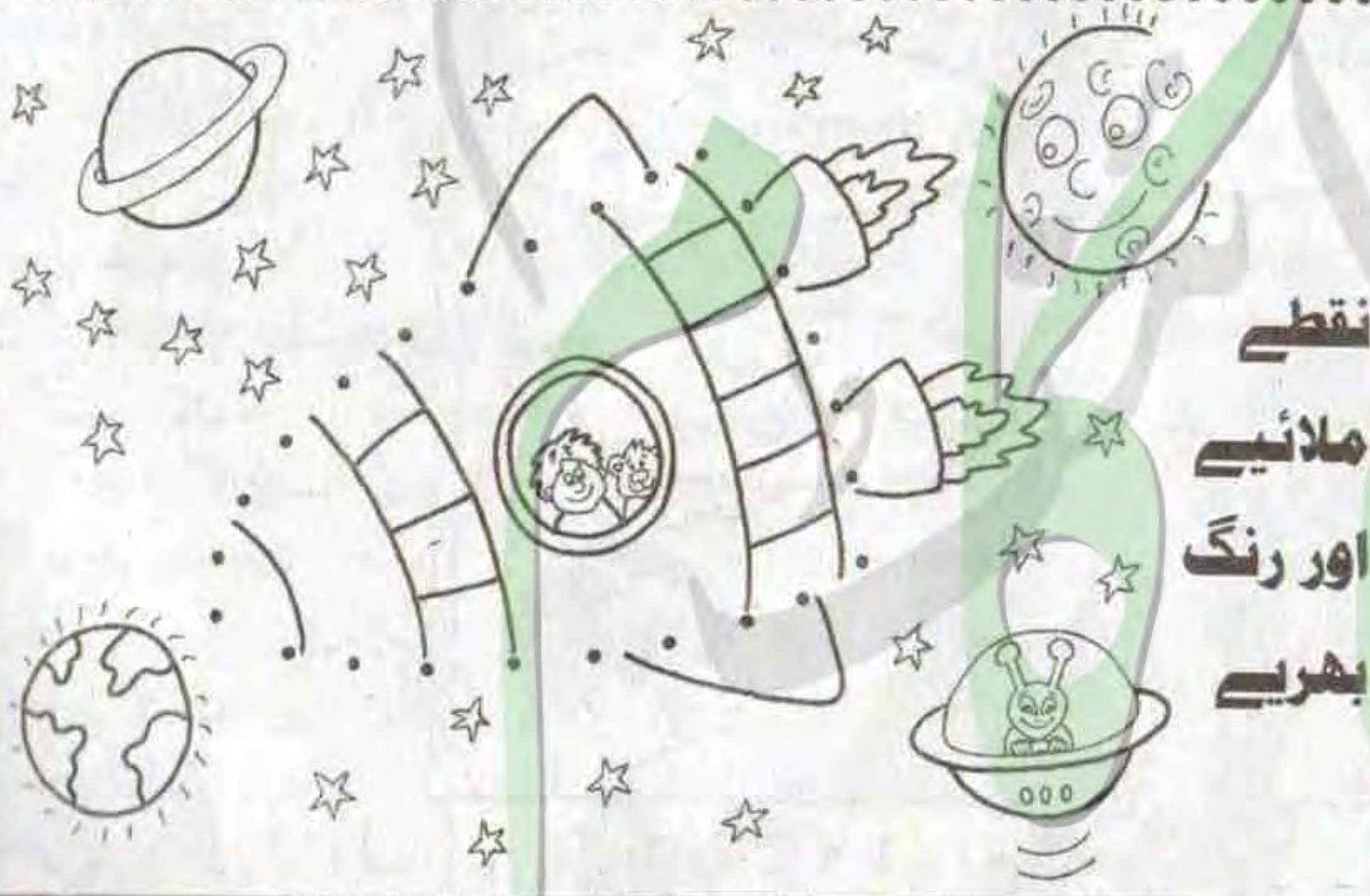
چاند

تاروں کی یارات میں نکلا!
چاند سہانی رات میں نکلا!
دیکھو اس کی چمک دمک کو!
خوب سمجھتا ہے یہ فلک کو!

سندرا! تیز بہاؤ!
تیر رہی ہے چاند کی ناؤ!
میشی ہے اس میں شہزادی!
ملک ہے جس کا نور کی وادی!

اس کے درباری سب تارے
ننھے منے، پیارے پیارے
پھول کا نغمہ مل کر گاؤ!
تم یہ کہانی سب کو سناؤ!

(تنویر پھول)



نقطے
ملائے
اور رنگ
بھریے

انعامی مقابلوں کے نتائج

دسمبر 2011ء کے درست جوابات

1. جج یا عمرہ کی ادا سنگی کے دوران خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے کے عمل کو "طواف" کہتے ہیں۔
2. آسمانی کتاب انجیل "حضرت عیسیٰ" پر نازل ہوئی۔
3. حبشہ اسود کارنگ "سیاہ" ہے۔
4. حضرت بابائے شاہ "پنجابی" زبان کے شاعر تھے۔
5. سعودی عرب کے دارالحکومت کا نام "ریاض" ہے۔
6. شاہ فیصل مسجد پاکستان کے شہر "اسلام آباد" میں واقع ہے۔
7. شاعر کو انگریزی میں "پوئیٹ" کہتے ہیں۔
8. ٹیبل ٹینس کے کھیل میں ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ "دو" لوگ کھیل سکتے ہیں۔

دسمبر 2011ء کے شمارے میں شائع ہونے والے سوالات کے جوابات خواتین و حضرات کی بڑی تعداد نے ارسال کیے۔ قرعہ اندازی کے ذریعے جناب حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کے آٹو گراف کے ساتھ ان کی ایک تصنیف حاصل کرنے والے خوش قسمت "رضوان علی ولد طاہر علی۔ کراچی" قرار پائے ہیں۔ ادارہ روحانی ڈائجسٹ "رضوان علی" کو انعام حاصل کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔

آٹھ درست جوابات بھیجنے والوں کے نام:-

کراچی: سیدہ علیا مسرور۔ اریہ نور۔ نمر احیف۔ نیہا جبار۔ شہناز علی۔ سلطان محمود۔ صبا شاہد۔ محمد غوری۔ ثناء شہباز۔ کوثر و سیم۔ محمد عمیر خالد۔ راشد رمیز۔ محمد عماد حیدر۔ محمد غلام کلیم۔ محمد اوصاف خان۔ حبیب احمد۔ ضمیر احمد۔ عاصم شہیر۔

حیدر آباد: محمد اطہر شاہ۔ محمد عمیر فیاض۔ علی عاطف۔ زرینہ خان۔ **راولپنڈی:** ڈاکٹر محمد آصف رضا۔ مظفر گڑھ: ایاض احمد انصادی۔ شاہدہ رضوان۔ محمد خالد۔ **گجرات:** محمد اسعد۔ رضیہ علی۔ شہناز حسن۔ سحرش زراعت۔ **کوئٹہ:** کاشف امان غوری۔ **جعفر آباد:** حبیب الرحمن طارق۔

سات درست جوابات بھیجنے والوں کے نام:-

کراچی: عبد القیوم۔ محمد عارف۔ تبسم شہروز۔ جنید خان۔ عبد اللہ۔ ثناء خان۔ **لاہور:** عاصم حمید۔ یاسین احمد۔ **حیدر آباد:** آمنہ نظامانی۔ آصف کریم۔ حنا ضمیر۔ **لاڑکانہ:** عمران غلب۔ **سیالکوٹ:** طیبہ تبسم۔ تبسم شہزاد۔ سجاد طارق۔ **راولپنڈی:** محمد عثمان۔ محمد زبیر۔ **ایبٹ آباد:** جاوید الہی۔ **پشاور:** محمد جنید زیب۔ محمد شاہد گل۔ **جہلم:** محمد افضل۔ **اوکاڑہ:** عبد اللہ انور۔



(مرسلہ: ظہیر علی۔ سیالکوٹ)

😊.... جج ملزم سے: تم کو پچانسی کی سزا دی جاتی ہے۔

ملزم: جناب اس سزا سے تو مر جانا اچھا ہے۔

(مرسلہ: شہیر احمد۔ لاہور)

😊.... ایک بچہ دوسرے سے: سپاہی دیہاتی سے:

تمہاری جو گائے چوری ہو گئی تھی اس کی پہچان کیا ہے....؟

(مرسلہ: طوبی دانش۔ کراچی)

😊.... مالک نوکر سے: بلی میری مر گئی ہے تم کیوں رو رہے ہو....؟

(مرسلہ: عاتقہ ظہیر۔ راولپنڈی)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)



دیکھاتی: جی وہ دم ہلاتی رہتی ہے۔

(مرسلہ: عاتقہ ظہیر۔ راولپنڈی)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)

😊.... باپ بیٹے سے: بڑے ہو کر تم نوکر: جناب میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں دودھ پی کر کس کا نام لوں گا۔

(مرسلہ: محمد اشرف۔ سکھر)



😊.... ڈاکٹر پہلوان سے: آپ کا کندھا کیسے اتر گیا....؟

پہلوان: غلطی سے اپنے بچے کا بستہ اٹھالیا تھا۔

(مرسلہ: راجہ جبار۔ کراچی)

😊.... ایک بچہ دوسرے سے: میرے ابو اتنے ڈرپوک ہیں کہ وہ امی کی ڈانٹ سن کر فوراً الماری میں چھپ جاتے ہیں۔

دوسرا بچہ: میرے ابو اس سے بھی زیادہ ڈرپوک ہیں۔

پہلا بچہ: وہ کیسے....؟

دوسرا بچہ: جب بھی سڑک پار کرنی ہوتی ہے تو وہ زور سے میرا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔

(مرسلہ: عاصم حسن۔ اسلام آباد)

😊.... باپ بیٹے سے: بیٹا مرچوں میں کون سا وٹامن پایا جاتا ہے....؟

بیٹا: مرچوں میں وٹامن سی پایا جاتا ہے۔

باپ: وہ کیسے....؟

بیٹا: کیونکہ جب ہم مرچیں کھاتے ہیں تو سی سی کرتے ہیں۔

(مرسلہ: اقصیٰ حنیف۔ کراچی)

😊.... ایک دوست اپنے دوست کی عیادت کو گیا۔ اس نے اس کا حال پوچھا۔

پہلا دوست: بخار تو ٹوٹ گیا ہے بس کمر میں درد رہتا ہے۔

دوسرا دوست: اللہ نے چاہا تو وہ بھی ٹوٹ جائے گی۔

قارئین کی اکثریت نے دسمبر کے درج ذیل مضامین کو بہترین قرار دیا

1. اسلام کی حقیقی تصویر..... جمیل احمد خان
2. خواب۔ غیب کا دروازہ!..... ابن وصی
3. خواتین مسجد سے دور کیوں؟..... ڈاکٹر خالد مشتاق
4. دوران حمل و پیش مسائل..... ارم پروین عباس
5. دل سے نہیں دماغ سے خرچ کیجیے..... شائستہ سعید



دسمبر 2011ء کے بہترین مضامین منتخب کرنے والوں میں سے قرعہ اندازی کے ذریعے حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کے آٹوگراف کے ساتھ ان کی ایک تصنیف حاصل کرنے والے خوش قسمت ”محمد عبید خان ولد محمد عاصم خان۔ کوٹہ“ قرار پائے ہیں۔ ادارہ روحانی ڈائجسٹ ”محمد عبید خان“ کو انعام حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ انعام موصول ہونے پر خط لکھ کر ادارے کو مطلع کر دیں۔

مرکزی مراقبہ ہال

سر جانی ٹاؤن کراچی میں جذبہ خدمت خلق کے تحت جمعے کے روز خواتین و حضرات کو بلا معاوضہ روحانی علاج کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ خواتین و حضرات کو جمعے کی صبح 7:45 بجے ملاقات کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں اور ملاقات صبح 8 سے 12 بجے دوپہر تک ہوتی ہے اور ہفتے کی دوپہر 3:45 بجے نمبر دیئے جاتے ہیں اور ملاقات 4 بجے سے شام 7 بجے تک ہوتی ہے۔ ہر ہفتے، بعد نماز جمعہ عظیمیہ جامع مسجد سر جانی ٹاؤن میں اجتماعی محفل مراقبہ منعقد ہوتی ہے جس میں درود شریف، آیت کریمہ کا ختم اور اجتماعی مراقبہ کے بعد دعا کی جاتی ہے۔ جمعے اور ہفتے کے علاوہ خواتین و حضرات ملاقات کے لئے زحمت نہ کریں۔ محفل مراقبہ میں دعا کے لئے اپنا نام، والدہ کا نام اور مقصد دعا تحریر کر کے ارسال کیجیے۔ جن خوش نصیبوں کے حق میں اللہ رحیم و کریم نے ہماری دعائیں قبول فرمائی ہیں وہ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کرائیں اور حسب استطاعت غریبوں میں کھانا تقسیم کریں۔

محفل مراقبہ



غفتر۔ فائزہ ایمان۔ فرحانہ اعجاز۔ فرخ اعجاز۔ فرخ ظفر۔ فیصل۔ قدسیہ۔ قر۔ عبدالعزیز۔ قاسم عزیز۔ قرۃ العین۔ کامران۔ کوثر۔ لیلیٰ۔ لیزا۔ ماریہ اظفر۔ ماریہ حیدر۔ مبین اختر۔ محمد اسلم قاضی۔ محمد اظفر۔ محمد بشر الرحمن۔ محمد حسین مبین۔ محمد ذیشان۔ محمد شاہد۔ محمد عامر۔ محمد عبدالرفع علی۔ محمد عبدالعزیز۔ محمد عثمان۔ محمد علی۔ محمد عمیر۔ محمد فاروق۔ محمد مزل۔ محمد نعمان۔ محمد نعیم چوہدری۔ محمد یونس۔ محمودہ بیگم۔ محمود۔ مریم۔ مسعود احمد۔ مسعودہ بیگم۔ مشرف جہاں۔ ملکہ عالیہ۔ منورہ اختر۔ منظر احسن نعمانی۔ منور۔ مہرین زاہد۔ مہوش۔ میوش تاز۔ نازش۔ نازنین۔ نازیہ۔ ندا اسلم۔ نصرت۔ نعمان۔ نعیم۔ نور حفصہ بی بی۔ نور جہاں۔ نورین ضیاء۔ نوشین۔ یاسر علی۔ یاسمین شریف۔ یسریٰ۔ یوسف۔ یمنہ خان۔

حیدر آباد: احسن احمد۔ احمد کبیر۔ احمد شاہد۔ ارسلان اللہ۔ ارشد علی۔ ارشد۔ اسامہ۔ اسد۔ اسماء۔ اقصین۔ اقبال احمد۔ اقبال بیگم۔ اقبال۔ امجد علی۔ انصاری۔ انیس۔ آپا منظور نسیم۔ آصف اربب۔ آصف صدیقی۔ آفاق اللہ خان۔ پرویز اقبال۔ پرویز کوثر۔ پروین۔ تابدہ۔ نور خان۔ نور احمد۔ توصیف۔ ثروت۔ شمین فاطمہ۔ شمینہ۔ شمین۔ شاہ انور۔ شاہ غزل۔ شاہ گل۔ ثوبیہ۔ جاوید خان۔ جاوید خٹار۔ جلیل الدین مرحوم۔ جمیلہ۔ محمد اختر۔ جہانگیر۔ حاجی سید بچہ علی۔ حاجی عبدالرشید۔ حاجی علی انور۔ حاجی محمد ہارون۔ حبیب۔ حمیدہ۔

کراچی: احسان الہی۔ احمد۔ ارشد کمال۔ اسد اسلم۔ اسرار عالم۔ اسمہ سلیمان۔ اصفیہ۔ انجبار۔ اقبال بانو۔ انعم راشد۔ انور علی خان۔ آصف۔ بابر رحمان خان۔ برکت بی بی۔ بشیر بیگم۔ بشیر غازی۔ بلقیس۔ بی بی آمنہ۔ تابش۔ تاج محمود۔ تابش شاہ۔ ثمنہ ناز۔ ثمرین۔ ثناء۔ جاوید منصور۔ جاوید حنیف۔ حافظ محمد احمد حسین۔ حسن نور۔ حسین۔ حماد۔ حیدر خان۔ خالد حیدر شاہ۔ خالدہ۔ خرم۔ خورشید ابدالی۔ ذیشان عارف۔ ذیشان طاہر۔ راجہ انور۔ راشد۔ رخسانہ کوثر۔ رخسار رضیہ بیگم۔ رضیہ خاتون۔ رضیہ فرح۔ رمضا۔ روینہ صابر۔ رابعہ زاہدہ۔ زویہ۔ زینب۔ ساجدہ۔ ساجدہ اظہر۔ ساجدہ مجید۔ سرفراز۔ سعدیہ ارم۔ سعدیہ فیروز۔ سعدیہ۔ سعیدہ۔ سلطان۔ سلمیٰ شاہ اللہ۔ سلمیٰ آغا۔ سلمیٰ ریاض۔ سلمیٰ محبوب۔ عمیر رحمان۔ سمیرہ رحمان۔ سیمہ۔ شازیہ سلیم۔ شازیہ احمد شاکت۔ شاہدہ۔ شائین۔ شہان جاوید۔ شہینہ۔ شفیق۔ کلید احمد۔ کلثوم رشید۔ شمیمہ خاتون۔ شہادت علی۔ صابرہ۔ شاہنواز۔ صائمہ صابر۔ صائمہ یعقوب۔ صباہ۔ صفیہ ناز۔ صفیہ یونس۔ صوبیہ۔ ضیاء الرحمن۔ طاہر۔ رشیدہ۔ طاہرہ مغل۔ عادل۔ عافیہ۔ عائشہ احمد۔ عائشہ خان۔ عثمان۔ عائشہ غلام۔ عائشہ۔ عبدالرحمان۔ عبدالستار۔ عبداللہ۔ عبدالغفور۔ عبدالوہاب خان۔ عبدالحق۔ عتیق الرحمن۔ عدنان۔ عزم عامر۔ عریضہ۔ عظمیٰ۔ عمیر فاروق۔ عمیر۔ عنبرین رحمان۔ عنبرین۔

روحانی ینگ رائٹرز کلب

(روحانی ینگ رائٹرز کلب میں شمولیت کے لیے اپنی نگارشات اس کوپن کوپن کر کے اپنی حالیہ صاف اور واضح تصویر کے ہمراہ ارسال کیجیے۔)

نام _____
 ولدیت _____
 عمر _____
 تعلیم _____
 پسندیدہ مضامین _____
 اضافی قابلیت _____
 پیشہ _____
 مشاغل (علیحدہ صفحہ پر تفصیل سے لکھ کر منسلک کریں)
 مکمل پتہ _____
 ای میل ایڈریس _____

بچوں کا روحانی ڈائجسٹ

(بچوں کے صفحات کہانی، نظم، لطیفہ اور تصاویر ارسال کرتے ہوئے کوپن میں مطلوبہ کوائف تحریر کر کے ہمراہ منسلک کریں۔)

نام _____
 ولدیت _____
 عمر _____
 کلاس _____
 اسکول کا نام _____
 مکمل پتہ _____

حقیف۔ خالد۔ خرم۔ خطیب۔ خورشید بیگم۔ خیر النساء۔ دانش۔
درخشاں۔ ڈاکٹر جعفر علی۔ راجیش۔ راحیلہ۔ راجیل۔ راشد حسن۔
رائج۔ رانی مختار۔ رباب۔ رخسانہ۔ رشید احمد۔ رشیدہ الطہر۔ رشیدہ احمد۔
رقیہ۔ روشن نظیر۔ روحان اللہ خان۔ ریحانہ فاطمہ۔ ریحانہ ضمیر۔ زریہ۔
زوبیدہ نور۔ خورشید۔ زینت۔ سارہ خان۔ سلمان خان۔ سلمان رفیع۔
سلمان الطہر۔ سلمان۔ سلمیٰ بیگم۔ سمیع اللہ۔ سمیعہ شانی۔ سونیا۔ سید
نسرین۔ شاکر۔ شاہ بیگ۔ شاہدہ نسرین۔ شاہدہ شائین۔ شرمین کنول۔
شریفہ فاطمہ۔ شفیق۔ شکیلہ۔ شمس الدین۔ شمسہ۔ شمیم جہاں۔ شمیم۔
شوکت علی۔ صبا محمد علی۔ صبا پرویز۔ صبا اختر۔ صبیحہ۔ طاہرہ۔ عارفہ
جلیل۔ عارف حمید۔ عالیہ شاہدہ۔ عامر سمیل۔ عامر حقیف۔ عائشہ حسن۔
عائشہ خان۔ عبدالحق۔ عبدالحکیم۔ عبد اللہ۔ عدیل۔ عشرت عفت۔
عفت۔ عظیم۔ عنبرین سیدہ۔ عینی۔ غلام فاطمہ۔ غلام محمد۔ فاطمہ
عمران۔ فاطمہ۔ فراز حسین۔ فرح دیبا۔ فرح کنول۔ فرح دشمن۔
فرحت۔ فرحین۔ فرزادہ۔ فریدہ رحمان۔ فقیر محمد۔ فوزیہ۔ فہد۔ قاسم۔
قرۃ العین۔ کائنات۔ کلثوم۔ کنول۔ کنیز فاطمہ۔ کوثر پروین۔ کوثر۔
لاریب۔ لائیہ۔ لیلیٰ ماریہ۔ مجاہد علی۔ محمد اجمل۔ محمد اختر۔ محمد ارشد۔
محمد اکرم۔ محمد امجد۔ محمد امیر۔ محمد بشیر۔ محمد جاوید۔ محمد حمیر۔ محمد زبیر۔
محمد شریف۔ محمد صدیق۔ محمد عظیم۔ محمد علی غوری۔ محمد علی۔ محمد عمران۔
محمد قاسم۔ محمد نور۔ محمد منیر۔ محمد نسیم۔ محمد ابراہیم۔ محمد عامر۔ مدیحہ۔
مرحوم محمد ایوب۔ مرزل۔ مسرت۔ مہوش۔ ناصرہ خاتون۔ نائیلہ۔
نایاب کنول۔ نایاب۔ نجمہ اکبر۔ نجمہ تیمور۔ ندا کنول۔ نسرین سیدہ۔
نسرین۔ نسیم پروین۔ نسیم اختر۔ فیمن۔ نور انساہ۔ نورالحین۔ نور نظیر۔
وحید۔ وقار۔ ہماہ۔

لاہور:- آسیہ۔ آفتاب۔ آمنہ۔ احمد حسین۔ احمد سلمان۔
احمد بیگ۔ ارشد فیاض۔ ارم شائین۔ اسامہ۔ افتخار صادق۔ افتخار۔
اقراء اختر۔ اکبر۔ انجم۔ انوری بیگم۔ باسط محمود۔ بشیر احمد۔ پرنس
عبد الماجد۔ پروین اختر۔ پروین فیصل۔ تاج بی بی۔ تحریم شیخ۔ ثناء
طارق۔ جاوید۔ جمال۔ حسین احمد۔ حبیب۔ حسین۔ خالد محمود۔ خرم۔
ذوالفقار علی۔ راحت حسین۔ راشد گل۔ رضوان احمد۔ رضوانہ خالد۔
روزیہ۔ زیب النساء۔ سعد حسین۔ سعدیہ فیروزہ۔ سعدیہ۔ سعیدہ
درانی۔ سلمیٰ۔ شائین طارق۔ شمشاد۔ شمع۔ شمیم اختر۔ شہیر۔
صابر فاروق۔ صابر۔ صائمہ افضل۔ صدیق النساء۔ صفراں۔ طارق
محمود۔ عابدہ صادق۔ عاطف اسماعیل۔ عاطف۔ عبد الجبار۔ عبد السلام۔
عبد الغفار۔ عثمان۔ عذرا جمین۔ عذرا۔ عرفان۔ عشرت باقر۔ عطیہ۔
عظمیٰ خان۔ عظمیٰ نیاز۔ علی صدیق۔ علی عمران۔ عمران۔ عنبر ارم۔
عنبرین اسلم۔ غزالہ۔ غلام فاطمہ۔ فرحین۔ گلزار احمد۔ لبنی شائین۔
ماریہ حسین۔ ماسٹر عارف۔ محمد اختر۔ محمد ارشاد۔ محمد اسلم۔ محمد اقبال۔

محمد شفیق۔ محمد صادق۔ محمد عثمان۔ محمد نعمان۔ محمد نواز۔ محمد آصف۔
محمد دانش۔ محمود۔ مسرت جہاں۔ مشتاق احمد۔ مقبول بی بی۔ منور
سلطانہ۔ مہرین فاطمہ۔ میاں محمد۔ میمونہ باقر۔ نازیہ۔ نبیلہ خالد۔ نہت
شہزاد۔ نور خانم۔ نورین فاطمہ۔ نوشین اسلم۔ نوید اسلم۔ نوید حسین۔
وسیم بیگم۔ وقار احمد۔ وقار عدیل۔ وقار۔ یاسمین اختر۔

پشاور:- ستار۔ عباس۔ عبد الحسین۔ عبد الحفیظ۔ عبدالستار
خان۔ عبد الجید۔ عربا غففر۔ علی احمد۔ علی رضا۔ عمیر سلطان۔
عمیر نصیر۔ غلام عباس۔ فائزہ نذیر احمد۔ الفت بی بی۔ قیصر امین۔
قیصر ندیم۔ کلثوم نذیر۔ کلیم اللہ۔ کنیز فاطمہ۔ کوثر بانو۔ کول بشیر۔
لطیف اسماعیل۔ مبارک علی۔ محمد احمد۔ محمد ادیس۔ محمد ارشد۔
محمد اشرف۔ محمد اصغر۔ محمد آصف چشتی۔ محمد اقبال۔ محمد برہان۔
محمد بلال۔ محمد حبیب۔ محمد خورشید۔ محمد رزاق۔ محمد رشید۔ محمد رمضان۔
محمد زمان۔ محمد سلیم۔ محمد سلیم۔ محمد شاہد۔ محمد شریف۔ محمد شفیق۔
محمد صدیق۔ محمد طاہر علی۔ محمد عظیم۔ محمد عنصر۔
محمد کامران۔ محمد لطیف۔ محمد نواز چشتی۔ مریم جاوید۔ مصوومہ حمید۔
منظور بی بی۔ مہوش کلیم۔ مہوش لیاقت۔ میاں افضل احمد حبیبی۔ تابہ
ظفر۔ نجمہ پروین۔ ندیم اختر۔ نہت نذیر۔ نصیر احمد۔ نعمان رزاق۔
نفیس ستار۔ نورالحین۔ نوید اختر۔ ڈاکٹر یاسر۔ یاسر ندیم۔

راولپنڈی/اسلام آباد:- آرزو سلیم۔ آصف شاہد۔
آمنہ سلیم۔ احسن آفتاب۔ احمد۔ اصغری بیگم۔ افتخار آفتاب۔ افتخار۔
اقتین۔ لمانہ آفتاب۔ انوری بیگم۔ انیلہ۔ بانو۔ بنش عامر۔ بے نظیر۔
پرنس عبد الماجد۔ پروین۔ تہینہ سمیل۔ شمینہ محمد علی۔ جمال۔ جمیلہ۔
حارث حسین۔ حسینی بیگم۔ حمیرہ۔ خالد محمود۔ خدیجہ بی بی۔ خورشید
بیگم۔ خوشنود مجید۔ راشدہ۔ رافع معاذ۔ رافع۔ رحمت۔ روینہ منیر۔
ریحانہ افضل۔ زاہدہ پروین۔ زرقہ بی بی۔ زہرہ بیگم۔ سارہ آصف۔ سیٹ
الجن۔ سجاد حیدر۔ سحرش شہزاد۔ سعدیہ سمیرا۔ سعدیہ فیروزہ۔
سعید اختر۔ سعیدہ بیگم۔ سلمان حیدر۔ سلمان فیض۔ سید طارق۔ سید
عمران۔ سید عمیر۔ شازیہ۔ شاہد خالد۔ شائین۔ شفیق الرحمن۔ صالحہ
مریم۔ صائمہ سلیم۔ صائمہ افضل۔ صائمہ بی بی۔ صائمہ سلیم۔ ضعیف علی
خان۔ طاہرہ نفیس۔ عابدہ ریاض۔ عائشہ آفتاب۔ عائشہ مسعود۔ عائشہ۔
عبد الغفور۔ عبد الرزاق۔ عبد الرزاق۔ عرفان علی۔ عرفان۔ عزیز
النساء۔ عمران جاوید۔ غلام رسول۔ غلام صغریٰ۔ غلام۔ فاروق۔ فارینہ
امجد۔ فرحت امجد۔ فریحہ۔ فیاض احمد۔ قیصرہ بانو۔ کاشف جاوید۔
کامران جاوید۔ کشور بی بی۔ محمد ارسلان وقاص۔ محمد افضل۔ محمد
سلیم۔ محمد وقار۔ مختار احمد۔ مسرت ارشد۔ مسرت۔ مشتاق۔ مظہر م
سلطانہ۔ مہوش شاہد۔ نادیہ شہزادہ۔ ناہیدہ جمالی۔ نبیلہ خیر انساہ۔ نبیلہ
خالد۔ نرگس۔ نورت آفتاب۔ نہت شہزاد۔ نسیم افضل۔ نسیم بیگم۔

نور خانم۔ نوشین عدنان۔ واصف علی شاہ۔ وجیہ ظفر۔ وقار صنوبر
بیگم۔ وقار نور۔ ہاجرہ۔ ہارون۔ ہشام احمد۔ ہمیر خالد۔

فیصل آباد:- آسمہ۔ آصف جاوید۔ آصف۔ اشتیاق۔
اشفاق عبیر۔ اعجاز حسین۔ باجی زرین۔ برہان علی۔ بشری اقبال۔ بشری
جیلانی۔ پروین رشید۔ تاج محمود۔ توصیف ناصر۔ شمینہ مقصود۔ جاوید
اقبال۔ جاوید۔ جید احمد۔ حاجی شوکت علی۔ حاجی محمد سلیم۔ حاجی مقصود
حسین۔ حامد رشید۔ حرام مقصود۔ حمید زائدہ۔ حنا علی۔ خالد۔ خاور رشید۔
دانش فیصل۔ دانش مقصود۔ دانش یونس۔ دلبر عدنان۔ ذیشان احمد۔
راشد جویریہ۔ راشد کبیر۔ رانا عثمان غار۔ رانا عثمان۔ رانا محمود صادق
رفعت فیصل۔ رفعت مختار۔ رفیق النعم۔ رفیق۔ روبی عدنان۔ روبی۔
روشن برہان علی۔ ربیعہ شوکت۔ زاہد ہمایوں۔ زبیدہ بی بی۔ زریہ
آصف۔ زین العابدین۔ سدرہ کرن۔ سعید طارق۔ سعیدہ خاتون۔ سماں
بی بی۔ سمیل احمد۔ سیف الدین۔ سیمان بی بی۔ شامہ۔ شفیق صباہ۔
شمسہ۔ شہناز محبوب۔ صابران بی بی۔ صائمہ جاوید۔ صائمہ نفیس۔ ضیاء
گل۔ طاہرہ لطیف۔ ظہیر احمد۔ عابدہ۔ عامر رشید۔ عامرہ نسیم۔ عامر۔
عبد الرشید ملک۔ عدیل۔ عظمیٰ نسیم۔ عظیم زائدہ۔ علی ذیشان۔ غلام
مصطفیٰ۔ فاخرہ جیدہ۔ فائزہ کامران۔ فائزہ۔ فخر انساہ۔ فرحت کوثر۔ قدیر
احمد۔ قمر النساء۔ کلثوم الحسن۔ کوثر انساہ۔ محسن فاروق۔ محمد احمد۔

گجرات:- آغا شاہد۔ ارشاد بی بی۔ امتیاز۔ بابر صدیق۔ بلقیس
اختر۔ تنویر المصطفیٰ۔ تنویر حسین۔ جاوید اقبال۔ جاوید اقبال۔ جاوید۔
جمال بی بی۔ حافہ محمد اصغر۔ حسین بی بی۔ حکیم محمد ارشد۔ خورشید بی بی۔
داؤد احمد۔ رابعہ بی بی۔ راشد محمود۔ رضوان صاحب۔ رضیہ بیگم۔
رفعت زاہد۔ زریہ اختر۔ سائرہ۔ ساجدہ۔ سارہ۔ سردارال بی بی۔ سعید
اختر۔ سعیدہ بانو۔ سکینہ بی بی۔ سلیم احمد۔ شاہ بیگم۔ شاہد
صدیق۔ شراف بی بی۔ شائلہ جمین۔ شمیم ہارون۔ شہناز کوثر۔ شہناز۔
صفدر حسین۔ صفیہ بیگم۔ صفیہ۔ طاہرہ اصغر۔ طیبہ عنصر۔ ظفر اقبال۔
ظہیر اقبال۔ عالیہ بانو۔ عارف جمین۔ عامر شاہ۔ عبد الغفار۔ عنبرین۔
غلام فاطمہ۔ قیاض حسین۔ قمر سلطانہ۔ کاشف مجاہد۔ مبشر حسین۔ محمد
اشرف۔ محمد شفیق۔ محمد عامر۔ محمد کاشف۔ محمد نواز۔ محمد یوسف۔ محمد
یونس ہٹ۔ مدیحہ شاہدہ فاروق۔ مرزا بشیر احمد۔ مسز پروین۔ مقبول
احمد۔ مقصودہ ملک محمد انوار۔ منظور بی بی۔ نایاب۔ نجمہ النساء۔ ندیم
اختر۔ نذیر بی بی۔ نقیہ بی بی۔ نقیہ بی بی۔ نوید اختر۔ ڈاکٹر سلیم۔ ڈاکٹر
غلام ربانی۔ ڈاکٹر مریم۔ ہارون۔ طہیل۔ یاسر اقبال۔

سیالکوٹ:- آمنہ۔ ابرار خان۔ اجمل ہٹ۔ اجمل رسول۔
احمد حسین عابد۔ ارشاد بی بی۔ ارشاد بیگم۔ اسامہ تیمور بن سعید۔ اسلم۔
اسلام قمر۔ اقبال بیگم۔ اقبال۔ امجد عباس۔ امینہ بیگم۔ امینہ۔ اثنا عمیر۔
انیلہ جاوید۔ اولیس۔ بشارت۔ بلال۔ بیگم اسلم۔ تنسیم۔ تنزیلہ۔ تنویر

فروری ۲۰۱۲ء

عباس۔ ثاقب۔ ثریا بیگم۔ شمینہ کوثر۔ شمینہ۔ جمیلہ ریاض۔ جمیلہ۔
جواد۔ چوہدری ریاض۔ چوہدری غلام نبی۔ چوہدری فرخ۔ چوہدری
فرخ۔ چوہدری لیاقت۔ چوہدری محمد اکرم۔ حافظ نعمان۔ حسن علی۔
حلیہ۔ حنا خانم۔ حنا جمیل۔ حنان۔ خالد۔ رحیم۔ رخسانہ۔ رخشندہ
اعجاز۔ رضوانہ بی بی۔ رضیہ بیگم۔ رقیہ حامد۔ رمضہ۔ روینہ۔ روزینہ۔
روینہ رومی۔ زریہ۔ زینت۔ ساجدہ۔ ساجدہ۔ ستارہ جمین۔ سجاد۔
سدرہ۔ سرفراز۔ سعدیہ پروین۔ سعیدہ۔ سفینہ۔ سلمیٰ ظفر۔ سنی۔
شازیہ۔ شاہد اقبال۔ شاہد۔ شاہدہ پروین۔ شریف۔ شگفتہ
پروین۔ شائلہ۔ شمشیر۔ شمیم۔ شہناز بیگم۔ شہناز۔ شہناز ادخال۔ شہلا۔
شہناز۔ صائمہ خانم۔ صائمہ فیصل۔ صائمہ۔ صبا۔ صبا اکبر۔ طاہر محمود۔
طاہرہ محمود۔ طاہرہ اصغر۔ طور فاطمہ۔ طیبہ۔ صائمہ۔ عائشہ۔ عائشہ۔
عارف۔ عاصم علی۔ عاصفہ حیدر۔ عبد القدوس۔ عبد اللہ۔ عبد الرحمن۔
عبید انور۔ عتیق الرحمن۔ عرشہ عمیر۔ عشرت۔ عطیہ نعمان۔ علی
حسین۔ علی۔ علیشہ۔ غزالہ۔ غلام شہیر۔ فائقہ۔ فاطمہ۔ فرخ عمار۔ فرخ
قاسم۔ فرزادہ۔ فضل بی بی۔ فوزیہ۔ فہیم۔ فیروزہ بی بی۔ فیصل حیات۔
قصرہ بانو۔ قمر النساء۔ کاشف جاوید۔ کاشف حیات۔ کامران
اعجاز۔ کامران واحد۔ کلثوم بی بی۔ کوثر وہاب۔ کول ریاض۔ کول شاہ۔
کول علی۔ گلشن ضمیر۔ لطیف خان۔ اللہ دتہ۔ اللہ رکھا۔ مبشر علی
نصرت جمیل۔ منی الرحمن۔ مجاہد ظفر۔ مجید مجاہد۔ محسن خان۔ محمد اسلم
راحت۔ محمد اکرم۔ محمد حقیف۔ محمد رفیق۔ محمد ظفر اقبال۔ محمد نعیم۔ محمد
وسیم۔ محمد یسین حامد۔ محمد یسین۔ مدثر فرید۔ مریم۔ مزل فرید۔ مصطفیٰ
چوہدری۔ ملک جبار۔ ممتاز۔ منان۔ مہوش۔ نادیہ۔ ناہیدہ اختر۔ نجمہ۔
نسرین۔ نسیم۔ نصرت۔ نعمان طارق۔ نعیم۔ نورین نعمان۔ نوید طاہر۔
نویدہ طاہر۔ ولید خالد۔ ڈاکٹر لبنی۔ ہمنہ شاہد۔

چنیوٹ:- اجالا ریاض۔ اجالا قمر۔ احتشام۔ احمد بخش۔ احمد
حسن۔ احمد ممتاز۔ ارشد۔ ارشد۔ اسلم نواب۔ اشتیاق۔ اشتیاق قیصر۔
اشتیاق محمود۔ اشتیاق حماد۔ اصغر علی۔ اطہر۔ اعجاز حسین۔ افان۔
اقبال اسلم۔ اکرام۔ امجد علی۔ امداد حسین۔ امیر علی۔ امیر علی۔
انعام۔ انوری یسین۔ انور۔ بابا فضل دین۔ بابا محمد بخش۔ بابر سلطان۔ بانو۔
بہادر علی۔ بہاول شیر۔ بیگم عابدہ لام۔ بیگم عابدہ لام۔ بیگم محمد اسلم۔ بیگم
محمد حقیف۔ پروفیسر الیاس۔ پروفیسر سلیم اختر۔ پروفیسر سلیم اختر۔
پروفیسر شہناز۔ پروفیسر طالب حسین۔ پروفیسر غوث اختر۔ پروفیسر محمد
ایوب۔ پروفیسر الیاس۔ پروین باجی۔ تنویر علی۔ جاوید رفیق۔ جعفر
علی۔ چاچا محمد حیات۔ چوہدری شاہد۔ چوہدری فقیر محمد اعجاز۔ حاجی
خاور۔ حاجی سلیم احمد۔ حاجی شوکت۔ حافظ کنگیل۔ حافظ محمد افضل
عالیہ۔ حسن رضا۔ حنا رضا۔ حیدر رضا۔ خالد پرویز۔ خالد سراج۔ خالد
محمود۔ خالدہ الطہر۔ خالدہ اظہار۔ خدیجہ بی بی۔ ذوالفقار حیدر۔ ذوالفقار

علی۔ رئیس۔ راحت اکبر۔ راشد عبداللہ۔ ربیعہ۔ رضا۔ رضوان صغیر۔
رضیہ سعید۔ روینہ طارق۔ زاہد قاسمی۔ زاہد نور۔ زاہد علی۔ زاہد جاوید۔
ساجد اللہ۔ ساجد علی۔ سعید۔ سعید انور۔ سعید رحم۔ سلیم اختر۔ سید
صابر علی شاہ۔ سید عابد امام۔ سید عارف رضا۔ شاہد منیر۔ شاہد۔ شبنم
رانی۔ شیر حیدر۔ شیر خاور علی۔ شکیلہ۔ شوکت نیاز۔ شوکت تیمور۔ شیخ
نواز۔ صفدر علی۔ صفدر علی۔ صفیہ بیگم۔ صفیہ جاوید۔ طارق مراد۔
طارق محمود۔ طارق ولایت بیگ۔ طاہرہ۔ عابد امام۔ عابد علی۔ عارف۔
عاشق علی۔ عبدالحفیظ۔ عبد الرؤف۔ عبد السلام۔ عامر خان۔ عبید علی۔
عبید حسن۔ عدیل عارف۔ عذرا محمد گلزار۔ عرفان چیمہ۔ عزیز۔ علی
رضا۔ علی رضا۔ عمر۔ غوث اختر۔ فرحت جہاں۔ فرحت بی بی۔ فریدہ
جلال۔ فریدہ اوصاف۔ فقیر محمد اعجاز۔ فوزیہ زاہد۔ فہد۔ فہیم حسن۔
فیصل۔ قاضی توقیر۔ قاضی ظفر۔ قاضی ظفر۔ قاضی عادل عباس۔
قاضی مسعود عباس۔ قاضی مشرف۔ قاضی نادر۔ قاضی نادر۔ کاشف
عظیم۔ کاشف کلیم۔ کرن غیل۔ کرمل نذر حسین۔ لالہ رخ۔ محمد
ابراہیم۔ محمد ارشد۔ محمد ارشد۔ محمد اسحاق۔ محمد اسلم شاہد۔ محمد اسلم
بیگ۔ محمد افضل۔ محمد اقبال۔ محمد اقبال۔ محمد انور کمال۔ محمد انور۔ محمد
بخش۔ محمد حسین۔ محمد رضا فریدی۔ محمد رضوان۔ محمد زاہد۔ محمد سعید
انور۔ محمد شاہد سمیر۔ محمد شہزاد۔ محمد صادق۔ محمد طاہر۔ محمد طاہر
رضوان۔ محمد طاہر جاوید۔ محمد عارف۔ محمد عاصم۔ محمد عظیم۔ محمد علی
رضا۔ محمد علی۔ محمد عمیر۔ محمد عسیر فیاض۔ محمد فیاض شاہ۔ محمد فیصل۔ محمد
گلزار۔ محمد ندیم۔ محمد نعیم۔ محمد یعقوب۔ مشتاق خان۔ محاذ صدیقی۔
ملک عابد شاہ۔ ملک عابد۔ ملک کاشف۔ ملک کاشف۔ ملک محمد حنیف۔
منشی نور۔ منشی یونس۔ منشی یاور۔ منیر احمد۔ مہر سکندر۔ مہر محمد حسین۔
میاں احمد بخش۔ میاں اطہر۔ میاں ساجد حسام۔ میاں محمد نواز۔ نازش
جمیل۔ نازش علی۔ ناصر علی۔ ناصر جمال۔ نجمہ وحید۔ ندیم قادری۔
نہت یلین۔ نہت ریاض۔ نسرت جمیل۔ نسرت حیدر۔ نمرہ خان۔
نمرہ گل۔ نواز علی۔ نومی احمد۔ وہاب ریاض۔ وہاب خلیل۔ ڈاکٹر
غلام علی۔ ڈاکٹر محمد ارشد۔ یاسین۔ یونس۔

اٹک: آصف۔ آغا جان۔ آفتاب احمد۔ آفتاب جمال۔ آفتاب
حسین۔ آفتاب۔ امتیاز خان۔ احسان الدین۔ احمر شاہ۔ ارشد عمران۔
ارم خوشنود۔ اربیعہ نوید۔ افشاں۔ انجم بلال۔ انور مقصود۔ اویس
مریم۔ ایمن شاہد۔ بشیر احمد۔ بیگم عبدالرازق۔ پروین اختر۔ تنویر احمد۔
تنویر نذر۔ جویریہ شاہین۔ حاجی خوشنود احمد۔ حاجی عبدالرزاق۔ حاجی
عبدالعزیز احمد نواز۔ حمید احمد۔ حمیرا یاسمین۔ رکیہ خوشنود۔ راج
بیگم۔ روینہ نصیر۔ زاہدہ یاسمین۔ زاہدہ وسیم۔ سجاد۔ سعید احمد۔ سعید
خان۔ سعیدہ بی بی۔ سہیل خوشنود۔ شازیہ۔ شہباز نذر۔ شاہد محمود۔
شاہدہ یاسمین۔ شبنم وسیم۔ شکیل احمد۔ شعیب بی بی۔ شہباز۔ شیراز اجمل۔

صائمہ شیراز۔ صادق۔ صفر الی بی۔ طارق سعید۔ طارق محمود طیب۔
عابد علی شاہ۔ عابدہ صادق۔ عباد الدین۔ عباس علی فاروقی۔ عبدالرشید۔
عبدالوحید۔ عامر امتیاز۔ عدنان نذر۔ عذرا بی بی۔ عذرا مقصود۔ عظمت
سلطان۔ عظیم صدیقی۔ عزیزین اسلم۔ فیصل سلطان۔ فیصل
خوشنود۔ کاشف عظیم۔ گناز عظیم۔ اللہ بخش۔ مائین۔ مبارک علی۔
مبشر عالم۔ محمد احمد سلمان۔ محمد ارسلان۔ محمد اسلم ملک۔ محمد آصف
صادق۔ محمد اعظم۔ محمد انور جاوید۔ محمد حسین۔ محمد سلیم۔ محمد سلیم
حیدر۔ محمد صادق۔ محمد فرمان شاہد۔ محمد قیوم۔ محمد مسکین۔ محمد نعمان
صادق۔ محمد عثمان صادق۔ محمود عالم۔ محمود۔ مدثر عالم۔ مدیحہ وقار۔
مریم مشتاق۔ مریم عمیر۔ مصباح وقاص۔ ملک گل باب دین۔ نادر
اعجاز۔ نادیہ انور۔ نازیہ بی بی۔ ناصر اویس۔ ندیم اویس۔ نسیم فردوس۔
نصیر الدین۔ نفیس احمد۔ نکتہ عباس۔ نور البشر۔ نوید اسلم۔ نویدہ
خوشنود۔ واحدہ فاریہ۔ وسیم صدیقی۔ ہاجرہ شیراز۔

جھلم: آسامہ گلزار۔ آسامہ احمد۔ اقبال بیگم۔ حبیب احمد۔
حماد۔ حنا خاتون۔ راشد محمود۔ ربیعہ طارق۔ رخشندہ خور۔ زبیدہ کوثر
سجاد حسین۔ سلمان احمد۔ سلیمہ بی بی۔ سید قمر النساء۔ سید منظور حسین
شاہ۔ شگفتہ بیگم۔ صائقہ سمیر۔ طاہر۔ ظہیر حسین۔ عابدہ شاہین۔ عالیہ
کوثر۔ عثمان احمد۔ عدیل احمد بیٹ۔ عدیل احمد۔ عظمت علی شاہ۔ فرحت
یاسمین۔ فریدہ خانم۔ فریدہ کوثر۔ فہیمہ بیگم۔ قاری ارشد حسین ڈار۔
کٹوم بی بی۔ محفوظ بیگم۔ محمد اعجاز۔ محمد امین۔ محمد سعید۔ محمد عظیم۔ محمد
قمر۔ محمد مسعود۔ محمد یاسر محمود۔ محمد آصف۔ محمد یعقوب۔ مدیحہ طارق۔
مس مقصودہ۔ مقبول بیگم۔ منیر حسین۔ نائلہ حنیف۔ ناید اختر۔ نعمان
احمد۔ نقوی۔ نوید احمد۔ ولایت بیگم۔ ڈاکٹر تنویر حسین۔

شیخوپورہ: امتیاز بانی۔ بشری سلطان۔ بلال سعید۔ پروین
اختر۔ تنویر۔ جمیلہ اختر۔ جنت بی بی۔ جنید۔ حسن بی بی۔ خادہ۔ دیدہ۔
رخسانہ۔ رضیہ پروین۔ رضیہ ظفر۔ رفعت رشید۔ رمضان۔ زبیدہ۔
فوزیہ۔ سحر انجم۔ سمیرا مبشر۔ سمیرا انیاز۔ شازیہ۔ شکیلہ صدیقی۔ شہباز
اختر۔ صائمہ دریں۔ عابدہ شفیق۔ عارفہ محمود۔ عظمیٰ شہزادی۔ فرمانہ
بتول۔ فرمانہ یاسمین۔ کاشفہ منزل۔ کوثر النساء۔ لبنی اشرف۔ محمد
احتشام۔ محمد اسحاق۔ محمد شفیق۔ محمد وقار احمد۔ مسرت فزا۔ مسرت
ہاشمی۔ نادیہ اشرف۔ نازیہ جاوید۔ ناصرہ تبسم۔ نوید سعید۔

شاہ کوٹ: امت الرشید۔ انوری یعقوب۔ پروین اختر۔
پروین۔ نسیم اختر۔ ثناء۔ جمیلہ اختر۔ جنت بی بی۔ چندہ گلشن۔
زبیدہ۔ سحر انجم۔ سفینہ بی بی۔ سمیرا انیاز۔ شازیہ اشرف۔ شازیہ انجم۔
شائلہ نورین۔ شہباز اختر۔ عابدہ شفیق۔ عارفہ محمود۔ عظمیٰ اشرف۔
عظمیٰ شہزادی۔ کوثر النساء۔ لبنی اشرف۔ مسرت انوار۔ نادیہ پروین۔
یاسر حسین۔

کوٹ ادو: اشرف علی۔ اقصی اشرف۔ اکبر علی۔ امان اللہ۔
امتیاز علی۔ بابر حسین۔ بشری بابر۔ شائستہ۔ جاوید اقبال۔ چوہدری اصغر
علی۔ حجاب فاطمہ۔ راشد تاج محمود۔ رفعت بی بی۔ روینہ شاہین۔ سعیدہ
حمیدہ۔ سکینہ بی بی۔ شکیل احمد۔ شائلہ بابر۔ شمیم اختر۔ صابرہ بی بی۔ ظفر
اقبال۔ عاقب ستار۔ عباس علی۔ عبدالحفیظ۔ عبدالحمید پاشا۔ عبدالحمید
کرمانی۔ عبد الرحمن۔ عبد الستار خان۔ عبد الطیف۔ عبد القاسم۔ عطا
محمد۔ غلام مصطفیٰ۔ فیصل شہزاد۔ قیصر امین۔ محفوظ الرحمن۔ محمد احمد
غفور۔ محمد اختر۔ محمد اشرف۔ محمد اشرف۔ محمد اویس بابر۔ محمد برہان۔
محمد بلال بخاری۔ محمد تنویر۔ محمد شاہد ندیم۔ محمد شہروز۔ محمد صابر۔ محمد
عابد۔ محمد یلین۔ محمودہ اشرف۔ مدیحہ بابر۔ مستنصر باللہ ندیم۔ مظفر
مہدی۔ میاں عبدالرؤف۔ ناصرہ پروین۔ نفیس ستار۔ ڈاکٹر عارف
صدیقی۔ یاسین شاہد۔

ساگھڑ: احسان خان۔ اصغر علی بھٹی۔ امجد۔ بشر۔ بلال۔
پروین اقبال۔ پروین۔ جاوید احمد۔ جہاں زیب خان۔ طارق خان۔
خالد۔ خلیل احمد زریں۔ دروانی۔ ذیشان۔ رانی۔ ریحانہ شاہین۔ زبیر
احمد۔ ساجد خان۔ ساجد صدیقی۔ سر قراں۔ سلمان۔ شازیہ سلمان۔
شاہدہ نور۔ شاہین اختر۔ شاہد نفیس۔ شاہد یاسمین۔ شبیر۔ شجاعت علی۔
صابر۔ صلیہ صدیق ساجد احمد۔ طوبی انجم۔ عادل بیگ۔ عادل بیگ۔
عارف بیگ۔ عبدالغفار۔ عتیق الرحمن۔ عرفان الزمان۔ عروسہ
ریاض۔ علی اصغر۔ عمر عبدالغفار خان۔ عنبرین۔ غلام رضا۔
فرحان۔ فیضان۔ کائنات۔ کاشف۔ کاشف مظہر۔ کبریٰ۔ کوثر۔ محمد
افضل۔ محمد اویس۔ محمد حماد۔ محمد خرم۔ محمد تیمور۔ محمد طارق۔ محمد علی۔
محمد عمر ارشد۔ محمد مشتاق۔ معروف۔ مقصود آصف۔ مہرین گل۔
ندیم احمد۔ نفرت علی۔ نعمان۔ نفیسہ۔ نور الحسن۔ نوید۔ وحید۔ ڈاکٹر
نعیم۔ یوسف۔

سکھر: اسد علی اعوان۔ اقبال مرتضیٰ۔ الیاس۔ امیر حبیب۔
امینہ۔ انور حسین۔ بلال احمد۔ جمیل حسین۔ مجاہد اسد۔ حفصہ مہک
رانی۔ زبیدہ بانو۔ سید عظمت علی شاہ۔ شاریخ۔ شازیہ۔ شکیلہ اسد۔
صائقہ منیر۔ صائمہ۔ طلحہ۔ فرزاد جمیل۔ کاشف۔ محمد اسلم۔ محمد سلیم۔
محمد عظیم۔ محمد یعقوب۔ مس عالیہ بی بی۔ مسز رخشندہ خور۔ مسز فریدہ۔
مقبول بیگم۔ منصوب احمد۔ مونا۔ منیر طارق۔ نسیم۔ محبوب عالم۔

اوکاڑہ: اصغری بانو۔ اطہر۔ افسر خان۔ افشاں اسرار۔ امان
اللہ۔ امت الکیم۔ انیس بانو۔ اورنگ زیب۔ برکت۔ بشر بی بی۔
بشری۔ بشرین۔ بلقیس قادری۔ پروین اختر۔ پروین بیگم۔ پروین
شاہد۔ پیر بخش۔ تابندہ اقبال۔ ثروت۔ ثریا۔ ثمرین بیگم۔ ثمرین حنا۔
جمال۔ جنت۔ جہاں زیب۔ حبیب النساء۔ حنا۔ حنیف۔ خدیجہ خالد۔
خورشید بیگم۔ ذوالفقار علی۔ رانی۔ رشیدہ۔ رعنا۔ رقیہ۔ ریحان اقبال۔

زبیدہ۔ زبیدہ خاتون۔ سائرہ خاتون۔ سعیدہ بیگم۔ سہیل احمد۔ سید زین
النساء۔ سید مظہر حسین۔ سیدہ رشیدہ بیگم۔ شاداب۔ شہانہ سعید۔ شہانہ
کوثر۔ شریفہ۔ شفیق۔ شمس الحق۔ شمیم۔ صابری امداد۔ صدیق بیگم۔
صدیق۔ صف اللہ فاروقی۔ صفیہ۔ صنوبر۔ ظہیر خان۔ ظہور احمد۔
ظہیر۔ عابد خالد۔ عابد مقصود۔ عالیہ بیگم۔ عبد الوحید غوری۔
عبد البشیر۔ عبد الرحمن۔ عبد اللہ۔ عبد اللہ عزیز بیگ۔ عطیہ۔
عمر دین۔ معنی۔ فرح۔ فضل دین۔ قاسم۔ لال دین۔ محمد احمد۔ محمد
اعظم۔ محمد اقبال۔ محمد اکرم۔ محمد سلیم۔ محمد شفیق۔ محمد محسن۔ محمد نواز۔
محمود۔ مختار النساء۔ مختار علی۔ مرزا سعید الدین۔ مرزا عاطف بیگ۔
مرزا عاطف۔ مرزا آصف۔ مسرود حسین۔ مسٹر اطہر علی۔ مشتاق۔
مشتی بیگم۔ مقبول احمد۔ ندیم احمد۔ نسیم۔ نشو۔ نگار سلطانہ۔ نور بی
بی۔ نور محمد۔ وحید الدین۔ وحید۔ وحیدان۔ وزیر النساء۔ وسیم۔ ولی۔ ولی
محمد۔ ہاجرہ۔ ہما فادان۔ یاسمین۔ یوسفی۔

ایس ایم ایس کے ذریعے محفل
مراقبہ میں
شرکت کرنے والوں کے نام:
احسن عارف۔ احمد خان۔ اخلاق احمد۔ ارشد صدیقی۔ ارم ناز۔ اسماء
جاوید۔ اسامہ فاروقی۔ اسامہ احمد۔ اشتیاق احمد۔ اشفاق احمد۔ آفتاب احمد۔
افشاں اکبر۔ افشاں عارف۔ امینہ۔ سین۔ انکار خان۔ انور جہاں۔ انور
حسین قریشی۔ انوشہ جمیں۔ انیلہ اکبر۔ بابر۔ بشیر انصاری۔ بشیرا بی
بی۔ بلقیس بانو۔ بیگم رئیس۔ ثروت جمیں۔ ثریہ جمیں۔ ثمرین۔ ثمینہ
جمیں۔ ثمینہ فاروقی۔ ثمینہ کوثر۔ ثنائیم۔ ثویبہ۔ جمیں ظفر۔ جمال
الدین بیگ۔ جمیل الرحمن۔ حامد حسین۔ حبیبہ کوثر۔ حرا اشفاق۔
حبیب الرحمن۔ حسین عبداللہ۔ حیدر۔ حماد صفدر۔ حماد علی۔ حمیرا
خاتون۔ حنا فاطمہ۔ خالدہ۔ خدیجہ کامران۔ خواجہ شاہد محمود۔ ذکیہ
احمد۔ ذوالفقار شاہ۔ ذیشان سہیل۔ راشد اللہ۔ رخشندہ۔ رضوانہ ناز۔
رضیہ ارشد۔ رضیہ بیگم۔ رمزہ انجم۔ روینہ بانو۔ روینہ پروین۔ روینہ
زین۔ ریاض احمد۔ ریحانہ بانو۔ زاہد انور۔ زاہد۔ زبیدہ انوار۔ زبیدہ
اختر۔ زدریں ناہیدہ۔ زلفی شاہ۔ زیب النساء۔ زیب جہاں۔ زین
العابدین۔ سائرہ سعیدہ نسیم۔ سعیدہ۔ سہلی فرخ۔ سہلی شہزاد۔ سلیم۔
سہیل فیاض۔ سید ساجد حسین۔ سید طارق مسعود۔ سید یاسر حسین۔ سیمہ
حسن۔ سیمہ یونس۔ شاد احمد۔ شازیہ اسماعیل۔ شازیہ مغل۔ شازیہ
وحید۔ شاہ جہاں۔ شاہ نواز۔ شاہجہان۔ شاہد انور۔ شاہد جمال۔ شاہد
حسن۔ شاہد شاہد۔ شریفہ بی بی۔ شمس الحسن۔ شمع۔ شمیم اختر۔ شمیم
ریاض۔ شہزاد احمد۔ صائمہ ذیشان۔ طاہرہ بیگم۔ عائشہ رفیق۔ عائشہ
نعیم۔ عابدہ مشتاق۔ عادل حسین۔ عاصم اخلاق۔ عاصمہ فیصل۔



افق

روحانی مشن کی سیر میں، پربانی

امام حضرت قلندر بابا اولیاءؒ کے یوم وصال کی تقریب میں سلسلہ عظیمیہ کے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی اور سلسلہ عظیمیہ شعبہ نظم کے نگراں ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی کے خطاب کی ویڈیو ریکارڈنگ پیش کی گئی۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا:

”انسان کی اصل مادی جسم نہیں ہے۔ انسان کی

سیروں پاکستان، مختلف ممالک میں قلندر بابا اولیاءؒ کے تینتیسویں یوم وصال کی تقریبات کا احوال

لندن، انگلینڈ: (رپورٹ: مصباح قریشی)

مراقبہ ہال لندن کے زیر اہتمام سلسلہ عظیمیہ کے



لسدن، انگلینڈ: نگراں مراقبہ ہال محمد علی شاہ، عبدالرزاق، غلام ربانی، مدیر حسین قریشی، مہوش طارق، وحیدہ مجید، مصباح قریشی، ممتاز بیگم خان اور دیگر مقررین حاضرین محفل سے مخاطب ہیں۔

فروری ۲۰۱۲ء

حسب اللہ

ترجمہ: ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔“

(سورۃ آل عمران: آیت 173)

مراقبہ ہال ملتان

نگران: کنور محمد طارق عظیمی

947/A، ممتاز آباد بی سی جی چوک، ملتان

پوسٹ کوڈ: 60600

فون نمبر: 061-6525331



مسی ساگا، کینیڈا: نگران مراقبہ ہال رشیدہ جیلانی، سلمان سلطان، شاذہ ہیر، سائرہ ہارون، فرحین عامر اور قدسیہ صدیقی حاضرین محفل سے مخاطب ہیں۔ احتشام الحق نظامت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ آصف رسول، کامران عالم، علی نقوی، ندیم شاہ اور دیگر خواتین نعت رسول مقبول ﷺ پیش کر رہی ہیں۔

اصل روح ہے، زندگی کا درود و جسمانی گوشت پوست کے بجائے روح کے اوپر ہے۔ جس طرح گھریلو استعمال کی اشیاء ریفریجریٹر، پنکھا، بلب وغیرہ بجلی کی فراہمی منقطع ہو جانے کے بعد بے کاری سے بن جاتے ہیں اسی طرح آدمی کو ملنے والی توانائی اگر منقطع ہو جائے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے جسم میں روشنیوں کے جسم کی وجہ سے ہمیں انرجی مل رہی ہے، ہمارا جسم چل رہا ہے، ہم زندہ ہیں، جو چیز آدمی کو چلا رہی ہے اس کا نام انرجی رکھیں، توانائی رکھیں۔ مذہب اس کا نام روح رکھتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مادی جسم روح کے تابع ہے، جب تک روح کی تحریکات زندگی سے متعلق اطلاعات ملتی رہیں گی تو آدمی حرکت میں رہے گا اور جس روز سورس آف انفارمیشن کا سلسلہ ٹوٹ جائے گا۔ آدمی مر جائے گا، حضور ﷺ کی حدیث ”جس نے اپنے نفس (روح) کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم اپنی روح سے واقف ہو جائیں....“

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا: ”اسلام کی ترویج میں سب سے زیادہ حصہ



نیویارک، امریکہ: نگران مراقبہ ہال وقار عباس، فضل الرحمن، اقبال کھوکھر، اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں، جبکہ دیگر خواتین و حضرات ہدیہ نعت رسول مقبول ﷺ پیش کر رہے ہیں۔

اولیاء پیش کی۔ ممتاز بیگم خان نے سلسلہ عظیمیہ کا تعارف، غلام ربانی نے سلسلہ عظیمیہ کی تاریخ اور مہوش طارق نے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ عظیمیہ فاؤنڈیشن یو کے کے صدر عبدالرؤف، وحیدہ مجید اور نگران مراقبہ ہال لندن محمد علی شاہ نے مقالات پیش کیے۔ تقریب کے اختتام پر درود و سلام اور اجتماعی دعا کی گئی۔

مسی ساگا، کینیڈا: (رپورٹ: سلمان سلطان) عظیمیہ اسپر پچول اینڈ سیلنگ سینٹر کے زیر اہتمام حضور قلندر بابا اولیاء کے عرس کی تقریب سبحانی مینیکٹ ہال (جامع ریاض الجنۃ) میں منعقد ہوئی، مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کا ریکارڈ شدہ پیغام سنایا گیا۔ قبل ازیں تلاوت کلام پاک کی سعادت ظفر عالم نے حاصل کی۔ مہوش صدیقی، کامران عالم، سرمد، علی نقوی، ندیم شاہ اور آصف رسول نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ محسن فاطمہ اور قدسیہ صدیقی نے حضور قلندر بابا اولیاء کی تعلیمات اور فرحین عامر نے مراقبہ کے فوائد پر روشنی ڈالی، دیگر مقررین میں سلمان سلطان، شاذہ ہیر، سائرہ ہارون شامل تھیں۔ نظامت کے فرائض احتشام الحق نے ادا کیے۔ نگران مراقبہ ہال رشیدہ جیلانی نے اختتامی کلمات ادا کیے۔ آخر میں ذکر، مراقبہ اور دعا کرائی گئی۔

نیویارک، امریکہ: (رپورٹ: محمد ناصر الدین) قلندر بابا اولیاء کے تینتیسویں یوم وصال کی تقریب لانگ آئی لینڈ، نیویارک میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں مراقبہ ہال ورچینیا کے نگران فضل الرحمن اور امریکہ اور کینیڈا سے شائع ہونے والے اخبار ”میڈیا ٹوڈے“ کے چیف پبلشر اقبال کھوکھر مہمان خصوصی تھے۔ پروگرام کا آغاز حنین ارشد نے تلاوت کلام پاک اور وقار عباس نے حمد باری تعالیٰ سے کیا، تمیمہ، عمیمہ، عریشہ، حنین ارشد، زاہدہ، صفیہ، اقرآ، امرت فاطمہ اور شاہینہ نے نعت رسول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ طلعت اور میمونہ نے منقبت اور قلندر بابا اولیاء کی رباعیات پیش کیں۔ نگران مراقبہ ہال وقار عباس نے حاضرین مجلس کو خوش آمدید کہا۔ پروگرام کے دوران ندیم احسن، سید قیصر، تمیمہ، سیدہ زارا فاطمہ، کاشف، فضل الرحمن اور مہمان خصوصی اقبال کھوکھر نے مقالات پیش کیے۔ مسز انجم وقار نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔ اس تقریب میں سلسلہ عظیمیہ کے مرشد جناب خواجہ شمس الدین عظیمی کا خطاب سنایا گیا۔ تقریب کے اختتام پر درود و سلام اور اجتماعی دعا کی گئی۔

گلاسگو، انگلینڈ: (رپورٹ: ریاض جعفر) یوم وصال کی تقریب کمیونٹی ہال، گلاسگو میں منعقد کی گئی۔ حافظ شہزاد نے تلاوت قرآن پاک، سلمی نعیم نے

جمیل احمد نے حاصل کی۔ شاہینہ نے قلندر بابا کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی، بعد ازاں مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کے خطاب کی ویڈیو پیش کی گئی۔ نگران مراقبہ ہال فیاض حکیم نے مقالہ پیش کیا۔ آخر میں اجتماعی ذکر، مراقبہ اور دعا ہوئی۔

دی ہیگ، ہالینڈ:

حضور قلندر بابا اولیاء کے یوم وصال کی تقریب میں ہالینڈ اور سلجیم سے کثیر تعداد میں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ حافظ مجیب احمد نوشاہی قادری نے تلاوت جبکہ چوہدری سعید اختر مہر، حمزہ قادری، محمد صادق بیٹ، خالد ملک، مظہر ملک، میاں مظفر اور حافظ محمد شعیب نے نعت پیش کی۔

نگران مراقبہ ہال ہالینڈ حاجی محمد جاوید نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ سید افتخار حسین شاہ اور محمد حنیف نقشبندی نے مقالات پیش کیں۔ آخر میں اجتماعی ذکر و مراقبہ اور دعا کرائی گئی۔

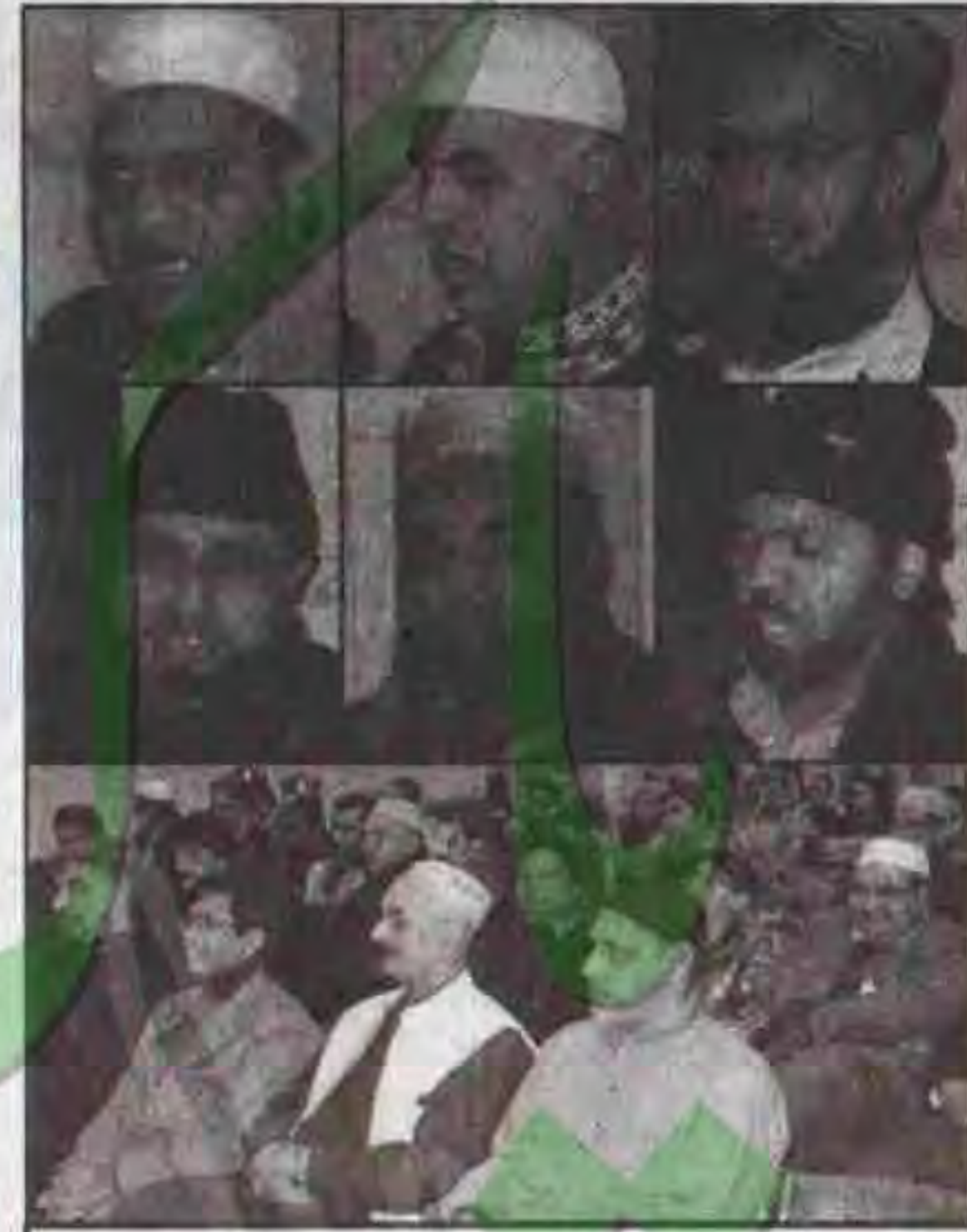


بقیہ: روحانی یگ رائٹرز کلب

آ رہے ہیں۔ ہر کوئی آنکھوں ہی آنکھوں میں یہ سوال کر رہا تھا کہ ”یار یہ کیا ہو گیا...؟ پرچہ کیسے تبدیل ہو گیا...؟“

کئی ہفتے گزر گئے۔ آخر ایک روز یہ بھانڈا پھوٹا کہ جو سوالیہ پرچہ خرید گیا تھا دراصل ایک طالب علم کی شرارت تھی جس نے لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لیے یہ حرکت کی تھی۔ ہمیں بہت ندامت ہوئی اور ہم نے توبہ کر لی کہ آئندہ کبھی بھی امپورٹنٹ، ویری امپورٹنٹ یا گیس پیپر ز کو کبھی بھی ہاتھ نہیں لگائیں گے بلکہ اپنی محنت

نور علی ڈاٹ کام



دی ہیگ۔ ہالینڈ: نگران مراقبہ ہال حاجی محمد جاوید، حافظ مجیب احمد نوشاہی قادری، علامہ سید افتخار حسین شاہ، علامہ قاری محمد حنیف نقشبندی اور دیگر حاضرین سے مخاطب ہیں۔

حمد و نعت اور ریاض جعفر نے منقبت پیش کی۔ نگران مراقبہ ہال نعیم احمد نے حاضرین کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ دوران تقریب خواجہ شمس الدین عظیمی کے خطاب کی ویڈیو دکھائی گئی۔ آخر میں مراقبہ اور دعا ہوئی۔ ایڈیلیڈ، آسٹریلیا: (رپورٹ: محمد رحمن)

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، قیصر سلطانہ نے ہدیہ نعت پیش کی۔ نگران مراقبہ ہال محمد رحمن نے قلندر بابا اولیاء کے حالات زندگی اور سلسلہ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ حاضرین کو حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کے خصوصی خطاب کی ویڈیو دکھائی گئی۔ آخر میں اجتماعی دعا ہوئی۔

میساجیوسٹس، امریکہ: تقریب کے آغاز پر تلاوت کلام پاک کی سعادت

پر انحصار کریں گے۔



بقیہ: میوے کھانے کا موسم

نہار منہ اور ایک رات کو سوتے وقت کھلائیں۔ یہ بار بار پیشاب آنے کی تکلیف کو دور کرتا ہے، بستر پر پیشاب کر دینے والے بچوں کو کھلایا جائے تو ان کی یہ تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

مونگ پھل

موسم سرما کا مقبول عام و سستا ترین خشک میوہ ہے۔

مقوی اعصاب ہے، یہ اخروٹ کا متبادل تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں وٹامن بی ون، پروٹین، کیشیم اور فاسفورس ہوتا ہے۔

مونگ پھل کا نسخہ جسم کو منسرب کرنے کے لیے: مونگ پھل مغز میں گرام، خشک شام بیس گرام، بادام بیس گرام، مغز چلغوزہ بیس گرام، تل سفید بیس گرام، ناریل بیس گرام، شکر 150 گرام، مکھن بیس گرام۔ مغزیات اور شکر کو الگ الگ باریک پیس کر گھی کی مدد سے لڈو بنائیں۔ صبح و شام ایک ایک لڈو دودھ سے استعمال کریں۔



نگران مراقبہ ہال حیدر آباد ممتاز علی عظیمی کی والدہ انتقال کر گئیں

نگراں مراقبہ ہال گلشن شہباز، حیدر آباد، ممتاز علی عظیمی کی والدہ محترمہ عزیز قاطمہ رضائے الہی سے انتقال کر گئیں۔

○ انا لله وانا اليه راجعون

مرحومہ کی نماز جنازہ اور تدفین میں اہل عیال و عزیز و اقارب کے علاوہ معززین شہر آفتاب عالم، ڈاکٹر کاظم مجتبیٰ، محمد شاہد، محمد شعیب، جبکہ مرکزی مراقبہ ہال کراچی سے سمیل احمد عظیمی، مراقبہ ہال نوابشاہ سے منصور اور میر پور خاص سے عبدالرحمن سمیت حیدر آباد اور اس کے اضلاع سے سلسلہ عظیمیہ کے اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

فیصل آباد کے سرگرم رکن قاضی اقبال عظیمی کے صاحبزادے انتقال کر گئے

فیصل آباد کے سینئر اور سرگرم رکن قاضی اقبال عظیمی کے جواں سال صاحبزادے مبین اقبال انتقال کر گئے۔

○ انا لله وانا اليه راجعون

مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین میں اہل عیال و عزیز و اقارب کے علاوہ فیصل آباد مراقبہ ہال کے نگراں رانا صادق محمود، عبدالرشید، عبدالحمید، اشتیاق عنبر، رانا تجل، گوجرانوالہ سے رانا کنیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے محمد اشتیاق اور سلسلہ عظیمیہ کے اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

ادارہ روحانی ڈائجسٹ ممتاز علی اور قاضی اقبال کے غم میں شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہو۔

فروری ۲۰۱۲ء

معالج و محقق، کالم نگار ڈاکٹر و فارسی عظیمی کی نئی کتاب

نظر بد اور شر سے حفاظت

جنات کی حقیقت....

جنات انسان کو بیمار ڈال سکتے ہیں....؟

انسانوں کے معاملات خراب کر سکتے ہیں....؟

قرآن و سنت اور بزرگوں کی تعلیمات سے رہنمائی.....

اس کتاب میں نظر بد، حسد، سحر اور جادو سے نجات کے لیے اور ان سے حفاظت کے لیے قرآنی آیات، احادیث نبوی ﷺ اور اولیاء اللہ کی تعلیمات سے اخذ کردہ وظائف اور دعائیں تحریر کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے کئی تجربات و مشاہدات بھی اس کتاب میں بیان کیے ہیں۔

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی گزشتہ کئی ماہ سے اس کتاب کی تصنیف و تالیف میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے کرم، طیب اعظم ﷺ کے صدقے، حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کی رہنمائی، توجہ اور تصرف اور مجاہدین کی دعاؤں کے ساتھ یہ تحقیقی کام اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ زیور طبع سے آراستہ ہو کر یہ کتاب جلد شائع ہوگی۔

فارئین اپنی کاپی بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔

مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کیجیے۔

سرکولیشن ڈیپارٹمنٹ روحانی ڈائجسٹ

021-36606329

0300-2359009

manager_roohanidigest@yahoo.com

موبائل:

ای میل:

روحانی ڈاک

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی



حاسدین کی نظر

☆☆☆

سوال: میں اپنے ساس، ایک بیوی تند کے ساتھ رہتی ہوں۔ میری دو بیٹیاں اور ایک بھی بیٹا ہے۔ میرے شوہر بیرون ملک میں مقیم ہیں۔ کچھ عرصے سے ہمارے گھر میں کچھ عجیب و غریب قسم کے واقعات ہو رہے ہیں۔ گھر سے قیمتی اشیاء رکھے رکھے غائب ہو جاتی ہیں۔ روپے پیسے بھی اسی طرح غائب ہو جاتے ہیں۔ گھر کا ہر فرد اس صورتحال سے بہت خوفزدہ ہے۔ بعض اوقات گھر کے کسی فرد کو رات کے وقت اندھیرے میں عجیب و غریب ڈراؤنی شکلیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔

ہمیں یہ شک بھی ہوتا ہے کہ کہیں اس خاندان کو حاسدین کی نظر تو نہیں لگ گئی۔

جواب: صبح نہار منہ اور شام کے وقت گھر کے افراد ایک ایک چمچ شہد پر سورہ فلق تین مرتبہ پڑھ کر دم کر کے پئیں۔ یہ عمل آکٹالیں روز تک جاری رکھیں۔ دن میں کوئی بھی وقت مقرر کر کے سارے گھر میں

لوبانی کی دھوئیں دیں۔ ایک ڈیڑھ پاؤ لوبان لے کر موٹا موٹا کوٹ لیں پھر ایک ہی نشست میں آکٹالیں مرتبہ سورہ فلق پڑھ کر لوبان پر دم کر دیں۔

اب اس لوبان سے پورے گھر میں ہر طرف اس وقت دھوئی دیں جب گھر کے سب لوگ موجود ہوں۔ دھوئی کے اس عمل کو لگاتار گیارہ دن تک جاری رکھیں۔ اس کے بعد ہفتہ میں دو دن مقرر کر کے دھوئی دیں۔

رات سونے سے پہلے اکیس مرتبہ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اور اہل خانہ کے اوپر دم کر لیں۔

حسب استطاعت صدقہ بھی کر دیں اور ہر جمعرات پندرہ روپے خیرات کر دیں۔ افراد خانہ نمک کا استعمال کم سے کم کر دیں اور بیٹھا زیادہ استعمال کیا جائے۔

ضدی بیٹا

☆☆☆

سوال: میری دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ لڑکیاں

فروری ۲۰۱۲ء

عظیمی ریکی سینٹر..... تاثرات

(فائزہ شہاب - کراچی)

کافی عرصے سے میرے سر میں مستقل درد رہتا تھا۔ کبھی آدھے سر میں درد ہوتا تھا تو کبھی پورے سر میں یہ درد پھیل جاتا تھا۔ مجھے غصہ بھی بہت آتا تھا۔ جب بھی سوتی تھی تو میرا ذہن چلتا تھا.... اور خیالات آتے رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے ذہن پر ہر وقت ایک بوجھ سا تھا۔ میں نے ان بیماریوں کا علاج بہت کروایا مگر فائدہ نہیں ہوا۔ میں جب بھی کوئی کام کرتی تو جلد ہی تھک جاتی تھی۔

عظیمی ریکی سینٹر کے بارے میں روحانی ڈائجسٹ میں پڑھا تو میں نے یہاں رابطہ کیا، یہاں پر میرا علاج شروع ہوا تین مہینے کے علاج کے بعد میں اب گھر کے تمام کاموں میں شریک رہتی ہوں مگر تھکن کا احساس بالکل نہیں ہوتا ہے۔ اب تک چند ہی سیشن ہوئے ہیں۔ جس سے مجھے کافی فائدہ ہوا ہے۔ میرے غصہ میں بھی کمی ہوئی ہے۔ نیند بھی اچھی آتی ہے اور سو کر اٹھنے کے بعد تھکن کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے کرم سے صحت یاب ہونے لگی ہوں۔

دعا کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔
چلتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے کیا عَلَیْہِمْ کا ورد کرتے رہیں۔

ظالمانہ رویہ

☆☆☆☆
سوال: میری شادی کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ یہ شادی ہم دونوں کی پسند سے ہوئی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب سے شادی ہوئی ہے ان کے گھر والوں اور خاص طور پر ساس کا رویہ میرے ساتھ بہت نامناسب رہا ہے لیکن میں نے صبر سے کام لیا۔ کبھی کبھی اپنے شوہر سے زیادتی کا ذکر کر دیتی۔ میں زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی ہوں۔ جب یہ لوگ مجھے بہت زیادہ پریشان کرتے ہیں تو میں اپنے شوہر کی اجازت سے میکے آجاتی ہوں۔ آٹھ دس دن رہنے کے بعد مجھے شوہر واپس لے جاتے ہیں۔ ایسا اب تک تین مرتبہ ہو چکا ہے۔

اب سسرال والوں کے رویے میں شدت آگئی ہے۔ انہوں نے تنگ کرنے کے ساتھ ساتھ مجھ پر چوری کا الزام بھی لگانا شروع کر دیا ہے۔ جب کہ میری بہت سی چیزیں غائب ہوئی ہیں جن کا میں نے شوہر سے ذکر کیا تو شوہر سن کر خاموش ہو گئے۔ اب میرے شوہر کے رویے میں بھی تبدیلی آنے لگی ہے۔

☆☆☆☆
سوال: میری شادی کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ یہ شادی ہم دونوں کی پسند سے ہوئی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب سے شادی ہوئی ہے ان کے گھر والوں اور خاص طور پر ساس کا رویہ میرے ساتھ بہت نامناسب رہا ہے لیکن میں نے صبر سے کام لیا۔ کبھی کبھی اپنے شوہر سے زیادتی کا ذکر کر دیتی۔ میں زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی ہوں۔ جب یہ لوگ مجھے بہت زیادہ پریشان کرتے ہیں تو میں اپنے شوہر کی اجازت سے میکے آجاتی ہوں۔ آٹھ دس دن رہنے کے بعد مجھے شوہر واپس لے جاتے ہیں۔ ایسا اب تک تین مرتبہ ہو چکا ہے۔

☆☆☆☆
سوال: میری شادی کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ یہ شادی ہم دونوں کی پسند سے ہوئی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب سے شادی ہوئی ہے ان کے گھر والوں اور خاص طور پر ساس کا رویہ میرے ساتھ بہت نامناسب رہا ہے لیکن میں نے صبر سے کام لیا۔ کبھی کبھی اپنے شوہر سے زیادتی کا ذکر کر دیتی۔ میں زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی ہوں۔ جب یہ لوگ مجھے بہت زیادہ پریشان کرتے ہیں تو میں اپنے شوہر کی اجازت سے میکے آجاتی ہوں۔ آٹھ دس دن رہنے کے بعد مجھے شوہر واپس لے جاتے ہیں۔ ایسا اب تک تین مرتبہ ہو چکا ہے۔

☆☆☆☆
سوال: میری شادی کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ یہ شادی ہم دونوں کی پسند سے ہوئی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب سے شادی ہوئی ہے ان کے گھر والوں اور خاص طور پر ساس کا رویہ میرے ساتھ بہت نامناسب رہا ہے لیکن میں نے صبر سے کام لیا۔ کبھی کبھی اپنے شوہر سے زیادتی کا ذکر کر دیتی۔ میں زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی ہوں۔ جب یہ لوگ مجھے بہت زیادہ پریشان کرتے ہیں تو میں اپنے شوہر کی اجازت سے میکے آجاتی ہوں۔ آٹھ دس دن رہنے کے بعد مجھے شوہر واپس لے جاتے ہیں۔ ایسا اب تک تین مرتبہ ہو چکا ہے۔

اور کوئی وظیفہ بتائیں کہ بیٹا اپنی ضد چھوڑ دے اور اس کی آنکھوں پر جو پٹی بندھی ہوئی ہے وہ کھل جائے۔

جواب: رات سونے سے پہلے اکتالیس مرتبہ سورہ انعام (6) کی آیت نمبر 54

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ مَكْتُبٌ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ إِنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر بیٹے کا تصور کر کے دم کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔

کتابیں جلا دوں....

☆☆☆☆

سوال: میری عمر بائیس سال ہے۔ میں بی بی کام میں ہوں۔ تین سال پہلے میں پڑھائی بہت اچھا تھا۔ میرے والدین مجھ سے بہت پر امید تھے۔ ہر کوئی میری پڑھائی کی تعریف کیا کرتا تھا لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ میرا دل پڑھائی سے بے زار ہو گیا۔

اب میں پڑھنے بھی نہیں بیٹھتا، مگر اپنے والدین کو دکھانے کے لیے بے دلی کے ساتھ کچھ وقت نکال کر بیٹھ جاتا ہوں لیکن میرا دل کرتا ہے کہ میں اپنی تمام کتابیں پھاڑ دوں یا جلا دوں۔

جواب: صبح اور شام پانچ مرتبہ سورہ فلق پانچ مرتبہ سورہ الناس اور ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیئیں اور اپنے اوپر بھی دم کر لیں۔

رات سونے سے پہلے اکتالیس مرتبہ سورہ قمر (54) کی آیت 17:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ○

تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر ایک نیبل اسپون شہد پر دم کر کے پیئیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور

دعا کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔

بڑی ہیں اور دونوں شادی شدہ ہیں اور بیرون ملک مقیم ہیں۔ سب سے چھوٹا بیٹا ہے جس کی عمر تیس سال ہے۔ تین سال قبل میں نے اپنے بیٹے کے لیے ایک شریف اور تعلیم یافتہ گھرانے میں رشتہ طے کرنا چاہا تھا۔ سب بات پکی تھی، جب اس سے بات کی تو کہنے لگا کہ ابھی ٹھہر جائیں۔ کافی وقت گزرنے کے بعد جب میں نے اصرار کیا کہ کیوں دیر کر رہے ہو تو اس نے کہا کہ میں آپ کو لڑکی بتاؤں گا وہ لڑکی اس سے بہت اچھی ہے۔

جب دونوں بیٹیاں دو ماہ کے لیے بیرون ملک سے پاکستان آئیں۔ اس نے ایک لڑکی کا نام اور فون نمبر بہنوں کو دے دیا۔ بیٹیوں نے مجھے بتایا کہ وہ محلہ کی ایک فیملی کا نمبر ہے اور بھائی اس خاندان میں شادی کرنا چاہتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اس خاندان کا کوئی بھی فرد میٹرک سے آگے پڑھا ہوا نہیں ہے۔

ہم لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے تیوں بچوں نے بی۔ کام کیا ہے۔ میرے شوہر ڈبل ایم اے تھے۔ میں خود ایم اے پاس ہوں۔

یہ بات معلوم ہونے پر میرے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ میں نے بیٹے کے موبائل پر ان دونوں کے میسیجز چیک کی تو بہت ہی اخلاق سے عاری میسیج تھے اور لڑکی نے کئی مرتبہ بیٹے سے قیمتی چیزوں سے فرمائش کر کے منگو اپنکی ہے۔ اب بیٹا بھند ہے کہ وہ شادی کرے گا تو اسی لڑکی سے کرے گا۔

اس فیملی کے بارے میں محلے کے لوگوں کی رائے بھی اچھی نہیں ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا کروں....؟ بیٹے کو سمجھاؤں تو وہ گھر چھوڑنے کی دھمکی دیتا ہے اور اگر وہاں شادی کر دوں تو بیٹے کی زندگی برباد کرنے کے برابر ہے۔

ڈاکٹر صاحب! اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں

مراقبہ کی اجازت

☆☆☆

سوال: میری عمر پچاس کے لگ بھگ ہے۔ میں ایک سرکاری ادارے میں بطور ریسرچ آفیسر ملازمت کرتی ہوں۔ میں نے سنا ہے مراقبہ کرنے سے ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ میں آپ سے مراقبہ کے فوائد و اثرات کے بارے میں مزید معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ نیز بھی بتائیں کہ میرے لیے کونسا مراقبہ بہتر رہے گا اور مجھے اجازت اور طریقہ بتا دیجئے۔

جواب: ہزاروں سال سے انسان مراقبہ اور اس کے مفید اثرات سے واقف ہے۔ کئی سلاسل طریقت میں صوتی بزرگوں نے اپنے تربیتی نصاب میں مراقبہ کو بہت اہمیت دی ہے۔ انتہائی آسان الفاظ میں مراقبہ کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ مراقبہ ذہنی سکون (Peace of Mind) کیسوکی اور طبیعت میں ٹھہراؤ (Calmness) حاصل کرنے کی ایک مشق ہے۔ اس مشق کے نتیجے میں قوت برداشت، حافظے اور مختلف ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ ممکن ہے۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے کوئی بھی شخص مراقبہ سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اعصابی دباؤ، ٹینشن، ڈپریشن کے مریض، شفا یابی کے عمل کو تیز کرنے کے لیے، زندگی سے مایوس لوگ جوش، جذبہ اور حرارت حاصل کرنے کے لیے، طلبہ و طالبات، فنون لطیفہ سے متعلق افراد، اساتذہ، دانشور، ذہنی صلاحیتوں اور تخلیقی ہنر میں اضافہ کے لیے اور عام لوگ ذہنی سکون اور بہتر نیند کے لیے، مراقبہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ غرض روحانی تربیت کے معاملات ہوں یا ظاہری علوم میں معاونت، علاج معالجہ ہو یا پازینو فکر کا حصول، مراقبہ ایک غیر

محسوس طریقے سے انسان پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ شخصیت میں نمایاں تبدیلی آسکتی ہے۔

میرے والد محترم خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب نے اس موضوع پر ایک کتاب ”مراقبہ“ تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے مراقبہ کی مختلف اقسام اور ان کے فوائد و اثرات وضاحت سے بیان فرمائے ہیں۔

ذہنی یکسوئی، صلاحیتوں اور سکون کے لیے آپ بھی نیلی روشنی کے مراقبہ سے استفادہ کر سکتی ہیں۔ رات سونے سونے سے پہلے وضو کر کے شمال رخ بیٹھ جائیں۔

101 مرتبہ درود شریف اور 101 مرتبہ یا جی یا قیوم کا ورد کریں۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور تصور کریں کہ آپ نیلی روشنی سے منور ماحول میں بیٹھی ہوئی ہیں۔

یہ تصور تقریباً دس پندرہ منٹ تک جاری رکھیں۔

حاضرات کا علم

☆☆☆

سوال: میری عمر باون سال ہے۔ میری شادی پینتیس سال کی عمر میں ہوئی۔ بی ایڈ کرنے کے بعد میں ایک کالج میں پڑھاتی تھی۔ میرے شوہر کا اپنا بزنس تھا۔ ان کے کہنے پر میں نے اپنی جاب چھوڑ دی اور گھر داری سنبھال لی۔ دو سال پہلے میرے شوہر کا اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ میں معاش کی طرف سے کوئی فکر نہیں ہے۔ اب اکثر کتب کا مطالعہ ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ سے میرے زیر مطالعہ کتب میں حاضرات کے عمل کی کتابیں بھی رہی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں حاضرات کا عمل سیکھوں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ عمل کبھی میں اللہ کی مخلوق کی خدمت کروں گی۔ میں نے اس موضوع پر بہت سی کتابیں پڑھی ہیں لیکن میری تفسیقی دور

نہیں ہوئی۔ میں چاہتی ہوں کہ حاضرات کا علم سیکھنے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب: اللہ کی مخلوق کی خدمت کے کئی سہل طریقے موجود ہیں۔ ان میں ایک علم کافروغ ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا ہے۔ آپ اس علم کے ذریعہ خدمت انسانیت کر سکتی ہیں۔ آپ ایسے بچوں کو جو یوشن انورڈ نہیں کر سکتے انہیں فری یوشن دے کر ایک بہت بڑی سعادت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی مخلوق کی خدمت کا کام بھی سرانجام دی سکتی ہیں۔

اچھا جیون ساتھی مل جائے

☆☆☆

سوال: میں بہت پریشان اور مجبور ہو کر آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔ میری سوتیلی والدہ کا سلوک میرے ساتھ بہت برا ہے۔ ہم سگے دو بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ میرے علاوہ سب شادی شدہ ہیں اور سب اپنے گھروں میں خوش ہیں۔

میری والدہ نے کئی مرتبہ میرے خلاف والد صاحب سے جھوٹے الزامات لگا کر مجھے پٹوایا بھی ہے۔ کئی دفعہ مجھے گھر سے نکلا دیا ہے مگر مجھے مجبوراً وہی رہنا پڑتا ہے۔ اب میں اپنے بھائی کے گھر پر ہوں۔ والد کے گھر رہتے ہوئے میں اپنے کھانے پینے اور باقی ضروریات زندگی کی اشیاء خود ہی خریدتی تھی۔

بھائی کے مالی حالات مستحکم نہیں ہے اس لیے میں نے ایک اسکول میں جاب کر لی ہے۔ یہاں رہتے ہوئے مجھے ایک سال ہو گیا ہے۔ اب میری بھانجی کو میرا وجود بھاری لگنے لگا ہے۔ میرے بھائی میری شادی کرنے کے پوزیشن میں نہیں ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا رشتہ مل جائے جہاں جہیز کی کوئی ڈیمانڈ نہ ہو لیکن ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں۔ میری عمر بڑھتی جا رہی ہے۔ میرے کئی رشتہ

بھی آئے مگر وہاں سے کوئی مثبت جواب نہیں دیا گیا۔ میں خود بھی اپنے بھائی اور بھانجی پر مزید بوجھ نہیں بنانا چاہتی۔ برائے مہربانی کوئی وظیفہ بتائیں کہ مجھے اچھا جیون ساتھی مل جائے اور میری اچھی جگہ شادی ہو جائے۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ 101 مرتبہ سورہ الزمر (39) کی آیت نمبر 33-34

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنی بہن کے لئے دعا کریں کہ اس کا اچھی جگہ رشتہ ملے ہو اور اسے بہت خوش حال ازدواجی زندگی نصیب ہو۔ یہ عمل کم از کم چالیس روز اور زیادہ سے زیادہ نوے روز تک جاری رکھیں۔

تین ماہ تک ہر جمعرات کو کم از کم اکیس روپے خیرات کر دیا کریں۔

بیٹیاں کمزور ہیں !!!

☆☆☆

سوال: میری دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ تینوں بچوں کے کھانے پینے کے معاملہ میں میں بہت فکر مند ہوں۔ بیٹے کو میں اچھی سے اچھی غذا دینے کی کوشش کرتی ہوں، بیٹیوں کا بھی خیال رکھتی ہوں لیکن انہیں لٹھیک طرح کھانا کھانے سے کوئی رغبت ہی نہیں ہے البتہ بازار کی چیزیں بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ میری بیٹیوں کے چہرہ پر بالکل رونق نہیں ہے۔ وہ بہت ست رہتی ہیں۔ جواب: میرے بچے کھانے پینے سے رغبت نہیں رکھتے۔۔۔۔۔ یہ شکایت مائیں عام طور پر کرتی نظر آتی ہیں۔ یہ

شکایت بجا مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھنے کی بھی ضرورت ہے کہ جو بچے کھانے پینے میں ماؤں کو تنگ نہیں کرتے کیا انہیں بھی مناسب و متوازن خوراک مل رہی ہے....؟

پاکستانی بچوں میں خصوصاً لڑکیوں میں کیلشیم کی کمی کا مسئلہ بہت زیادہ ہے۔

خوراک کی کمی کی شکایت والے بچوں کے لیے یونانی مرکب شربت جگر کا استعمال بھی مفید ہے۔ آپ اپنے بچوں کو علیحدہ سے کیلشیم دینے کے ساتھ ساتھ شربت جگر صبح اور شام ایک ایک چمچی پلائیں۔ بطور روحانی علاج جب بھی کچھ کھانے کے لیے دیں گیارہ مرتبہ اسم الہی یا زحیم پڑھ کر کھانے کی چیز پر اور بچوں پر بھی دم کر دیا کریں۔

آدھے سر کا درد

☆☆☆

سوال: سوال: کافی عرصہ سے میرے آدھے سر میں شدید درد اٹھتا ہے۔ یہ درد عموماً دس گیارہ بجے شروع ہوتا ہے اور ایک دو بجے تک رہتا ہے۔ اس دوران جی متلاتا ہے اور الٹی بھی آتی ہے۔ الٹی کرنے کے تھوڑی دیر بعد درد کم ہونے لگتا ہے۔ ڈاکٹروں نے کئی دوائیں لکھ کر دیں مگر جب درد کی ٹیمیں اٹھ رہی ہوں تو ساری دوائیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

جواب: عناب چار دانے، گل اسطوخودوس تین گرام، برگ گاؤزبان تین گرام، بادیان تین گرام، گل بنفشہ تین گرام، ان تمام اجزاء کو تقریباً ایک گلاس پانی میں جوش دیں جب پانی نصف رہ جائے تو چھان لیں اور قابل برداشت گرم حالت میں پی لیں۔ اوپر سے آدھی چمچی خمیرہ گاؤزبان سادہ بھی لے لیں۔

کبھی، زیادہ چکنائی والی اور بادی چیزوں سے پرہیز کریں۔

اختلافات اور نا اتفاقی

☆☆☆

سوال: ہم تین بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ ہم بہن بھائیوں میں بھی آپس میں اختلافات، نا اتفاقی بہت زیادہ ہے۔ گھر کا سکون بالکل ختم ہو گیا ہے۔ میرے والد کی تنخواہ بہت کم ہے۔ گھر کے ہر فرد کو غصہ بہت زیادہ آنے لگا ہے۔ بہن بھائیوں میں محبت، اتفاق کے لئے کوئی وظیفہ بتائیں۔ ان جھگڑوں کی وجہ سے رشتے داروں نے بھی ہم سے ملنا جلنا کم کر دیا ہے

جواب: رات سونے سے قبل 101 مرتبہ سورہ بنی اسرائیل (17) کی آیت نمبر 53، اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دعا کریں کہ سب بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت، عزت و احترام کے ساتھ رہنے کی توفیق ہو۔ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔

تنگدستی سے نجات

☆☆☆

سوال: میری دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ تمام بچے ابھی پڑھائی کر رہے ہیں۔ میری شوہر ایک پرائیویٹ ادارے میں ملازم ہیں۔ شام کے وقت بچوں کو ٹیوشن پڑھاتے ہیں۔ رات گئے تک گھر واپس آتے ہیں۔ اس کے باوجود شوہر کی آمدنی سے گھر کے اخراجات چلانا مشکل ہو رہا ہے۔ بڑا بیٹا جو میٹرک میں ہے وہ جاب کرنا چاہ رہا ہے لیکن شوہر اجازت نہیں دیتے۔ میرے شوہر کی کئی سالوں سے ترقی رکی ہوئی ہے۔ اگر میرے شوہر ترقی ہو جائے تو ہمارے حالات کچھ بہتر ہو جائیں گے۔ برائے مہربانی کوئی وظیفہ بتائیں جس کی برکت سے اس

مرتبہ ان کی پرورش ہو جائے اور ہمیں تنگدستی سے نجات ملے۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ سورہ زعد (13) کی آیت نمبر 26

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ
اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معاشی حالات میں بہتری اور مقصد میں کامیابی کے لیے دعا کریں۔

یہ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔ شوہر عصر مغرب کے درمیان پانچ مرتبہ سورہ فلق، پانچ مرتبہ سورہ الناس پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیئیں اور اپنے اوپر دم بھی کر لیں۔

یہ عمل اکیس روز تک جاری رکھیں۔ شوہر سے کہیں کہ چلتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے یا سحی یا قیوم کا ورد کرتے رہا کریں۔ ہر جمعرات کے دن گیارہ روپے خیرات کر دیا کریں۔ غصہ کی عادت

☆☆☆

سوال: گزشتہ سال سے مجھے بات بات پر بہت غصہ آنے لگا ہے۔ غصہ میں دل بہت تیزی سے دھڑکتا ہے۔ کسی نہ کسی بات پر دوسروں سے الجھ پڑتی ہوں۔ میرے اس رویہ سے لوگ مجھ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

ہر نماز کے بعد اکیس مرتبہ سورہ آل عمران (3) کی آیت نمبر 134 میں سے
وَالكَافِرِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
اول آخر تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کریں۔

فروری ۲۰۱۲ء

جب غصہ آئے تو پانی پر سات مرتبہ یا وود پڑھ کر دم کر کے پی لیا کریں۔

موٹاپے سے نجات

☆☆☆

سوال: میری عمر پچیس سال ہے۔ میرا وزن روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس وقت میرا وزن 95 کلو گرام ہے۔ اس موٹاپے کو ختم کرنے کے لیے میں نے کئی ٹوٹکے اور نسخہ بھی استعمال کئے مگر وقتی فائدہ ہوا تاہم اور کچھ عرصہ بعد پھر پہلے والی حالت میں لوٹ آتی ہوں۔

میرا یہ موٹاپا میری شادی میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ میرے نقوش اچھے ہیں لیکن اس موٹاپے کی وجہ سے چھپ گئے ہیں۔

جواب: وزن کم کرنے کے لیے برسوں سے استعمال ہونے والی عظیمی لیبارٹریز کی تیار کردہ ہرمل میبلٹ مہزلین بہت مفید و موثر ہے۔ آپ بھی عظیمی لیبارٹریز کی تیار کردہ ہرمل میبلٹ مہزلین کا استعمال کر سکتی ہیں۔

صبح نہار منہ اور شام کے وقت دو دو گولی مہزلین پانی کے ساتھ لیں۔

اس کے ساتھ ساتھ کھانوں میں شکر اور شکر آمیز اشیاء مثلاً مٹھائیاں، سوٹ ڈرنکس، آئس کریم وغیرہ نہ

facebook

Dr. Waqar Yousuf Azeemi



Show

Status

Question

Photo

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی

اب فیس بک پر بھی.....

facebook.com/Dr.Waqar.Yousuf.Azeemi

روحانی علاج

لیں۔ کھانے کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پئیں۔

غیر ذمہ دار شوہر

☆☆☆

سوال: چار سال پہلے میری شادی ہوئی۔ شادی کے چند دنوں بعد شوہر نے راتوں کو باہر رہنا شروع کر دیا۔ میری ساس نے بتایا کہ یہ تو اس کا برسوں پرانا معمول ہے۔ رات باہر گزارنے کے علاوہ وہ بہت غیر ذمہ دار بھی ہے۔ ہمیں کسی تقریب میں جانا ہوتا ہے تو وہ ہاں کہہ دیتے ہیں اور میں تیار ہو کر ان کا انتظار کرتی ہوں مگر وہ فون کر کے اپنی مصروفیت کا بہانہ بنا کر نہیں آتے۔ انہیں دوست اتنے عزیز ہیں کہ جب میں پہلی مرتبہ ماں بنی تو وہ اس وقت بھی دوستوں کے ساتھ بیٹھے گیوں میں مصروف تھے۔

مجھ سے اپنی محبت کا اظہار ضرور کرتے ہیں لیکن میری ضروریات کا خیال نہیں رکھتے۔ جب میں کچھ کہوں تو مجھ سے لڑنے لگتے ہیں، بعض مرتبہ غصہ میں گالیاں اور مارنے بھی لگتے ہیں۔

میرے دو بچے ہیں ان کی بھی ذمہ داری کا ان کو باکل احساس نہیں ہے۔

جواب: رات سونے سے پہلے ایک سو ایک مرتبہ

سورۃ آل عمران (3) کی آیت 26

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر شوہر کا تصور کر کے دم کریں اور ان کے رویہ میں مثبت تبدیلی اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق ملنے کی دعا کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔

جوڑوں میں درد

☆☆☆

سوال: میری عمر چالیس سال ہے۔ مجھے پانچ سال سے جوڑوں کے درد کی شکایت ہے۔ مسلسل دواؤں کے استعمال سے بھی مکمل افاق نہیں ہو رہا۔ جوڑوں کے شدید درد کی وجہ سے گھر کے ضروری کام بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ میں ان مسائل کی وجہ سے میں شدید ذہنی دباؤ اور پریشانی میں مبتلا رہنے لگا ہوں۔ موسم سرما میں اس تکلیف میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔

جواب: جوڑوں کے درد کے لئے یونانی مرکبات پر مشتمل ایک مفید نسخہ نوٹ کر لیں۔

چوب چینی تراشے 14 ماشہ، عشبہ مقوی 7 ماشہ، سورنجان، افیمون، گل سرخ، صندل سفید، ہر ایک ساڑھے 3 ماشہ، بسنجان 7 ماشہ اور سناہ کی 5 ماشہ ان تمام اجزاء کو گراؤنڈ کر کے بارہک سفوف بنالیں۔

اس سفوف کا صبح شام 6،6 ماشہ پانی کے ساتھ استعمال جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

سرخ شعاعوں میں تیار کردہ تیل کی ہاتھ اور پیروں کے جوڑوں پر ہلکے ہاتھ سے مالش کی جائے۔

اولاد نہیں ہو رہی....؟

سوال: ہماری شادی کو چھ سال ہو گئے ہیں۔ پہلے

سال پر گنسی ہوئی تھی لیکن تیسرے مہینہ میں ایک دن اچانک پیٹ میں شدید درد اٹھا اور پھر امید مایوسی میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے بعد دوبارہ امید نہیں ہو رہی۔ ہم دونوں کی میڈیکل رپورٹ بالکل نارمل ہیں، بعض عامل لوگوں سے میری بہن نے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے صاف صاف کہہ کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ یہ سن کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ مجھے اپنے اللہ کی ذات

روحانی علاج

پر مکمل بھروسہ ہے۔

آپ اس سلسلے میں کوئی روحانی علاج بتائیں۔

جواب: رات سونے سے پہلے 101 مرتبہ سورۃ آل عمران (3) کی آیت 38

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پانی پر دم کر کے میاں بیوی دونوں پی لیں اس کے بعد آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ رب العزت میں دعا کے جائے۔ یہ عمل نوے روز تک جاری رکھیں۔ جن دنوں آپ نہ پڑھ سکیں، آپ کے شوہر پڑھ کر دم کر دیں۔

بیٹا سسرال کا ہو گیا

☆☆☆

سوال: فیروزہ سال پہلے میں نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی کی تھی۔ میرا بیٹا چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں کا احترام کرنے والا ایک بہت اچھا انسان تھا۔ شادی کے چند دنوں بعد ہی اسے صرف اپنی بیوی، ساس، سر کے علاوہ کسی سے کوئی لگاؤ نہ رہا۔ ایک سال پہلے وہ گھر چھوڑ کر جا چکا ہے پہلے تو ہفتہ میں دو تین بار فون کر لیتا تھا لیکن اب بہنوں اور ماں باپ سے بات کرنا بھی گوارہ نہیں ہے۔ بیٹے نے ہم سے تمام تعلقات ختم کر لیے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا پہلے کی طرح اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ محبت و ادب سے رہے۔

جواب: رات سونے سے پہلے 101 مرتبہ سورۃ حدید (57) کی آیت 03

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَسُوءُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر

فردری ۲۰۱۲ء

اپنے بیٹے کا تصور کر کے دم کر دیں اور دعا کریں کہ اسے اپنے والدین کا، بہن بھائیوں کا احترام کرنے اور ان کے ساتھ محبت و حسن سلوک کی توفیق عطا ہو۔ یہ عمل کم از کم اکیس روز تک یا چالیس روز تک جاری رکھیں۔

نسوانی حسن میں کمی

☆☆☆

سوال: میری عمر اڑتیس سال ہے۔ میرے چار بچے ہیں۔ سب سے چھوٹے بچے کی عمر چار سال ہے۔ چھوٹے بچے کی پیدائش کے بعد سے میرا نسوانی حسن انتہائی کم ہو گیا ہے۔ میں نے کئی ایک ٹوکلے اور نسخے استعمال کیے ہیں، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

میری دوست نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کے ادارے نے نسوانی حسن کے لیے سفوف اور روغن تیار کیا ہے۔ کیا میں یہ سفوف اور روغن منگوا سکتی ہوں اور مجھے یہ کتنے عرصہ تک استعمال کرنا ہوگا۔

جواب: آپ یہ سفوف اور روغن منگوا سکتی ہیں۔ ادویات کے سلسلے میں درج ذیل فون نمبر

021-36604127 پر رابطہ کر لیں۔

بستر میں پیشاب

☆☆☆

سوال: میری بیٹی کی عمر چھ سال ہے۔ دو سال سے اسے بستر پر پیشاب کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اس عادت کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں علاج، پرہیز اور احتیاط سب کر کے دیکھ لیا لیکن بچی کے روٹین میں کمی بیشی تو ہوتی ہے۔ لیکن مکمل افاقہ نہیں ہوتا۔

بچی کی اس عادت کی وجہ سے ہم کسی کے گھر رات ٹھہرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ ایسا عمل بتائیں کہ بچی کی بستر میں پیشاب کرنے کی عادت ختم ہو جائے۔

جواب: تل سیاہ بارہ گرام، اجوان بارہ گرام دونوں



DAIHATSU

Cuore Ecomatic, fully equipped with Air Conditioner, Automatic transmission and a factory fitted CNG kit to make the Perfect Fusion.

TOYOTA

3s Authorized Dealer

TOYOTA HYDERABAD MOTORS

Address: A-41, S.I.T.E. AUTO BHAN ROAD, HYDERABAD, PAKISTAN
Tel: (022) 3885121-5 (Lines) Fax: (022) 3885126
email: toyota.hyderabad.motors@gmail.com

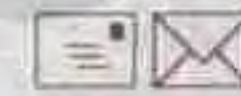
* For Standard Model (CX)

کریں۔ یہ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔ چلتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے ”یا سحی یا قیوم“ کا ورد کریں۔ پانچ کلو باجرہ خرید کر اس کے سات حصے کر لیں۔ سات دن تک روزانہ ایک حصہ صبح کے وقت چڑیوں کو ڈالا کریں۔

فہم و فراست

فضیلہ۔ کراچی، عثمان۔ گوجرانوالہ، شمع علی بھناری۔ شہریار منصور۔ فضل کمال۔ رشید احمد۔ کوئٹہ، شیریں بانو۔ عبد الرحیم۔ لاہور، مشتاق احمد۔ وزیر آباد، نعیم احمد۔ حنیوٹ، ممتاز علی۔ سکھر، منصور۔ لاڑکانہ، نایاب اختر۔ سیالکوٹ۔

جواب: آپ سب اکٹالیں بار ”یا اولی الالباب“ اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر نیلی شعاعوں میں تیار کردہ پانی پر دم کر کے پیئیں اور پڑھائی میں دل لگنے فہم و فراست میں اضافہ حافظہ کی تقویت اور اچھے نمبروں سے کامیابی کے لئے دعا کریں۔ چلتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے ”یا علیہ“ کا ورد کریں۔



روحانی فون سروس

گھر بیٹھے فوری مشورہ کے لئے

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی

روحانی فون سروس

کراچی 021-36688931, 021-36685469

اوقات: پیر تا جمعہ شام 5 سے 8 بجے تک

روحانی فون سروس

کو بار یک پیس لیں۔ اس سفوف میں گڑ چوبیس گرام اچھی طرح مکس کر کے یہ سفوف صبح اور شام تین تین گرام اس بیٹی کو کھلائیں۔

مذکورہ تکلیف میں یونانی مرکب ماسک البول ایک چوتھائی چمچی صبح شام مفید ہے۔

..... مختصر مختصر

سانس کی تکلیف

رحمت اللہ۔ ساگھڑ، دلدار علی۔ خیر پور، محمد ولایت حنان۔ کراچی، نجم شفیق۔ کراچی، علی احمد۔ حیدر آباد۔

جواب: صبح شام اکیس بار ”یا فارق“ پڑھ کر نارنجی شعاعوں سے تیار کردہ پانی دم کر کے پیئیں۔ اس کے علاوہ جب بھی پانی یا کوئی مشروب لیں تین بار ”یا فارق“ پڑھ کر دم کر لیا کریں۔

روزگار میں برکت

رشید احمد۔ کراچی، عرفان۔ اختر علی، لطیف شکور، کراچی، آر ایم جمیل لاہور، فصیح الدین۔ کراچی، نذیر احمد۔ اوکاڑہ، بشیر علی۔ ساہیوال، امان یعقوب۔ صادق آباد، فخر النساء۔ رحیم یار حنان، رفیق احمد۔ سید عاقب علی۔ شعیب الرحمن، نوشہرہ فیروز۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد 101 بار سورہ طلاق (65) آیت 2-3

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

پڑھ کر روزگار میں برکت اور ترقی کے لیے دعا